ظہورِ مہدی

کب؟

کہاں؟

اور کس طرح؟

تالیف

مفتی محمود بن مولانا سلیمان حافظ جی بارڈولی

مدرس جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

ناشر

نورانی مکاتب

تفصیلات

نام کتاب:..ظہورمہدی کب؟ کہاں؟اورکس طرح؟

تالیف:......................حضرت مولانا مفتی محمود صاحب بارڈولی دامت برکاتہم

کمپوزنگ:.................................. مولوی حافظ قاری حاجی فاروق بمبوی

صفحات:...۲۶۴

ناشر:...نورانی مکاتب

ملنے کے پتے

مولانا یوسف صاحب آسنوی، سملک، آسنا۔98240,96267

Email id: yusuf_bhana@hotmail.com

ادارۃ الصدیق ڈابھیل، گجرات۔99048,86188 \ 99133,19190

الامین کتابستان دیوبند، یوپی۔01336,221212

جامعہ دارالاحسان، بارڈولی، سورت، گجرات

جامعہ دارالاحسان، نواپور، نندوربار، مہاراشٹر

فہرستِ مضامین

انتساب

اللہ رب العزت کی ذات ہی تربیت کرنے والی ہے، اس کی کما حقہٗ حمد وثنا ہم نہیں کر سکتے، درود وسلام نازل ہو اس مربیٔ انسانیت سیدنا محمد ﷺ پر اور ان کی آل اولاد اور اتباع پر جو من جانب اللہ بہترین نظام تربیت لے کر تشریف فرمائے۔

بفضل اللہ تعالی منظر عام پر آکر مقبول ہونے والی کتاب **''ظہورِ مہدی''** ہندستان کی جنگ آزادی کے گمنام سپاہی شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے خادمِ خاص جنہوں نے خدمتِ قرآن کے لئے اپنی زندگی کو وقف کردیا تھا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خاص فکر رکھنے والے اور تربیت کا انوکھا انداز رکھنے والے ''والدمحترم'' حضرت مولانا قاری سلیمان صاحب حافظ جی قاسمی نوّر اللہ مرقدہٗ جن کے اندازِ تربیت کے مقبول ہونے کی بشارت بارگاہِ رسالت سے خواب میں دی گئی۔

اور اولاد کی اسلامی تربیت کے لئے بے انتہا محنت کرنے والی ''والدہ محترمہ'' کی خدمت عالی میں پیش ہے۔ اس کا اجر وثواب ان دونوں کو ملتا رہے۔

اے اللہ! ان دونوں پر دنیا وآخرت میں رحمت کا نزول فرما۔

تقریظ

حضرت مولانا ابوبکر صاحب غازی پوری دامت برکاتہم (مدیر ماہنامہ زمزم)

مولانا مفتی محمود حافظ جی سلمہٗ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے ایک ذی استعداد اور صاحبِ علم، فاضل نوجوان اور مدرس ہیں، علم کا ستھرا ذوق رکھتے ہیں اور وقت کے نازک مسائل پر ان کی نگاہ رہتی ہے، ردِّ فرقِ باطلہ ان کا خاص موضوع ہے، حق کا دفاع وہ اپنا دینی فریضہ سمجھتے اور کرتے ہیں، حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں صحیح معلومات عوام ہی نہیں خواص میں سے بھی بہت کم لوگوں کو ہے۔

مفتی محمود صاحب نے ضرورت محسوس کی کہ عوام کو حضرت مہدی رضی اللہ عنہ (جو قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہیں) کے بارے میں صحیح اور مستند معلومات فراہم کردی جائیں، اس جذبہ اور شوق نے ان کو زیرِ نظر رسالہ مرتب کرنے پر آمادہ کیا۔

الحمد للہ! عزیزم مفتی محمود سلمہٗ اللہ نے اپنے اس رسالہ میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بہت سی معلومات جمع کردی ہیں، عام طور پر ان سے عوام ناواقف ہیں، انشاء اللہ اس رسالہ سے ان کی معلومات میں اضافہ ہوگا، اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائیں۔

محمد ابوبکر غازی پوری

نوٹ: اب اس پانچویں ایڈیشن کے موقعہ پر حضرت والا اس دنیا میں موجود نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

کتاب کا اول ایڈیشن پڑھنے کے بعد حضرت مولانا ابو بکر صاحب غازی پوریؒ کا مکتوب گرامی

۷؍فروری ۲۰۰۷ء

سلامِ مسنون

حضرت والا! کل ہی کتاب ملی اور رات تک مطالعہ بھی کرلیا، کلُّه محمود، أوّله محمود، أوسطه محمود، آخره محمود، صاحبه محمود، نورٌ علی نور، بعضه فوق بعض، ماشاءاللہ حضرت مہدی کے بارے میں اتنی معلومات کسی دوسری کتاب میں نہ ملیں گی۔

جی ہاں! علما کے کرنے کا یہی کام ہیں، خصوصاً نوجوان علما کو علمی مشغلہ میں زیادہ رہنا چاہیے، وقد سررت بهذا الجهد العظيم، بارك الله في علمكم وفي حياتكم، وتقبل الله مسعاكم، ووفَّقَكم لأمثال هذا كثيراً .

کتابت کی غلطیاں نمونے کے برابر ہیں، ملاحظات ومؤاخذات بھی کچھ نہیں، چند باتیں حسب املا درج کرتا ہوں:

ص:۴۸ میں منہاج السنۃ [کی] جلد کا حوالہ نہیں ہے، صفحات کا حوالہ ہے۔

ص:۵۲، اوپر سے پانچویں سطر: مدینۂ منورہ اپنی گندگی کو: اس سے اپنی کو نکال دیں، مدینۂ پاک کی طرف گندگی کی نسبت طبیعت کو گوارا نہیں۔

ص:۵۸، عبدالرحمٰن مبارک پوری: مولانا بڑھا دیں۔

ص:۷۰، پہلی سطر: ابن القيم الجوزي: اس طرح لکھا جاتا ہے: ابن قيم

الجوزية. ص:۴۷،لناس: صحیح للناس [ہے]۔

ص:۷۷، سطر ۱۰: کامل مشابہت نہیں رکھتے ہوں گے: صحیح عبارت غالبًا یہ ہوگی: مشابہت رکھتے ہوں گے۔

ان شاء اللہ اِس کتاب سے بہت فائدہ ہوگا، چند روز میں مطلوبہ کتابیں آپ کو مل جائیں گی، دہلی سے روانہ ہوچکی ہیں، ربانی والے نے خواہش ظاہر کی تھی کہ وہ پارسل میں اپنی کتاب انوار الباری کا ایک سیٹ رکھ دیں، میں نے مہتمم صاحب سے پوچھا تو انہوں نے ایک سیٹ کی اجازت دے دی تھی، اب؟؟؟ کہ انہوں نے ایک کے بجائے تین سیٹ رکھ دیا ہے، میں نے آپ کو فون کیا کہ ایک سیٹ کے پیسے کا میں ذمہ دار ہوں، ایک سیٹ کی قیمت ساڑھے سات سو ہے، اس رقم کو- اگر تینوں سیٹ نہ لیتے ہوں تو- میری رقم کے ساتھ بھیج دیں اور اگر تینوں سیٹوں کو رکھنا ہو تو اس حساب سے رقم روانہ کریں۔

بزرگوں کی توجہات اور عنایات اور دعائیں ہم گنہگاروں کی مغفرت کا ذریعہ ہیں؛ اس سے فراموش نہ کریں۔ بارڈولی جانا ہو تو پدرِ بزرگوار سے سلام کہہ دیں۔ والباقي عند التلاقي. مہتمم صاحب کو بھی سلامِ مسنون۔ ۱۳ رکو دہلی جانا ہے، ۱۴ رکو مجلس عاملہ ہے۔

والسلام عليكم ورحمة الله

محمد أبو بكر الغازيفوري

ابھی یہ خط حوالۂ ڈاک نہیں ہوا تھا کہ آپ کا مرسلہ ڈرافٹ مل گیا اور آج ہی ملا۔

شكراً وألف شكر.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

جانشینِ امامِ اہلِ سنت ورکنِ شوریٰ دار العلوم دیو بند

حضرت مولانا عبد العلیم صاحب فاروقی لکھنوی دامت برکاتہم

ظہورِ مہدی کے بارے میں احادیث مبارکہ اور آثار کی بنا پر مسلمانوں کو اس پر اعتقاد ہے، زمانۂ گذشتہ میں ہمارے اکابر نے اس حقیقت کی وضاحت فرمائی ہے جو اہلِ علم سے مخفی نہیں ہے۔

دورِ حاضر میں اس عقیدہ اور مسلمہ حقیقت پر مختلف انداز میں رائے زنی کی جارہی ہے، جو کسی طرح مناسب نہیں ہے اور نہ اس کو دین کی کوئی خدمت قرار دیا جاسکتا ہے۔

عزیزِ محترم حضرت مولانا مفتی محمود بارڈولی حفظہٗ اللہ نے پیشِ نظر رسالہ میں پوری احتیاط کے ساتھ مذکورہ مسئلہ کی وضاحت فرمائی ہے، موصوف کی یہ علمی اور دینی خدمت قابلِ قدر ہے، انشاء اللہ عوام وخواص کو اس کے مطالعہ سے فائدہ ہوگا۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ مفتی صاحب کو سلامت رکھیں اور توفیقِ مزید نصیب فرمائیں۔

عبد العلیم فاروقی

۲۳ر ستمبر ۲۰۰۴ء

تقریظ

حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

(شیخ الحدیث وصدر مفتی جامعہ ڈابھیل ورکنِ شوریٰ دار العلوم دیوبند)

قیامت کب آنے والی ہے؟ اس کا حقیقی وقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں، حدیثِ جبرئیل علیہ السلام میں ہے کہ: نبیٔ کریم ﷺ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سوال کیا کہ: متی الساعة؟ (یعنی قیامت کب آئے گی) تو اس کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا: ما المَسئُوْل عنها بأعلم من السّائل (یعنی قیامت کے متعلق جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا)۔

مطلب یہ ہے کہ مجھے بھی آپ کی طرح قیامت کا صحیح وقت معلوم نہیں؛ البتہ قرآن وحدیث میں قیامت کی کچھ علامتیں اور نشانیاں بتلائی گئی ہیں جن کو علما نے علاماتِ صغریٰ اور علاماتِ کبریٰ کے نام سے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے؛ علاماتِ کبریٰ میں سب سے پہلی علامت: ''حضرت مہدی کا ظہور'' بتلائی جاتی ہے۔ ویسے تو عربی زبان میں ''مهدي'' ہدایت یافتہ کو کہتے ہیں، اس معنی کے لحاظ سے بہت سے مہدی ہو چکے ہیں اور ہوں گے؛ لیکن علامتِ قیامت کے طور پر جس مہدی کے ظہور کو بتلایا گیا ہے وہ ایک مخصوص شخصیت ہے، جن کی بہت کچھ تفصیلات مختلف احادیث میں وارد ہوئی ہیں؛ چناں چہ ان ہی ''مہدیٔ موعود'' کی شخصیت سے متعلق اہلِ علم زمانۂ قدیم سے قلم اٹھاتے چلے آئے ہیں، اور جوں جوں قیامت قریب ہوتی جا رہی ہے اور مسلمان عالمی سطح پر مختلف آزمائشوں اور مصائب کا شکار ہوتے چلے جا رہے ہیں قدرتی طور پر ان

میں ’’مہدیٔ موعودؔ‘‘ کی آمد کی طلب بڑھتی جارہی ہے، اور مسلمانوں کی ان ہی اندرونی کیفیات وجذبات کے پیشِ نظر بہت سے لوگ ’’مہدیٔ موعودؔ‘‘ کی آمد اور ظہور کے سلسلہ میں بے سروپا باتیں بھی پھیلاتے رہتے ہیں، ان حالات میں ضروری تھا کہ لوگوں کو ’’مہدیٔ موعودؔ‘‘ سے متعلق معتبر روایات سے آگاہ کیا جائے؛ چناں چہ عزیز مکرم مولانا مفتی محمود بارڈولی صاحب سلّمہٗ (استاذِ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل) نے حدیث اور شروحاتِ حدیث نیز اس موضوع پر لکھی گئی سابقہ کتابوں کو کھنگال کر ایک مضمون تیار فرمایا ہے، جو إن شاء اللہ مفید اور رہنما ثابت ہوگا، اللہ تبارک وتعالیٰ عزیز موصوف کی اس سعی کو حسنِ قبول عطا فرمائیں۔ آمین یارب العالمین۔

أملاہٗ: احمد خانپوری

۶/ ذی القعدہ ۱۴۲۷ھ

کلماتِ بابرکت

استاذِ محترم حضرت مولانا مفتی عباس صاحب دامت برکاتہم

(نائب شیخ الحدیث ونائب مفتی جامعہ ڈابھیل، وشیخ الحدیث جامعۃ القراءات کفلیتہ)

حامداً ومصلیاً ومسلماً!

قیامت کی علامت کبریٰ میں سے حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا دنیا میں ظاہر ہونا بھی بتایا گیا ہے۔ آج کے پُرفتن دور میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق موضوع باتیں پھیلائی جارہی ہیں اور واہیات دلائل کے ذریعہ تاریخ تیار کر کے امت کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ان حالات کے پیشِ نظر جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک کے استاذ عزیزم مفتی محمود بارڈولی صاحب سلّمہ' نے معتبر کتبِ احادیث، شروحاتِ حدیث اور قابلِ اعتبار اکابر کی دوٹوک تحقیقات کو سامنے رکھ کر جو مواد ''ظہور مہدی رضی اللہ عنہ، کب؟ کہاں؟ اور کس طرح''؟ میں یکجا کر کے امت کی صحیح رہنمائی کی جو کامیاب کوشش کی ہے، یقیناً وہ قابلِ تعریف ہے۔ میں اس پر موصوف کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک وتعالی اس محنت کو شرف قبولیت سے نواز کر امت کے لئے سودمند بنائیں اور زیادہ سے زیادہ اس طرح صحیح رہنمائی کی توفیق عطا فرمائیں۔

عباس داود بسم اللہ

۲۰۰۸/۱۱/۱۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمات

از: حضرت مولانا محمد رحمت اللہ صاحب کشمیری دامت برکاتہم

(خلیفۂ خاص حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ و حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ العالی ورکنِ شوریٰ دارالعلوم دیوبند)

کس قدر خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو دینِ کامل عطا ہوا اور قربِ قیامت کے اس دور میں **ما أنا علیه و أصحابي** والی راہِ حق پر گامزن ہوئے، پھر تابعین، تبعِ تابعین، اولیائے کاملین، محدثین و مفسرین، ائمۂ دین، مجتہدین کے سلسلۂ نورانیہ سے منسلک ہوئے، اس طرح سے پوری استقامت کے ساتھ صراطِ مستقیم پر جمے رہنے کی صورت مقدر ہوئی، اس دینِ کامل میں عقائد و عبادات و معاشرت و معاملات و آداب و اخلاق کے ساتھ فتن و اشراطِ ساعۃ (علامات قیامت) کی جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں، دیگر مذاہب کا دامن اس سے عاری اور خالی ہے، اس نعمت پر مؤمنین و مسلمین کو اپنے ربِّ رحیم کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ بغیر طلب و استحقاق کے ہمیں اس جماعتِ حقہ میں شامل فرمایا؛ ورنہ نہ معلوم گمراہی کی کس وادی میں بھٹکتے پھر رہے ہوتے۔

قربِ قیامت کی علامت میں سے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام، ظہورِ مہدی رضی اللہ عنہ اور خروجِ دجال اہم علامتیں ہیں جن کی تفصیلات خود نبیٔ خاتم صلی اللہ علیہ وسلم روحی فداہ نے بیان فرمائی ہیں، وقت وقت پر علمائے کرام نے ان احادیث کی تفصیلات بیان فرما کر افواہوں میں شہرت پانے والی روایتوں اور رطب و یابس کے اختلاط سے پیدا ہونے والی غلط فہمیوں

کو منقح فرمایا، دورِ حاضر میں بھی۔ جب کہ بہت سی غیر معتبر چیزیں ان اہم علامات کے بارے میں منظر عام پر آ رہی ہیں۔ اللہ پاک کی توفیق سے ہمارے مکرم و معزز، جواں سال محقق، مولانا مفتی محمود بارڈولی خلیفۂ مجاز حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ نے قلم اٹھایا اور ''ظہور مہدی، کب؟ کہاں؟ کس طرح؟'' کے نام سے تحقیقی کتابچہ ترتیب دے کر ایک اہم ضرورت کو پورا فرمایا ہے۔

حال میں مرکزِ علمِ دین جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل میں حاضری کے موقع پر مولانا موصوف نے اس کتاب کو ملاحظہ کرنے اور اس پر تبصرہ لکھنے کا حکم فرمایا، اسی سفر کے دوران تعمیلِ حکم کی توفیق من جانب اللہ نصیب ہوئی، دل مسرور ہوا، دعاء کرتا ہوں کہ اللہ پاک موصوف کی اس کاوش کو عنداللہ وعندالناس قبولیت عطا فرما کر ذخیرۂ آخرت بنائیں اور امت کے لئے بے حد نافع فرمائیں۔ آمین یا رب **العالمین بجاه سيِّد المرسلين صلى الله تعالى عليه وعلى اٰله وأزواجه وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.**

وأنا العبد الأواه: محمد رحمت اللہ عفی عنہ وعافاہ

خادمِ دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

۱۵/ ذی القعدہ ۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افتتاحیہ

قیامت کا آنا ایک یقینی چیز ہے؛ لیکن اس کے وقوع کی کوئی متعین تاریخ بندوں کو نہیں بتائی گئی، البتہ اس کی خاص خاص علامتیں قرآن وحدیث میں واضح طور پر بیان کی گئی ہیں، ان ہی علامتوں میں سے بہت بڑی علامت حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہے، امتِ مسلمہ آج کل جن حالات سے دوچار ہے اس کے پیشِ نظر کئی مسلمان ظہورِ مہدی کے متمنی ہیں، خود علامہ سفارینیؒ فرماتے ہیں: من العلامات العظمٰی وهي أوّلها: أن يظهر الإمام... المقتدىٰ الخاتم للأئمة... محمد المهدي.

[لوامع الأنوار البهية ۲/ ۷۰–۷۱]

قیامت کی بڑی یعنی: قریب تر اور اولین نشانیوں میں امامِ مقتدیٰ، خاتم الائمہ محمد مہدی کا ظہور ہے۔ نیز ظہورِ مہدی ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ ادھر تقریباً پانچ سال قبل مادرِ علمی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک کے اراکینِ شوریٰ نے جامعہ میں ''شعبۂ ردِ فرقِ باطلہ''۔ جس کا تبدیل شدہ نام ''شعبۂ تحفظِ شریعت'' ہے۔ کے قیام کا فیصلہ فرمایا، اس شعبہ کے ضمن میں بندہ کے ذمہ ''احتسابِ قادیانیت'' کا موضوع آیا، مرزا قادیانی کے دعاوی میں سے ایک دعویٰ مہدی اور مسیح ہونے کا بھی ہے، جب اس دعویٰ کے متعلق دورۂ حدیث شریف کے طلباء کے سامنے مدلل طریقہ سے یہ مضمون لکھوایا گیا کہ:

مرزا؛ مہدی ومسیح تو کیا ایک شریف انسان بھی نہیں ہوسکتا، نیز

حضرت مہدی و حضرت مسیح کے متعلق جو باتیں احادیث میں آئی ہیں، ان میں کوئی بھی بات مرزا قادیانی میں کسی طرح بھی پائی نہیں جاتی۔

جب یہ مضامین پیش کیے گئے، تو دل میں یہ بات آئی کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق باتوں کو الگ سے جمع کر کے امت مسلمہ کے سامنے پیش کیا جاوے، چناں چہ اسی غرض سے کوشش کی گئی کہ صحیح اور مضبوط باتوں کو جمع کیا جائے، نیز کمزور باتوں کی طرف اشارہ کر دیا جاوے۔

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق بہت سی باتیں ہمارے طبقے تک میں غلط مشہور ہیں، جیسے ان کے ظہور کے وقت آسمان سے ندا آنا، ظہور سے قبل رمضان میں گرہن پیش آنا، اس قسم کے مضامین کی طرف بھی صحیح رہنمائی کی کوشش کی گئی ہے۔

جن جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہر ایک کو بحوالہ لکھ دیا گیا ہے، اس موضوع کے متعلق جہاں تک احادیث کی بات ہے بعض حضرات کا یہ کہنا ہے کہ: **"مہدی کے متعلق جو صریح احادیث ہیں وہ صحیح نہیں ہیں اور جو صحیح ہیں وہ صریح نہیں ہیں"**، اس جملے کے سلسلہ میں عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کے ایک فعال رکن مولانا عبدالرحمٰن باوا مدظلہ العالی نے لندن میں حضرت مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ کی کتاب "عقیدۂ ظہورِ مہدی احادیث کی روشنی میں" بندہ کو ہدیتاً عنایت فرمائی، حضرت مفتی شامزئی مرحوم نے اس موضوع کے متعلق کم و بیش پچاس احادیث اس کتاب میں جمع فرمائی ہیں، اور ہر حدیث کے ہر ہر راوی کے متعلق بہت ہی شرح و بسط سے کلام کیا ہے، جس سے سابقہ

جملہ کا بے حقیقت ہونا واضح ہو جاتا ہے، اس کتاب کی عالَمِ اسلام کے نامور محقق عالم دین حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی نے اپنے ''البلاغ'' کے ایک مضمون میں- جو مفتی شامزئی صاحبؒ کی شہادت پر انہوں نے لکھا تھا- بھرپور تعریف کی ہے، بحمداللہ احادیث کے سلسلہ میں بندہ نے اس کتاب سے بھرپور استفادہ کیا ہے، اور دیگر جن کتبِ احادیث اور حضراتِ محدثین کے کلام سے استفادہ کیا ہے وہ مع حوالہ کے لکھ دیا ہے، جب یہ مسودہ تیار ہوا تو میرے مشفق بزرگ حضرت مولانا ابوبکر صاحب غازی پوری (جو کہ اب نہیں رہے) اور حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب فاروقی (اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرماوے) نے اس کو دیکھا، اور کچھ مفید مشورے دیے، نیز مفتی رشید احمد صاحب فریدی مدظلہ العالی وشیخ الحدیث مولانا مجتبیٰ صاحب لولات اور فضیلۃ الشیخ طلحہ منیار مکی اور برادرِ مکرم مفتی اسعد خانپوری صاحب نے اس کو دیکھا، ترمیمات اور اصلاحات فرمائیں، نیز میرے مرشد ثانی مشفق ومربی حضرت مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم نے اس کو پڑھا، اور اس پر کلمات بابرکت لکھوائے، اس کتاب کی تیاری میں عزیز محترم مولوی حافظ قاری الحاج فاروق بمبوی (اللہ تعالیٰ ان کو دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائیں۔آمین) نے ہر طرح بڑی محنت کی جزاه الله خيراً في الدارين. باری تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ نیز کتاب کے اخیر میں کتبِ احادیث میں واردہ احادیث جن کا تعلق اس موضوع سے ہیں اس کا ایک نقشہ بھی پیش کیا گیا ہے تاکہ اس موضوع پر مزید تحقیق میں آسانی رہے۔

اخیر میں جمیع قارئین سے مؤدبانہ التماس ہے کہ میری علمی کمزوری اور زبان

اردو سے واقفیت کی کمی کی وجہ سے یقیناً اس کتاب میں بہت ساری خامیاں رہ گئی ہوں گی، امید ہے کہ مطلع فرمائیں گے، تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تلافی ہوسکے۔

اللہ تعالیٰ میری بدنیتی اور بدعملی کے شر سے محفوظ فرماویں، اور اس کتاب کو شرف قبولیت سے مالا مال فرمائیں۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العٰلمين.

محمود بن مولانا سلیمان حافظ جی، بارڈولی
جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک، گجرات

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

مقدمۂ طبع دوم

الحمدُ للّٰہ الذي به تَتمّ الصالحات، والصلوۃ والسلامُ علیٰ محمدٍ خاتم النبیین ﷺ، بنورِ وجهه تنورُ الکائنات، وعلیٰ آله وصحبه ومن تبعهم بإحسانٍ إلیٰ یوم الدین. أما بعد!

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ماہ ذی القعدہ ۱۴۲۷ھ کے بالکل اواخر میں زیورِ طبع سے آراستہ ہوکر منظرِ عام پر آیا۔

محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے احسان سے صرف تین ماہ کے قلیل عرصہ میں ختم ہوگیا۔ بندہ نے پہلے ایڈیشن کے افتتاحیہ میں تمام قارئین سے عموماً اور اہل علم حضرات سے خصوصاً یہ درخواست کی تھی کہ اس کتاب کی ترتیب یا کتابت کی خامیوں سے مطلع فرمائیں۔

چناں چہ میرے مشفق حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری دامت برکاتہم نے ایک مفصل خط [جو اِس ایڈیشن میں نقل کردیا گیا ہے] ارسال فرماکر بعض مواقع کی نشان دہی فرمائی، اسی طرح مفتی فضل محمود صاحب فلاحی نے مفید مشوروں سے نوازا۔ اسی دوران ماہنامہ "صوت القرآن" کے مدیرِ محترم حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالاحد صاحب تاراپوری صاحب دامت برکاتہم (خلیفۂ حضرت ہردوئیؒ) کے قلم سے ایک مفصل تبصرہ شائع ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات اور دیگر معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس دوسرے ایڈیشن میں مختلف جگہوں پر تقریباً انیس صفحات کا اضافہ کیا گیا ہے جو بے حد اہم اور دلچسپ ہے۔ جمع وترتیب اور کمپوزنگ میں عزیزانِ گرامی مولوی

محمد فاروق بمبوی اور مولوی ندیم نور محمد ویراولی نے بھرپور تعاون کیا اور حسبِ سابق سیٹنگ کے کام میں برادر محترم حضرت مفتی ابوبکر صاحب اور برادر مولوی ساجد پٹنی صاحب نے بہت تعاون کیا، حق تعالیٰ ان حضرات کو اپنی شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائیں۔آمین۔

إن شاء اللّٰه عنقریب ہندی، گجراتی اور فرانسیسی زبان میں یہ کتاب منظرِ عام پر آجائے گی، اور انگریزی ترجمہ کی کاوشیں بھی جاری ہیں، اللہ تعالیٰ آسان فرمائیں۔

ایک بار پھر اس کتاب کے قارئین سے گذارش ہے کہ تالیف و کتابت میں کسی بھی خامی پر اس عاجز کو ضرور مطلع فرمائیں؛ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کی جاسکے۔

إن أجركم إلا على اللّٰه۔حق تعالیٰ اس کتاب کو شرفِ قبولیت سے نوازیں۔آمین

العبدُ الفقيرُ إلى اللّٰهِ الغنيِ
محمود بن سلیمان حافظ جی
خادمِ جمیعتِ علمائے ضلع نوساری، بلساڑ
رکنِ کل ہند مجلسِ منتظمہ جمیعتِ علمائے ہند

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

مقدمۂ طبع سوم

الحمدللّٰہ و کفیٰ، و سلام علی عبادہ الذین اصطفی، أمّا بعدُ.

اللّٰهم لا نُحصي ثناءً عليك أنت كما أثنيت على نفسك. یہ حقیقت ہے کہ بندہ باری تعالی کے انعامات کا شکر ادا نہیں کر سکتا، باری تعالی کے بے شمار انعامات میں سے اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن بھی ہے، ہمیں اندازہ بھی نہیں تھا کہ کتاب اس قدر مقبول ہوگی۔ یہ باری تعالی کا احسان ہے، اس پر ہم جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔ شکرِ نعمت کے سلسلہ میں ایک بڑا ہی سبق آموز واقعہ جو مفسرین نے نقل کیا ہے ملاحظہ فرمائیں:

حضرت فضیلؒ سے منقول ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام پر یہ حکمِ شکر (اعـمَـلُـوا آلَ داوٗد شُـكْـرًا الخ) نازل ہوا تو انہوں نے اللہ تعالی سے عرض کیا ''اے میرے پروردگار میں آپ کا شکر کس طرح پورا کر سکتا ہوں جب کہ میرا شکر قولی ہو یا عملی وہ بھی آپ ہی کی عطا کردہ نعمت ہے، اس پر بھی مستقل شکر واجب ہے''۔ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ''الآن شـكـرتَـنِي يا داوٗد!'' کہ اے داؤد! اب آپ نے شکر ادا کر دیا؛ کیوں کہ حقِ شکر ادا کرنے سے اپنے عجز و قصور کو سمجھ لیا، اور اعتراف کر لیا۔

(معارف القرآن ۸/۲۷۳)

اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن بھی بفضل اللہ بہت ہی تیزی سے نکل گیا، تب جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے شعبۂ تحفظِ شریعت کے میرے رفیقِ کار، برادرِ محترم مفتی ابوبکر پٹنی

صاحب مدظلہ العالی نے بِاصرار حکم فرمایا کہ تیسرا ایڈیشن جلد شائع کیا جائے، بندہ تعمیلِ ارشاد کا ارادہ کر ہی رہا تھا، اواخرِ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ، ششماہی امتحانات کی تعطیلات میں مشفقِ محترم حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری مُدَّ ظِلُّه العالي کی معیت میں ویسٹ انڈیز کے سفر پر تھا، واپسی پر لندن ہوائی اڈہ پر پہنچا تو بندہ کو ایک بے حد سنگین صدمہ پہنچا، مجھے اطلاع دی گئی کہ میرے بہت ہی مخلص بھائی الطاف ماندا؛ نواپور والے کا اچانک انتقال ہوگیا، اس خبر سے ایک سکتہ سا طاری ہوگیا، مرحوم سے کئی سالوں سے للّٰہ في اللّٰہ گہرا تعلق تھا، وہ بندہ کے ساتھ محض اللہ کے واسطے محبت رکھنے والوں میں سے تھے۔ جب سے دار الاحسان نواپور قائم ہوا تب سے تا دمِ حیات انہوں نے مدرسہ کی مثالی خدمات انجام دی۔ عین شباب میں وہ غمِ مفارقت دے گئے۔ اللّٰهم اغفره وارحمه وسكّنه في الجنة. آمین۔ اس حادثہ کے سبب کئی روز تک طبیعت بوجھل رہی، ایک عرصہ تک کئی دینی کام بھی مؤخر ہوتے رہے۔

اب بحمد اللہ تیسرے ایڈیشن کا کام مکمل ہوا۔ دوسرے ایڈیشن کے موقع پر کتابت و ترتیب کی خطا پر مطلع کرنے کی گذارش کی تھی، اس اعلان پر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے نامور فاضل، مفتی مرغوب احمد لاجپوری مقیم حال برطانیہ نے اور تحفظِ ختمِ نبوت کے کامیاب جرنیل حضرت مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری (مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت دارالعلوم دیوبند) نے بہت ہی مفید و گراں قدر مشورے ارسال فرمائے، جنہیں فی الجملہ اس تیسرے ایڈیشن میں شامل کرلیا گیا۔ باری تعالی ان دونوں حضرات کو اپنی شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آمین۔

نیز تفسیرِ قرطبی سے ایک مفصل روایت جو دوسرے ایڈیشن کی کمپوزنگ میں

چھوٹ گئی تھی اس کو بھی شامل کرلیا گیا ہے۔

اس دوران بفضل اللہ گجراتی زبان میں دوسرا ایڈیشن اور ہندی میں پہلا ایڈیشن شائع ہو چکا ہے، انگریزی اور فرینچ (French) تراجم کا کام بھی جاری ہے۔

پھر یہ درخواست کی جا رہی ہے کہ اس کتاب کی تالیف، ترتیب و کتابت کی خامیوں سے ضرور مطلع فرمائیں۔

باری تعالی اس ایڈیشن کو بھی شرف قبولیت سے نوازیں، اور اپنی رضا کا ذریعہ بنائیں۔ جملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

جئنا إليك ببضـاعةٍ مُزجاةٍ فأوفِ لنا الكيل وتصدق علينا، آمين يا رب العلمين.

العبدُ الفقيرُ إلى اللّٰهِ الغنيِ

محمود بن سلیمان بارڈولی

خادمِ ختم نبوت

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، سملک، گجرات

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

مقدمۂ طبع رابع

الحمد للّٰہ رب العلمین، والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین وعلی آلہ وصحبہ وأتباعہ أجمعین. أما بعد!

اس کتاب کے تیسرے ایڈیشن کے وقت لکھا گیا تھا کہ بندہ اللہ تعالی کی نعمت کا شکرادانہیں کرسکتا۔

اللّٰہم لا نحصي ثناءً علیك أنت کما أثنیت علی نفسك. البتہ امتِ محمدیہ کے لیے اللہ تعالیٰ کا تحفہ عجیب ہے، حدیث شریف میں آتا ہے: حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح کو یہ دعا پڑھے تو اس نے دن کی (یعنی پورے دن میں ملنے والی) نعمتوں کا شکریہ ادا کردیا، وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ مَا أَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ أَوْ بِأَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ، فَلَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ.

اور جو شخص شام کو یہ دعا پڑھے تو اس نے رات کی (یعنی پوری رات میں ملنے والی) نعمتوں کا شکریہ ادا کردیا، وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ مَا أَمْسیٰ بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ أَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ، فَلَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ.

کتاب ''ظہورِ مہدی'' کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی؛ بلکہ اس کو مستند اور مرجع کی حیثیت حاصل ہوئی، استاذِ محترم محدثِ عصر شیخ الحدیث مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری

دامت برکاتہم العالیہ کی ترمذی شریف کی شرح تحفۃ الالمعی کی جلد پنجم میں جہاں مہدی کا باب شروع ہوا ہے، وہاں اس کتاب کے لئے تحسین اور اعتماد کے کلمات کے ساتھ اس کو پڑھنے کی ترغیب دی گئی۔

میری ناقص سوچ میں حضرت الاستاذ علامۂ عصر مفتی سعید احمد صاحب مدظلہ کی مطبوعہ تقریرِ درس میں اس طرح کا تذکرہ آنا بڑی سعادت ہے اللہ حضرت والا کو صحت عافیت سے نوازے، تادیر سایۂ عاطفت کو قائم فرمائیں۔ آمین۔

مشہور مصنف مفتی ابولبابہ شاہ کا ایک مضمون ایک اسلامی رسالہ میں شائع ہوتا رہا، بعد میں وہ کتابی شکل میں شائع ہوا، ''دجال کون؟ کہاں؟ کس طرح؟'' جس دور میں یہ مضمون شائع ہورہا تھا، لندن میں ایک دوست نے اس رسالہ میں بندہ کو پڑھایا کہ آپ کی کتاب ''ظہورِ مہدی'' کے حوالے سے اس میں بہت سی باتیں آرہی ہیں، پھر جب کتابی شکل میں وہ مضمون شائع ہوا تو اس میں باقاعدہ حوالہ کے ساتھ اس کتاب کو مرجع کی حیثیت دی گئی۔ ذلک من فضل اللّٰہ.

اللہ کے فضل سے حضرت فقیہ الامتؒ کے خلیفہ میرے رفیق محترم مفتی سعید متالا صاحب صدر مفتی و نائب شیخ الحدیث دار العلوم آزاد ویل، ساؤتھ افریقہ کی کوششوں کے نتیجہ میں دار العلوم آزاد ویل کے مؤقر عالم دین مولانا عبد اللہ ملاں صاحب نے اس کا انگریزی ترجمہ کیا، اور اسی دار العلوم کے مدیر محترم حضرت مولانا عبدالحمید صاحب (خلیفۂ اجل حضرت حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی) کی توجہ سے انگریزی ایڈیشن شائع ہوکر دنیا کے کئی ملکوں میں پہنچ گیا۔ الحمد للّٰہ علی ذلک.

جامعہ دارالاحسان نواپور کے درجۂ حفظ کے کامیاب مدرس جناب حافظ عمران نواپوری صاحب- جو B.S.C کی ڈگری بھی رکھتے ہیں- کی کوشش سے ہندی ترجمہ ہوا اور عزیزم مولانا جمال اللہ ابن امان اللہ صاحب ایرانی کی توجہ اور حوصلہ افزائی سے شائع ہوا۔

گجراتی تراجم کے ماہر جناب الحاج عبدالقادر فاتی والا صاحب (خلیفۂ خاص حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب جے پوریؒ) اور مولانا یونس صاحب فلاحی نے اس کا گجراتی ترجمہ کیا اور جامعہ دارالاحسان بارڈولی و نواپور کے شعبۂ نشر و اشاعت سے شائع ہوا۔

طویل عرصہ سے اردو ایڈیشن ختم ہو گیا تھا، خطبات محمود کی اشاعت کی وجہ سے اس طرف توجہ نہ ہو سکی، اب بحمد اللہ اللہ کے فضل سے اور اللہ کے بندوں کی طلب پر اس کا چوتھا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے، اس مرتبہ کچھ عناوین کا اضافہ کیا ہے اور میرے محترم مولانا محمد علی منیار صاحب مقیم مکۂ مکرمہ (خلیفۂ مرشدی حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ) کے اصرار پر ''فتنوں کے دور میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے'' ایک مضمون بڑھایا گیا، جامعہ دارالاحسان نواپور کے مفتی اور مدرس عزیزم مفتی عمران مولدھرا زید مجدہم (جو اب جامعہ ڈابھیل میں مدرس ہیں) کے تعاون سے یہ مضمون تیار ہوا، خطبات محمود کے کام میں میرے رفیقِ کار عزیزم مولوی مفتی اویس کنجری سلمہ اللہ تعالیٰ نے اس مرتبہ کتاب کی تصحیح اور عنوان سازی میں تعاون کیا، اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

حسبِ سابق نئی سیٹنگ کا کام رفیق محترم مفتی امین صاحب اودھناوی زید مجدہم

نے انجام دیا، اللہ سب حضرات کی خدمات کو قبول فرمائیں، کتاب کے اس ایڈیشن کو اپنی رضا کا ذریعہ بنائیں، مقبولیتِ عامہ وخاصہ سے نوازیں۔ آمین۔

العبدُ الفقیرُ إلی اللّٰہِ الغنیِ
محمود بن سلیمان بارڈولی
ممبر آل مسلم انڈیا پرسنل لا بورڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمۂ طبعِ خامس

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین، وعلی آلہ وصحبہ وعلی من تبعھم بإحسان إلی یوم الدین. أما بعد:

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کتاب کا پانچواں ایڈیشن آپ کی خدمت میں پیش ہے، باری تعالیٰ اس کو شرفِ قبولیت سے نوازیں۔ آمین۔

اسی دوران بھارت کے علاوہ دوسرے ممالک سے بھی یہ کتاب شائع ہوئی۔ چوتھے ایڈیشن میں جو اضافات کیے گئے تھے اس کو ملحوظ رکھ کر دوسری مرتبہ انگریزی ترجمہ بھی شائع ہورہا ہے، گجراتی میں اصلی ترجمہ کے علاوہ تلخیص بھی الحمدللہ شائع ہوئی، ہندی ترجمہ بھی الحمدللہ مقبول ہوا۔ اِس مرتبہ بہت سارے نئے اضافات کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس نئے ایڈیشن میں ہمارے جامعہ کے فعّال، متحرک، ہر دینی کام میں پیش پیش رہنے والے شیخ اویس گودھروی نے بڑا کام کیا اور عزیزم مفتی معاذ صاحب بمبوی نے تصحیح کی خدمت انجام دی اور عزیزم حافظ مولانا مبشر سورتی صاحب (متعلم دارالافتا جامعہ ہذا) نے کمپیوٹر پر بڑی محنت کی۔

اللہ تعالیٰ اِن تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائیں، اِس ایڈیشن کو خوب مقبول بنائیں اور جھوٹے مہدیوں کے فتنوں سے حفاظت کا ذریعہ بنائیں اور صحیح مہدی کی صحیح شناخت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین۔

محمود حافظ جی بارڈولی

۵/شعبان ۱۴۳۶ھ

قیامت اور علاماتِ قیامت

قیامت کا آنا ایک یقینی امر ہے، دنیا کے بہت سارے مذاہب کسی نہ کسی شکل میں قیامت کے تصور کو مانتے اور تسلیم کرتے ہیں۔ قیامت کا واقع ہونا مسلمانوں کے بنیادی عقائد میں سے ایک اہم ترین عقیدہ ہے۔ البتہ یہ کہ قیامت کب واقع ہوگی اس کے متعینہ وقت کا علم تو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے پاس ہی رکھا ہے۔ سورۂ لقمان میں باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿ إنَّ اللّٰهَ عندهٗ علمُ السّاعة ﴾ [لقمان ٣٤]

ترجمہ: بے شک قیامت کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے۔

دوسری جگہ سورۂ اعراف میں ارشاد ہے: ﴿ يسئلونك عنِ السّاعة أيّانَ مُرْسٰها قُلْ إنَّما علمُها عندَ رَبي لا يُجَلّيها لِوقتِها إلَّا هُو ﴾ [أعراف ١٨٧]

ترجمہ: یہ لوگ آپ (حضرت محمد ﷺ) سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا؟ تو آپ فرما دیجیے: اس کی خبر تو صرف میرے رب کے پاس ہے، جب قیامت کا وقت آئے گا تو اللہ ہی اسے واضح فرما دیں گے۔

قریشِ مکہ کا قیامت کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کرنا

قیامت کی آمد اور ظہور کے بارے میں قریشِ مکہ نے کبھی آپ ﷺ سے اپنی رشتہ داری کو واسطہ بنا کر، کبھی اس کو آپ کی نبوت کے لیے معیارِ صدق بنا کر کیا کہ اگر آپ واقعی نبی ہیں تو بتلاتے کیوں نہیں کہ قیامت کس سال اور کس تاریخ کو آئے گی؟ لیکن ہر مرتبہ یہی جواب ملا کہ: اس کا علم تو محض میرے رب کو ہے، کسی نبی یا فرشتہ کو بھی

اس کا علم نہیں دیا گیا۔اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے مفسر امام ابنِ کثیرؒ مذکورہ آیت کے تحت لکھتے ہیں:

”أي ليسَ علمُها إليك، ولا إلى أحدٍ من الخلقِ، بل مَرَدُّها و مرجِعُها إلـى اللّٰهِ عزّ و جلّ، فهو الّذي يعلم وقتَها على التعيين“. [تفسير ابن كثير ٤٢٥/٤]

یعنی: قیامت کا علم نہ آپ کو ہے اور نہ مخلوق میں سے کسی کو۔ اس کا علم اللہ کے پاس ہے، اور وہی اس کا وقت تعیین کے ساتھ جانتے ہیں۔

قرآنِ کریم میں اس قدر صراحت کے ساتھ حقیقت بتلا دی گئی، اس کے باوجود بہت سارے لوگ اس بات کی تحقیق میں رہتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ اور اسرائیلیات اور دیگر آثار کو ملا کر دنیا کی مجموعی عمر اور اس سے قیامت کے وقت کی تحقیق و تعیین کرنے کی ناکام سعی کرتے رہتے ہیں۔ یہ سب عبث اور لغو کام ہے، خود باری تعالیٰ ایسے لوگوں کو متنبہ کرتے ہوئے آگے ارشاد فرماتے ہیں: ﴿لا تأتيكم إلّا بغتةً﴾ وہ تم پر اچانک آ پڑے گی، اس طرح آ پڑے گی کہ کسی کو اس کے آنے کا وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔

قیامت حدیث شریف کی روشنی میں

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ قالَ: لا تقوم الساعةُ حتى تطلُعَ الشمسُ مِنْ مغربِها، فإذا طَلَعَتْ وراٰها الناسُ آمَنوا أجمعون؛ فذٰلك حين لا ينفعُ نفسًا إيمانُها لم تكن اٰمَنَتْ مِنْ قبلُ أو كسبت في إيمانها خيرًا،

ولتقومَنَّ الساعةُ وقد نشر الرجلانِ ثوبهما بينهما فلا يتبايعانه ولا يَطْوِيانِه، ولتقومَنَّ الساعةُ وقد انصرف الرجلُ بِلَبنِ لِقْحَتِه فلا يطعمه، ولتقومَنَّ الساعة وهو يليطُ حوضه فلا يسقى فيه، ولتقومَنَّ الساعة وقد رفع أُكْلتَهُ إلٰى فيه فلا يطعمها. [صحيح البخاري ٢/٩٦٣]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک سورج پچھّم کی سمت سے نہ نکل آئے، جب سورج پچھّم کی سمت سے نکل آئے گا اور لوگ اسے دیکھ لیں گے، تب سب لوگ ایمان لے آئیں گے، لیکن یہ وہ وقت ہوگا جب کسی کا ایمان لانا قابلِ قبول نہ ہوگا، قیامت اس طرح یکا یک آجائے گی کہ دو آدمی آپس میں کپڑے کا معاملہ کر رہے ہوں گے، پھر نہ تو اس کی خرید کر پائیں گے اور نہ کپڑے کو لپیٹ ہی سکیں گے۔ قیامت بایں طور اچانک واقع ہوگی کہ آدمی اپنے مویشی کا دودھ لیے آرہا ہوگا یہاں تک کہ وہ اسے پی بھی نہ سکے گا۔ قیامت اس طرح اچانک آپڑے گی کہ ایک شخص پانی کے لیے اپنے حوض کو مٹی سے لیپ کر درست کر رہا ہوگا؛ مگر اسے استعمال بھی نہ کر پائے گا۔ قیامت ایسے دفعتاً آپہنچے گی کہ ایک شخص کھانے کے لیے لقمہ اٹھائے ہوئے ہوگا اور اسے کھا بھی نہ سکے گا''۔

خلاصہ یہ نکلا کہ: قیامت کب آئے گی اس کا متعین علم صرف اور صرف باری تعالیٰ کے پاس ہے؛ البتہ قیامت کی بہت ساری علامتیں ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے صادق ومصدوق رسول حضرت محمد ﷺ کے واسطے سے بتلائی ہیں۔ اور اس بات پر ہمارا

ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی باتیں پختہ اور اٹل ہیں، اور جو باتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمیں بتلائی گئیں وہ ہو کر رہیں گی۔

یہ کارخانۂ عالم اللہ کے حکم کے تابع ہے، اس لیے قبل از قیامت پیش آنے والے وہ حالات جن کا تذکرہ ہمیں قرآن وحدیث میں ملتا ہے، ان ہی کے مطابق دنیا میں تغیر وتبدل ہوتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿لا تبدیلَ لِکَلِماتِ اللّٰہ﴾ [یونس ٦٤] کہ اللہ کی باتیں بدلتی نہیں ہیں۔

لہٰذا جن علاماتِ قیامت کا تذکرہ کیا گیا ان کا واقع ہونا ایک لازمی امر ہے، ان میں سے بہت سی علامات تو اب تک اس عالم میں وقوع پذیر ہو چکی ہیں، کچھ واقع ہو رہی ہیں، اور بہت ساری علامتیں اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوتی رہیں گی۔

<u>نوٹ</u>: علاماتِ قیامت کی معلومات حاصل کرنے کے لیے کتبِ احادیث میں مستقل ''کتاب الفتن و أشراط الساعة'' کے نام سے ابواب موجود ہیں، ان کا مطالعہ کرلیا جائے۔ نیز عربی زبان میں علامہ ابنِ کثیرؒ کی "النهاية" تخریج وحواشی کے ساتھ چھپ چکی ہے۔ اسی طرح سید احمدؒ کی "الإشاعة لأشراط الساعة". اردو زبان میں ''عصر حاضر حدیث نبوی کی روشنی میں'' اور شاہ رفیع الدین صاحب دہلویؒ کی ''علاماتِ قیامت'' وغیرہ کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ (۱)

علاماتِ قیامت کی دو قسمیں

قیامت کی جو علامات قرآن وحدیث میں وارد ہوئی ہیں وہ دو قسم کی ہیں:

(۱) علاماتِ صغریٰ یعنی چھوٹی علامتیں اور ان کو علاماتِ بعیدہ بھی کہہ سکتے

ہیں، یہ علامتیں قیامت سے پہلے وجود میں آویں گی، لیکن یہ ضروری نہیں کہ ان کے بعد قیامت جلد ہی آجائے۔

(۲) علاماتِ کبریٰ یعنی بڑی بڑی علامتیں ان کو علاماتِ قریبہ بھی کہہ سکتے ہیں، یہ علامتیں دنیا میں عام معمول کے خلاف قیامت کے قریب تر زمانہ میں ظاہر ہوں گی۔ ان علامات کو دیکھ کر یہ بات واضح ہوجائے گی کہ اب قیامت دور نہیں (كما يُستفاد من فتح الباري ۱۱/۴۲۸) اسی دوسری قسم یعنی علاماتِ کبریٰ میں سے ایک بہت بڑی علامت حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور بھی ہے۔

علاماتِ قیامت کی ایک اور تقسیم

جس طرح کوئی اجلاس منعقد ہونے والا ہو، اس کے لئے شامیانے اور اسٹیج تیار کئے جاتے ہیں، پھر اجلاس ختم ہوتا ہے اور سب چیز ختم کردی جاتی ہے، اسی طرح یہ کائنات تیار کی گئی، اب اس کا مقصد ختم ہو رہا ہے، قیامت آرہی ہے؛ لیکن اس کا وقتِ مقرر کونسا ہے کسی کو معلوم نہیں۔

حدیث جبرئیل - جو صحیح بخاری میں ہے - میں خود حضرت جبرئیلِ امین علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: متى الساعة؟ قیامت کب آوے گی؟ تو ارشاد فرمایا: ما المسئول عنها بأعلم من السائل. یعنی قیامت کے متعلق سوال کا حال یہ ہے کہ سائل اور مسئول عنہ دونوں علمی اعتبار سے ایک حالت پر ہے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سوال کیا کہ قیامت کب آوے گی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے

جواب دیا: ما المسئول عنها بأعلم من السائل .

حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سوال کے موقعہ پر حضور ﷺ کے قلبِ اطہر پر یہ جواب من جانب اللہ القا کیا گیا اور آپ ﷺ نے جبرئیل امین علیہ السلام کو گویا ان کا جواب یاد دلایا، جو انہوں نے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا، البتہ حضور ﷺ نے اس کی علامات بیان فرمائی، غور کرنے سے یہ علامات تین طرح کی معلوم ہوتی ہیں:

(۱) علاماتِ بعیدہ: جو دنیا کے آخری دور میں پیش آویں گی، لیکن قیامت سے بہت پہلے پیش آویں گی، جیسے حدیث میں خود نبیٔ کریم ﷺ کی تشریف آوری کو بھی قیامت کی علامت قرار دیا گیا۔ اسی طرح قرآن مجید میں ہے ﴿اقتربت الساعة وانشق القمر﴾ [القمر: ۱] قیامت قریب آ لگی ہے اور چاند پھٹ گیا ہے۔

(۲) علاماتِ متوسطہ: جو قیامت کے قریب کے دور میں پیش آویں گی، لیکن ان علامات کے فوری بعد بھی قیامت کا واقع ہونا ضروری نہیں، بلکہ اس کے کچھ فاصلے کے بعد قیامت کا وقوع ہوگا، جیسے ان گناہوں کا عام ہونا جن کی احادیث میں خبر دی گئی ہے، اسی طرح وہ احوال جو انسانوں کے لئے تعجب خیز ہوں گے، جیسے احادیث میں ہے کہ:

(۱) جب باندی اپنے آقا کو جننے لگے، اس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ: باندیوں کی اولاد بادشاہت کے مقام کو حاصل کرنے لگے۔ دوسرا مطلب: اولاد ماؤں پر اپنا حکم چلانے لگے۔ وغیر ذلك

(۲) کالے اونٹ (جو عرب میں کم قیمت مال سمجھا جاتا تھا) کے چرواہے یا کالے رنگ کے چرواہے اونچی عمارتیں تعمیر کرنے لگے۔

(۳) اسی طرح درمنثور کی ایک روایت میں ان علامات کو حضور ﷺ نے تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

(۴) علاماتِ قریبہ: وہ علامات جو نہایت قریب زمانہ میں پیش آویں گی، ان علامات کے ظہور کے فوری بعد مختصر وقت گذرنے پر قیامت واقع ہو جائے گی جیسے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، دجال اور یاجوج ماجوج کا خروج، سورج کا مغرب سے نکلنا، صفا پہاڑ سے ایک جانور کا نکلنا، جس کا لوگوں سے بات کرنا وغیرہ وغیرہ۔

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور امتِ مسلمہ کے لیے ترقی کا باعث ہوگا

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ایک قطعی ویقینی امر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری امتِ مسلمہ کے عروج اور ترقی کا باعث ہوگی۔ نیز آپ کی تشریف آوری کے بعد حفاظتِ دین، اشاعتِ دین، تجدیدِ دین اور احیائے دین کے وہ اہم ترین کارنامے، جنہیں امتِ مسلمہ میں پہلے ہی سے انجام دیا جارہا تھا، لیکن زمانہ کے احوال کی وجہ سے اس میں اضمحلال آ گیا تھا، آپ رضی اللہ عنہ اس کو دور فرما کر بہ ہمہ جہت آگے بڑھانے کی کامیاب کوشش کریں گے۔

حفاظتِ دین وحفاظت قرآن مع الفاظ ومعانی

اس دنیا کو بنانے کا مقصد خالق کو پہچاننا، اور خالق کی مرضیات پر عمل کرنا اور اس کے ذریعہ سعادتِ دارین حاصل کرنا ہے؛ اس عظیم مقصد کے لیے باری سبحانہ وتعالیٰ نے متعدد انبیاء علیہم السلام کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا، ہر نبی نے اپنے اپنے

زمانہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچا دیا، اور اپنی ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے دنیا سے تشریف لے گئے۔

پہلے انبیاء علیہم السلام کو جو شریعتیں دی جاتیں وہ مخصوص زمانہ اور مخصوص علاقہ کے لیے ہوا کرتیں؛ اور سب سے اخیر میں اللہ تعالی نے حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا، باری تعالیٰ نے جس دین کے ساتھ اپنے آخری نبی کو مبعوث فرمایا وہ قیامت تک کے لیے ایک جامع دستور، مکمل ضابطۂ حیات اور غیر منسوخ دین قرار پایا۔

جب قرآنِ کریم خدا تعالیٰ کا آخری پیغام قرار پایا تو اس کی ابدیّت اور آفاقیت کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ اس کا ایک ایک حرف محفوظ رہے، تاکہ قیامت تک آنے والے تمام جن و اِنس اس سے روشنی حاصل کرسکیں؛ اس لیے اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود اللہ تعالیٰ نے لے لی؛ کما قال اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ: ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ ﴾ [الحجر ۹] ہم نے خود یہ قرآن اتارا ہے، اور ہم خود اس کے محافظ ہیں۔

قرآن صرف الفاظ کا نام نہیں، بلکہ الفاظ و معانی دونوں کے مجموعہ کا نام ہے، اس لیے جس طرح الفاظِ قرآنی کی حفاظت کا وعدہ ہے اسی طرح قرآن کے معانی اور مضامین کی حفاظت اور ہر طرح کی تحریف سے محفوظ رکھنے کا وعدہ بھی ہے۔ اور اس حفاظت میں علمی و عملی دونوں قسم کی حفاظت شامل ہے، یعنی جس طرح صحیح علم محفوظ رہے گا اسی طرح صحیح عمل بھی محفوظ رہے گا۔ اور یہ صرف قرآنِ کریم کی خصوصیات میں سے ہے، دیگر آسمانی کتابوں کی حفاظت کی ذمہ داری حاملینِ کتاب کے سپرد کی گئی تھی، چناں چہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوا عَلَيْهِ

شُهداء﴾ [المائدة ٤٤] **یعنی توراۃ کی حفاظت کا ان کو ذمہ دار بنایا گیا، اور وہ خبر گیری پر مقرر تھے۔**

سو جب تک احبار اپنی ذمہ داریاں انجام دیتے رہے وہاں تک توراۃ و انجیل محفوظ رہیں اور یہ کتابیں جب دنیا پرستوں کے ہاتھ لگیں تو محرّف ہو کر ضائع ہو گئیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ و معانی و مطالب براہِ راست اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں، وہ نہ کسی کے مٹانے سے مٹنے والے ہیں، نہ کسی کے دبانے سے دبنے والے ہیں، نہ کسی کے اعتراض سے بے قدر ہونے والے ہیں اور نہ ہی اس کی دعوت کسی کے روکنے سے رُکنے والی ہے۔

دین کی حفاظت کرنے والی جماعت

ہر زمانہ میں باری تعالیٰ کے فضل سے اس امّت میں ایک بڑی جماعت موجود رہی ہے، جو خود شریعت پر عمل پیرا ہوتی ہے، اور دینِ متین کا مجسّم پیکر بن کر ہر زمانے میں اس کی حفاظت و اشاعت کا اہم ترین کارنامہ انجام دیتی ہے؛ حدیث شریف میں ارشاد ہے: "لا تَزالُ طائفةٌ مِن أُمّتِي قائمةً بأمر الله، لايضُرّهم مَن خَذَلَهُم أو خالَفَهم، حتّى يأتيَ أمرُ الله وهم ظاهرون على الناس". [صحيح مسلم ١٤٣/٢] **یعنی میری امت میں ایک جماعت ایسی ہمیشہ باقی رہے گی جو خدائے پاک کے احکام برقرار رکھے، کوئی اس کا ساتھ نہ دے یا کوئی اس کی مخالفت کرے، اسے اس کی کوئی پروا نہ ہوگی، ایسی حق پرست جماعت اسی شان و شوکت کے ساتھ قیامت تک رونما ہوتی رہے گی۔**

ایک دوسری روایت میں ہے: ”لا تَـزالُ طائفةٌ مِن أُمّتِي منصورِين على الحَق، لا يضُرّهم مَن خَذَ لَهُم حتّى تقومَ الساعة“. [سنن الترمذي ٤٣/٢]

غرض یہ کہ اس امت کی ایک جماعت ہمیشہ اعلائے حق کے لیے بر سر پیکار رہے گی، اور اس جماعت کے ایک امیر ان کے اپنے دور میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

کن لوگوں پر قیامت قائم ہوگی
اس کے متعلق دو قسم کی احادیث میں تطبیق

مذکورہ بالا دونوں روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کے نیک بندوں کی ایک جماعت قیامت تک دین کی حفاظت میں مشغول رہے گی، اور اعلائے کلمۃ اللہ کے عظیم مقصد میں مشغول رہے گی، جب کہ صحیح مسلم اور ابن ماجہ کی مندرجۂ ذیل روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی، اس زمانہ میں نیک لوگوں کا وجود بھی نہیں ہوگا۔

”لا تـقـوم الساعة حتى لا يُقالَ فى الأرض ”اللّٰه اللّٰه“. [مسلم ١/ ٨٤]

یعنی قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک روئے زمین پر اللہ کا نام لیا جاتا رہے گا۔

”لا تـقـوم الساعة على أحدٍ يقول: اللّٰه اللّٰه“. [ایضاً] اور مسلم شریف کی روایت میں ہے: ”لا تـقـوم الساعة إلّا عـلى شرارِ الناس“. [صحيح مسلم: باب قرب الساعة] یعنی قیامت بدترین لوگوں پر ہی قائم ہوگی۔

دونوں قسم کی روایتوں سے بظاہر جو تعارض معلوم ہو رہا ہے اس کا حل یہ ہے کہ پہلی روایتوں میں ”إلـى يـوم القيامة“ اور ”حتـى تـقـوم الساعة“ جیسے الفاظ سے

قیامتِ کبری مراد نہیں، بلکہ قیامت کی صرف ایک بڑی علامت مراد ہے؛ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول تک یہ جماعت برابر روئے زمین پر برقرار رہے گی، پھر آہستہ آہستہ اہلِ حق حضرات اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے اور شرارِ خلق پر قیامت قائم ہوگی۔ مزید تفصیل کے لیے ”نوادر الفقہ ۱۳۲/۱-۱۳۳“ ملاحظہ کیجیے۔

خلافتِ راشدہ کی مدت

”عن سعيد بن جمهان رحمه الله قال: حدثني سفينة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الخلافةُ في أُمّتي ثلاثون سنةً، ثُمَّ مُلكٌ بعدَ ذلكَ، ثُمَّ قالَ لي سفينةُ: أمسِكْ خلافةَ أبي بكْرٍ وخلافةَ عُمرَ وخلافةَ عُثمانَ ثُمَّ قالَ لي: أمسِكْ خلافةَ علِيٍّ؛ قال: فوَجَدْناها ثَلثينَ سَنَةً. قالَ سعيدٌ: فقلتُ له: إنَّ بني أُميَّةَ يَزْعمونَ ”أنَّ الخلافةَ فيهم“ قالَ: كذَبوا بنُو الزرْقاء، بل هم ملوكٌ مِن شرِّ الملوك“. [رواه الترمذي ٤٦/٢]

یعنی میری امت میں خلافت تیس سال تک رہے گی، پھر اس کے بعد ملوکیت و سلطنت آ جائے گی۔ پھر مجھ سے سفینہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو شمار کرو، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافتوں کو شمار کرو۔ ہم نے (شمار کیا تو) اسے تیس سال ہی پایا۔ پھر میں نے سفینہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: بنی امیہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ (مذکورہ) خلافت اُن (کے خاندان) میں ہی ہے، تو سفینہ رضی اللہ عنہ نے

کہا کہ بنی زُرقا جھوٹے ہیں، وہ تو بدترین بادشاہوں میں سے ہیں۔

فقیہ عصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں:

”أيْ: الـخـلافَةُ المَرضيّةُ إنَّما هيَ لِلّذينَ صدقوا الإسلامَ بأعْمالهم و تمسَّكوا بسنةِ النبيِّ ﷺ“. [حواشي الكوكب الدري ٥٥/٢، و حواشي ترمذي ٤٦/٢، و كذلك في مجمع بحار الأنوار ٩٢/٢] **یعنی:** وہ پسندیدہ خلافت اُن لوگوں کی (قائم کردہ) ہوگی جنہوں نے اپنے اعمال کے ذریعہ اسلام کی تصدیق کی اور سنتِ نبوی ﷺ کو مضبوطی سے تھام لیا۔

اسی طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ ”کچھ زمانہ تک نبوت اور رحمت رہے گی، اس کے بعد خلافت اور رحمت۔ بعض روایات میں ”خلافة على منهاجِ النبوة“ کے الفاظ بھی وارد ہیں“۔

[مسندِ احمد: ٣٥٥/٣٠ رقم:١٨٤٠٦]

سیدنا حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں؛ آپ کے بعد کوئی نیا رسول و نبی آنے والا نہیں ہے، آپ ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں ہی اپنے مقاصد بعثت، یعنی تلاوت آیات، تزکیۂ نفوس، تعلیم کتاب وحکمت کی روشنی میں ایک جامع دین اور صالح معاشرہ انسانیت کے سامنے پیش فرما دیا، ساتھ ہی ساتھ مرضیات الٰہیہ کے مطابق عدل و انصاف والی ایک مثالی حکومت بھی قائم فرمادی، آپ ﷺ کی باکمال شخصیت امامتِ صغریٰ (نماز کی امامت) اور امامتِ کبریٰ (حکومت) دونوں کی جامع تھی، اور آپ ﷺ نے وحی الٰہی کی روشنی میں جو نظامِ حکومت قائم فرمایا، اس کی مثال تاریخِ عالم میں نہیں مل سکتی۔

آپ ﷺ کے بعد بھی یہ نظامِ حکومت کچھ عرصہ تک دنیا میں باقی رہا، جس کو ہم

''خلافت'' سے تعبیر کرتے ہیں، اور منصبِ خلافت کے ذمہ دار کو ''خلیفہ'' کہتے ہیں؛ اس لیے حقیقت میں خلافت اسی نظام کو کہیں گے جو خالص نبوت ورسالت کی تعلیمات کے مطابق ہو، اور نبوی نظام کی تمام خوبیاں اس میں موجود ہوں، اور وہ نظام عہدِ رسالت کے طرز پر چلتا ہو۔

خلافت کی تعریف

خلافت کی تعریف کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

''خلافت (عامہ): بذریعۂ اشاعت علومِ دینیہ (یعنی قرآن وحدیث کی تعلیم، وعظ ونصیحت) کو زندہ رکھنا، ارکانِ اسلام (پنج وقتہ نماز، جمعہ وعیدین کی جماعت کا اہتمام اور امامت، زکوۃ وصول کرنا، مصرف میں خرچ کرنا، عامل کا تقرر، ہلال کی شہادت اور اس کے بعد رمضان اور عیدین کا حکم، حج کا نظم وغیرہ) کو قائم کرنا۔ جہاد اور اس کے متعلقات کو قائم کرنا، عہدۂ قضا کے فرائض انجام دینا، حدود قائم کرنا، مظالم کو دور کرنا اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو بجالانا، یہ سارے کام بحیثیتِ نائبِ نبی ﷺ بالفعل انجام دینے کو خلافت کہا جاتا ہے۔ [إزالة الخفاء ۱۹/۱]

خلافت کے سلسلہ میں امامِ اہلِ سنت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ فرماتے ہیں: ''خلافت کے معنی جانشینی کے ہیں اور جو شخص کسی کی جگہ پر بیٹھ جائے یعنی اس کا نائب بن کر کام کرے وہ اس کا خلیفہ کہا جائے گا، اصطلاحِ شریعت میں خلافت اس بادشاہت کو کہتے ہیں ''جو بہ طورِ نیابت آں حضرت ﷺ کے دین کے قائم رکھنے اور احکامِ دینیہ کے نافذ کرنے کے لیے ہو''۔ [تحفۂ خلافت ۸۷]

معلوم ہوا کہ خلافت کے لیے بادشاہت ضروری ہے، ایسی بادشاہت جس میں نیابتِ رسول ﷺ کی صلاحیت ہو۔

خلافت کی اہمیت

خلافت اور خلیفہ کا باقی رہنا اس امت کے لیے نہایت اہم اور ضروری امر تھا، جس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی تدفین میں جو تاخیر ہوئی وہ خلیفہ کے جلد تقرر نہ ہونے کی وجہ سے ہوئی۔ آپ ﷺ کے قولی و عملی اشاراتِ واضحہ کی روشنی میں اجماعِ صحابہ سے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۂ اول مقرر کیے گئے، تب تجہیز و تکفین کا مبارک عمل انجام دیا گیا۔

اس سلسلہ میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''صحابہ رضی اللہ عنہم کی توجہ آں حضرت ﷺ کے دفن سے پہلے خلیفہ کے تعین و تقرر کی طرف مائل ہوئی؛ لہٰذا (معلوم ہوا کہ) اگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو شریعت کی طرف سے خلیفہ مقرر کرنے کی فرضیت (اور اس میں تاخیر کرنے کی ممانعت) معلوم نہ ہوتی، تو وہ حضرات ہرگز خلیفہ کے تقرر کو آں حضرت ﷺ کے دفن پر مقدم نہ کرتے''۔ [ازالۃ الخفاء ۱/۲۱]

شاہ صاحب رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

مسلمانوں پر ایسے خلیفہ کا مقرر کرنا جو جامعِ شرائطِ خلافت ہو، فرض کفایہ ہے اور قیامت تک (فرض) رہے گا۔ [ازالۃ الخفاء ۱/۱۹]

خلیفہ

خلیفہ نبی کا سچا جانشین ہوتا ہے، نبوی علوم اور نبوی صفات سے آراستہ ہوتا

ہے، قرآن وحدیث کے علوم میں اس کو کامل درک حاصل ہوتا ہے، سنتِ نبوی کا کامل پابند ہوتا ہے، اور نبی کی طرح اس کا دل انسانیت کی خیرخواہی کے جذبہ سے لبریز ہوتا ہے۔ خلیفہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ مسلمان، مرد، عاقل، بالغ، عادل، آزاد، متکلم، سمیع، بصیر ہو اور اجتہاد کی صلاحیت بھی اس میں پائی جاتی ہو۔ [ازالۃ الخفاء]

خلافتِ راشدہ

نبیٔ کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بہت ہی نازک وقت میں جمیعِ مہاجرین وانصار کے اتفاق سے منصبِ خلافت کو سنبھال کر اُمت کی رہبری فرمائی۔ آپ کی خلافت کی کل مدت دو سال تین ماہ اور تیرہ دن ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمادیا، آپ کی خلافت کی مدت دس سال اور تقریباً چھ ماہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب أبو لؤ لؤ مجوسی غلام نے فجر کی نماز میں زخمی کردیا، تو آپ نے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ان چھ حضرات کو امرِ خلافت کے مشورہ کے لیے منتخب فرمایا۔ (البداية والنهاية ۷:۱٤٤)

انہوں نے مشورہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا۔ آپ کی مدتِ خلافت تقریباً بارہ سال ہے۔ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو باغیوں نے شہید کردیا تو حضراتِ مہاجرین وانصار کے اصرار پر حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ آپ کی مدتِ خلافت چار سال نو ماہ ہے۔

غرض ان چاروں حضرات رضی اللہ عنہم کی خلافت عین طرزِ نبوی پر رہی اور حقیقی خلافت

کی جملہ شرائط ان میں موجود تھیں، مقصدِ خلافت اکمل طور پر ان سے ظاہر ہوا۔ اسی مبارک دور کو ہم ''خلافتِ راشدہ'' کے مبارک الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں، اور اسی خلافت کے چاروں خلفاء کو ہم ''خلفائے راشدین'' کے نام سے یاد کرتے ہیں جنہوں نے خلافت کا صحیح حق ادا کرتے ہوئے وہ مثالی حکومت قائم فرمائی اور ایسے کارنامے انجام دیے جن کی نظیر انبیائے کرام علیہم السلام کے کارناموں کے علاوہ تاریخِ انسانیت میں نہیں ملتی۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا تتمہ ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعینؒ کی ایک بڑی جماعت نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ تک منصبِ خلافت کو سنبھالا، پھر جب چھ ماہ پورے ہو گئے تو آپ یہ فرماتے ہوئے اس منصب سے دست بردار ہو گئے کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''خلافت میرے بعد تیس برس رہے گی'' اور تیس برس پورے ہونے میں چھ ماہ باقی تھے وہ پورے ہو گئے، گویا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا تکملہ وتتمہ تھی۔

قـالَ الـعـلـمـاءُ: "لمی یکن في الثَلثين بعدَه صلی اللہ علیہ وسلم إلّا الـخلفاءُ الأربعةُ وأيامُ الحسنِ". [تاريخُ الخلفاء ١٠] یعنی: علما نے فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کی تیس سالہ خلافت میں خلفائے اربعہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ایامِ حکومت کے علاوہ کوئی زمانہ نہیں تھا۔ "الـحسـنُ... آخرُ الخُلَفاءِ بنصِّه". [تاريخُ الخلفاء ١٣١] یعنی: حضرت حسن رضی اللہ عنہ بدیہی طور پر آخری خلیفہ ہیں۔

غرض اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق خلافة علیٰ نهج النبوة کے

تیس سال پورے ہوئے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت سپرد کرنا

سنن ابوداود [بابٌ في الخلفاء، ص٦٣٨ رقم الحديث: ٤٦٤٧] **کی روایت** ''خلافةُ النبوّة ثلاثون سنة الخ'' کی تشریح کرتے ہوئے **حضرت مولانا منظور احمد نعمانی** رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''حضور ﷺ کی وفات کے ٹھیک تیسویں سال حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحب زادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے جانشین اور خلیفہ ہوئے؛ لیکن انہوں نے چند ہی مہینہ بعد مسلمانوں کی خانہ جنگی ختم کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی ایک پیشین گوئی کے مطابق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی، اور اُن کے حق میں خلافت سے دست بردار ہو گئے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کے یہ چند مہینے شامل کر لیے جائیں تو پورے تیس سال ہو جاتے ہیں۔ پس ''**خلافة علی منهاج النبوة**'' اور ''**خلافتِ راشدہ**'' جس کو حدیث میں ''خلافةُ النبوة'' کہا گیا ہے اِن تیس سالوں تک رہی۔ اس کے بعد طور طریقوں میں تبدیلی کا عمل شروع ہو گیا، اور شدہ شدہ **خلافة علی منهاج النبوة** کی جگہ بادشاہت کا رنگ آ گیا۔ آں حضرت ﷺ کی دوسری پیشین گوئیوں کی طرح یہ حدیث بھی رسول اللہ ﷺ کا معجزہ اور آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد جو کچھ ہونے والا تھا، جس کے علم کا کوئی ظاہری ذریعہ نہیں تھا، آپ نے اس کی اطلاع دی۔ اور وہی واقع ہوا۔ ظاہر ہے کہ آپ کو اس کا علم اللہ تعالیٰ کی وحی ہی کے

ذریعہ ہوا تھا‘‘۔(معارف الحدیث ۲۴۴/۷)

خلافتِ راشدہ کے بعد دوسرے درجہ کی خلافت

خلافتِ راشدہ کے بعد ایک دوسرے درجہ کی خلافت شروع ہوئی، جس کو ملوکیت اور بادشاہت سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ جس کی ابتدا خلفائے بنی امیہ سے ہوئی اور بنی عباس کے ذریعہ آگے بڑھی یہاں تک کہ ۱۹۲۱ءمیں خلافتِ عثمانیہ پر انگریزوں کے قبضہ کے بعد ایک بڑی سازش کے ذریعہ اس کا خاتمہ کیا گیا۔

اس دوسرے درجہ کے دورِ خلافت میں نبوی طور وطریق پر اس پختگی سے عمل نہیں ہوسکا جو خلفائے راشدین کے دور میں ہوا۔ اور ذمہ دارانِ خلافت وامارت کی طرف سے بہت ساری باتیں شرعی نقطۂ نظر سے قابلِ گرفت وجود میں آئیں نیز اور نظامِ حکومت میں بھی بہت ساری کمزوریاں سامنے آئیں۔

دوسرے درجہ کی خلافت کو خلافتِ اسلامیہ کہنے کی وجہ

اس کے باوجود اس دوسرے درجہ کی خلافت کو ہم ’’خلافتِ اسلامیہ‘‘ سے یاد کرتے ہیں، چونکہ اس دور میں بھی ممالکِ اسلامیہ دارالحرب میں تبدیل نہیں ہوئے تھے، ایک دینی نظام چل رہا تھا جو مجموعی حیثیت سے اسلام ہی کے حق میں تھا، اور دشمن آج کی طرح مسلمانوں کو ایک دم لقمۂ تر بنانے سے قبل سوچنے پر مجبور تھے، دین وشریعت کی حفاظت اور عالَمِ اسلام کی ’’پاسبانی‘‘ کا کام انجام دیا جا رہا تھا۔ اور آج جب وہ خلافت بھی باقی نہیں رہی تو ہم مسلمانوں کو بہت ہی شدت سے اس کی اہمیت کا احساس ہو رہا ہے۔ ان ہی خوبیوں کے پیشِ نظر رسول اللہ ﷺ نے اس عہد کے خلفا کے متعلق

بھی (امورِحکومت میں) سمع وطاعت کی تاکید فرمائی؛ تاکہ یہ نظام کسی طرح بکھرنے نہ پائے۔اوران ہی تاکیدات کے پیشِ نظر صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین واولیاءاللہؒ نے بعد والے زمانہ میں اپنے معیار سے اتر کر اِن بعدوالے امراء کے ہاتھ پر امورِحکومت میں بیعت کی اوران سے بغاوت نہ کی۔

سلطان سے بغاوت کرنا حرام ہے

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: ’’کسی سلطان (کی حکومت) پر مسلمانوں کے متفق ہوجانے کے بعد اس سلطان سے بغاوت کرنا حرام ہے، اگر چہ وہ سلطان خلافت کی شرطوں کا جامع نہ ہو، مگر اس صورت میں کہ اس سے صریح کفر ظاہر ہو‘‘۔ [اِزالۃ الخفاء ۲۸/۱]

اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں:

’’مصالحِ اسلام کے متعلق خلیفہ جو بھی حکم فرمائے اور (نیز اس کا جو حکم) شرع کے مخالف نہ ہو (اس کی بجا آوری) مسلمانوں پر لازم ہے، خواہ خلیفہ عادل ہو یا ظالم‘‘۔

غرض یہ نظامِ خلافت تقریباً تیرہ صدی تک برابر چلتا رہا۔ یہ دوسرے درجہ کی خلافت ہے۔

امتِ مسلمہ کے پانچ دور

عن حذيفةَ بنِ اليمان رضي الله عنه قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: ”إنَّ أولَ دينكم نبوةٌ ورحمةٌ وتكونُ فيكم ماشاءَ اللّٰه أن تكونَ، ثم يرفعها اللّٰهُ جلّ جلالُه. ثم تكون خلافةً على مِنهاجِ النبوة ماشاءَ اللّٰه أن تكونَ، ثم يرفعها اللّٰهُ جلّ

جلاله. ثم يكون ملكًا عاضًّا فيكون ماشاء الله أن يكونَ، ثم يرفعه اللّٰهُ جلّ جلاله. ثم تكون ملكًا جبريّة فتكون ماشاء الله أن تكونَ، ثم يرفعها اللّٰهُ جلّ جلاله. ثم تكون خلافةً على مِنهاجِ النبوة"، تعمل في الناس بِسُنَّةِ النبيِّ ويلقى الإسلامُ بجِرانه في الأرض، يرضى عنها ساكنُ السماء وساكن الأرض، لا تَدَعُ السّماءُ من قطرٍ إلّا صَبَّتْه مِدرارًا، ولا تَدَع الأرض من نباتِها وبرَكاتِها شيئًا إلّا أخرجته". [رواه أحمد في مسنده في حديث النعمان بن بشير رقم الحديث ١٨٣٦٦ والبيهقي في دلائل النبوّة] **یعنی حضرت حذیفہ بن یمانؓ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:**

ا۔ تمہارے دین کا آغاز نبوت ورحمت سے ہوا ہے۔ جب تک اللہ چاہے گا وہ تمہارے درمیان موجود رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ اس کو اٹھالیں گے (چناں چہ ۶۳ برس دنیا میں قیام فرما کر آپ ﷺ ۱۱ھ ماہ ربیع الاول میں دنیا سے تشریف لے گئے)۔

۲۔ پھر خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی، یہ بھی اللہ تعالیٰ جب تک چاہیں گے رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ اس کو بھی اٹھالیں گے۔ (چناں چہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد ۳۰ سال خلافت علی منہاج النبوۃ رہی)۔

۳۔ اس کے بعد سخت اور مضبوط ملوکیت کا دور آوے گا۔ اللہ تعالیٰ جب تک چاہیں گے وہ رہے گی، پھر اس کو بھی اللہ تعالی اٹھالیں گے۔ (۴۱ھ سے ملوکیت شروع ہوئی اور ۱۳۳۸ھ میں وہ بھی ختم ہوگئی)۔

۴۔ پھر جابر تاناشاہی قائم ہوگی، اللہ تعالیٰ اس کو بھی ختم فرماویں گے۔ (۱۳۳۸ھ میں خلافت کے خاتمہ کے بعد اب چھوٹی چھوٹی سلطنت اور تاناشاہیت کا دور ہے)۔

۵۔اور اخیر میں دوبارہ خلافتِ راشدہ لوٹ آوے گی جو بالکل صحیح نہجِ نبوت پر ہوگی، اور اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا (یعنی اسلام کو زمین میں قرار حاصل ہوگا) اس دور خلافت سے زمین اور آسمان والے خوش ہوں گے، خوب بارش برسے گی اور زمین سے بھی خوب نباتات اور برکتیں نکلیں گی۔

اس حدیث شریف میں آخری زمانہ میں دوبارہ جس خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قائم ہونے کی بشارت بیان فرمائی گئی وہ بھی حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے زمانے کے متعلق بشارت ہے۔

بارہ خلیفہ

حدیث شریف میں ہے:

عن جابربن سمرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "يكون مِنْ بعدي اثنـا عشرأميراً" قال رضي الله عنه: ثُـمَّ تـكـلَّـمَ بشَـيءٍ لَمْ أفْهَمْه؛ فسَألْتُ الذي يَلِيْني؟ فقالَ: قالَ: "كُلُّهُمْ مِنْ قُريشٍ".هذا حديثٌ حسنٌ صحيح. [**رواه الترمذي ٤٦/٢ رقم ٢٢٢٣ وأبو داود ٥٨٨/٢**] ترجمہ: ''میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے'' راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کہا جو میں سمجھ نہ سکا؛ تو میں نے اپنے پڑوس میں بیٹھے شخص سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''سب قریش سے ہوں گے''۔ دوسری ایک حدیث میں ہے ''میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، ہاں خلفا ہوں گے جن کی تعداد بہت ہوگی''۔

نوٹ: ان بارہ حضرات کو عرفاً خلیفہ کہہ سکتے ہیں، گویا یہاں لفظ خلیفہ بادشاہ

اور حکومت کے ذمہ دارِ اعلیٰ کے معنی میں ہوگا۔

بارہ خلفا کس طرح ہوں گے

اس حدیث شریف کی مختلف توجیہات کی گئی ہیں؛ ان میں سب سے راجح بات یہ ہے کہ: ان بارہ خلفا کا آپ ﷺ کے بعد مسلسل ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ مختلف زمانوں میں قیامت تک یہ تعداد پوری ہوگی۔

چناں چہ صاحبِ بذل المجہود فرماتے ہیں: ”قال البعض: المرادُ بهم الذينَ هُمْ على سِيرة الخُلَفاء [الراشدين] رضي الله عنهم وآخرهم الإمامُ المهديُّ“. [بذل المجهود ١٠١/٥] یعنی بعض نے کہا کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو خلفائے راشدین کی سیرت کے پیروکار رہوں گے، اور ان میں آخری حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

محدثِ عصر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ امام سیوطیؒ اور شاہ ولی اللہؒ نے بھی اسی کو پسند فرمایا ہے۔ البتہ یہ بات یقینی ہے کہ ان بارہ خلفا میں آخری خلیفہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ چناں چہ امام ابوداودؒ نے بارہ خلفا والی حدیث کو ”كتابُ المهدي“ میں ذکر فرما کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ بارہویں خلیفہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہیں۔

نوٹ: حدیث شریف کی یہ جو تشریح پیش کی گئی اس کے علاوہ ایک قول یہ بھی ہے کہ: بارہ خلیفہ سے مراد وہ امرائے بنی امیہ ہیں جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد سلطنت کے مالک ہوئے۔ گویا حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ان بارہ خلفا تک اسلام کی قوت و شوکت باعتبارِ حکومت برقرار رہے گی اور ان کے زمانے میں سلطنت کو استقامت ہوگی۔

ان بارہ حضرات کے نام یہ ہیں: (۱)يزيد بن معاويه (۲)معاويه بن يزيد (۳)عبدالملك (۴)وليد (۵)سليما ن (۶)عمر بن عبدالعزيز (۷)يزيد بن عبدالملك (۸) هشام (۹)وليد بن يزيد (۱۰)يزيد بن وليد بن عبدالملك (۱۱) ابراهيم بن وليد (۱۲)مروان بن محمد۔

چناں چہ بنی امیہ میں یہ بارہ خلفاء ہوئے، ان کے بعد سلطنت بنی امیہ سے نکل کر بنی عباس میں چلی گئی۔

اس سلسلہ میں ایک قول یہ بھی ہے کہ: اس سے مراد وہ بارہ خلفا ہیں جو حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے بعد ہوں گے، جن میں سے پانچ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے، اور پانچ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے۔ ان سب کے بعد پھر ایک بزرگ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے اور ان کے بعد ان کے صاحبزادے۔ اس طرح بارہ خلیفہ ہوں گے اور سب برحق ہوں گے۔[مجمع بحار الأنوار ۸۲/۱-۸٤]

ایک قول یہ ہے کہ: حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ یہ آٹھ ہوئے، پھر حضرت مہدی عباسیؒ اور حضرت طاہرؒ جو بڑے عادل تھے، اور باقی ماندہ وہ دو مراد ہیں جن کا ابھی انتظار ہے، ان میں سے ایک حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہیں۔[تاریخ الخلفاء ۱۲]

نوٹ: اس موقع پر سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ بارہ خلیفہ معصوم نہیں ہوں گے، اور نبوت یا اس سے برتر کسی درجہ پر نہیں ہوں گے، اور ان کے لیے امامت کسی خاص امتیازی وصف کے ساتھ نہیں ہوگی جیسا کہ شیعوں کا عقیدہ ہے۔ نیز یہ کہ شیعوں کے ہاں جن حضرات کو "۱۲/ امام" کہا جاتا ہے، اُس سلسلہ میں حضرت مولانا

مفتی یوسف صاحب لدھیانویؒ فرماتے ہیں: اہلِ سنت بھی ان کو اپنا مقتدا مانتے ہیں، مگر دو فرق کے ساتھ:

(اول) یہ کہ وہ (شیعہ) ان اکابر کو انبیائے کرام کی طرح معصوم عن الخطا، مفترضُ الطاعۃ اور مامور من اللہ سمجھتے ہیں، اہلِ سنت کے نزدیک یہ عقیدہ صرف انبیائے کرام کے بارے میں رکھا جاسکتا ہے۔

(دوم) یہ کہ وہ جو مسائل ان اکابر کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ صحیح نہیں ہیں، اوران روایات کے نقل کرنے والے لائقِ اعتماد نہیں۔[المهدی والمسیح ٢٣]

تجدیدِ دین اور مُجدّد

عنْ أبي علقمةؒ عن أبي هريرة ﷺ فيما أعلمُ عنْ رسول اللّٰه ﷺ قال: إنّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهذه الأمّةِ على رأسِ كُلّ مئة سنةٍ مَن يُجَدِّدُ لها دِينَها. [أبوداود: رقم: ٤٢٩١] ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر صدی پر ایسے شخص کو مبعوث فرمائیں گے جو اس امت کے دینی معاملات کو ازسرِ نو قائم و مضبوط کرے گا۔

دین اسلام کی قیامت تک حفاظت کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک غیبی نظام ہے جو اس امت کے لیے باری تعالیٰ کی طرف سے ایک امتیازی نعمت ہے؛ لیکن شیطانی قوتیں ہر دور میں اس دینِ حنیف میں تحریف کی کوششیں کرتی رہی ہیں۔

تحریف کی ابتدا افراط وتفریط، تشدد وغلو سے ہوتی ہے، راہِ اعتدال سے ہٹ کر اپنی خواہشات کے مطابق دین کی تشریح کرنا اور غلط نظریات والحاد کو دین سے تعبیر کرنا، یہ وہ وبائی امراض ہیں جو امت کو اصل دین سے محروم کرنے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔اللہ

سبحانہ وتعالیٰ نے اس امتِ محمدیہ پر خصوصی کرم فرماتے ہوئے اس قسم کی تحریف والحاد سے اس دینِ متین کو پاک رکھنے کے لیے ہر دور میں مجددین کا ایک مبارک سلسلہ قائم فرمایا۔

تجدید

تجدیدِ دین کی تشریح فرماتے ہوئے فقیہ الامت سیدی حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ رقم طراز ہیں:

''شریعت کے جو احکام مرورِ زمانہ کی وجہ سے بے توجہی کا شکار ہو گئے ہوں، غلبۂ ہَوا وہوس اور مساعیٔ نفس و ابلیس کی وجہ سے متروک ہو گئے ہوں، ان کو اُجاگر کرنا، ان کی طرف توجہ دلانا، ان کو عملی جامہ پہنانے کی سعی کرنا اس کو تجدیدِ دین کہتے ہیں''۔[فتاویٰ محمودیہ، باب العقائد ۱۵/۱۲۹]

مجدد کے اوصاف

علم اور عمل میں رسول کے سچے جانشین ہوتے ہیں۔

ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کی طرح پُرکشش شخصیت ملتی ہے۔

نسل، خاندان، اخلاق وعادات ہر لحاظ سے ان کی طرف لوگوں کے دل کھنچتے ہیں۔

اپنی ایمانی فراست سے امت کی اصل بیماریوں کی جستجو کر کے قرآن اور حدیث کی روشنی میں ان کے علاج کا ایک جامع لائحۂ عمل تیار کرتے ہیں، پھر اس کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔

بدعات ورسومات کا پردہ چاک کرتے ہیں۔

عقائد، عبادات، معاشرت، معاملات، اخلاقیات، سیاست غرض ہر شعبہ میں

ایمانی روح پھونکتے ہیں۔

اعلائے حق میں کسی سے مرعوب نہیں ہوتے۔

من جانب اللہ لوگوں میں ان کی اطاعت اور محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

دین کا درد رکھنے والے افراد اُن کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں۔

اُن کو حضراتِ انبیا علیہم السلام کی طرح مخالفتوں کا سامنا ہوتا ہے، اذیتیں اٹھانی پڑتی ہیں، لیکن وہ اعلائے دین کے خاطر صبر و استقامت، اخلاص و یقین کے پیکر ہوتے ہیں، غیبی نصرت کی برکت سے مصائب کے بادل آہستہ آہستہ چھٹ جاتے ہیں اور دنیا میں ان کا سکہ چلنے لگتا ہے۔

مجدد ذاتی اعتبار سے علوم و معارف میں کامل درک رکھنے والے ہوتے ہیں، دین و سنت کی گہری بصیرت ان میں ہوتی ہے۔

تقویٰ و صلاح کا کامل وصف ان میں ہوتا ہے۔

مجدد علم کو پھیلاتے ہیں اور اہلِ علم کی عزت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس قسم کی صفات کا حامل اپنا ایک بندہ یا ان صفات والے بندوں کی جماعت ہر صدی کے شروع میں، یا ہر دور میں، یا ہر قرن میں اس امت میں پیدا فرماتے رہیں گے۔

آخری مجدد حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے

ان ہی مجدد دین کے مبارک سلسلہ کی آخری کڑی حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

چناں چہ ماضی قریب کے مجدد و فقیہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے

ہیں: هـو اٰخـرُ مُجَدّدي هذه الأُمَّة. [الکوکب الدري ٥٧/٢] **یعنی:** حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اس امت کے آخری مجدد ہوں گے۔

نوٹ: میرے مرشد حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ خود مجدد کو بذریعۂ الہام اور علامات (استدلالی طریقہ سے) اپنے مجدد ہونے کا علم ہوتا ہے، لیکن یہ لازم نہیں ہے، اور نہ وہ الہام وحی کے درجہ میں ہوتا ہے۔ ویسے مجدد اپنے مخصوص کارناموں کے ذریعہ پہچان لیے جاتے ہیں۔ [فتاویٰ محمودیہ، باب الأشتات ۴۰۳/۱۳ ملخصاً]

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کی تاکید احادیث کی روشنی میں

احادیثِ مبارکہ میں آپ کی تشریف آوری کو بہت ہی تاکید سے بیان کیا گیا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے:

عن عبداللّٰه بن مسعود رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "لَو لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيا إلّا يـومٌ لـطـوّل اللّهُ ذلكَ اليومَ حتى يبعثَ رَجُلًا مِنّي أو[قال]من أهل بيتي، يـواطـئ اسمُه اسْمي واسمُ أبيه اسمَ أبي. زاد في حديثِ فطرٍ: يملأ الأرض قِسطـاً وعدلاً كما مُلِئت ظلماً وجوراً". [أبو داود كتاب المهدي ٢/ ٥٨٨] **یعنی:** اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے، تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا لمبا کردیں گے کہ اس میں ایک شخص مجھ سے یا (یوں فرمایا کہ) میرے اہلِ بیت میں سے اس طرح مبعوث فرماویں گے کہ ان کا نام میرے نام سے مشابہ ہوگا، اور ان کے والد کا نام میرے والد کے نام سے مشابہ ہوگا۔ فطر کی روایت میں اتنا زائد ہے کہ ''وہ عدل وانصاف سے زمین کو اسی طرح بھردیں گے جس طرح وہ ظلم وستم سے بھرگئی تھی''۔

ایک جگہ ارشاد ہے:

[قال رسول الله ﷺ: يلي رجل من أهل بيتي يواطئ اسمه اسمي ......] عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: لو لم يبقَ مِنَ الدنيا إلا يومٌ لطوَّل اللهُ ذلكَ اليومَ حتّى يليَ. هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ. [ترمذی ٤٧/٢] **یعنی اگر دنیا کا صرف ایک ہی دن بھی باقی رہ گیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دیں گے یہاں تک کہ (وہ شخص) والی ہو جائے گا۔**

ایک جگہ ارشاد ہے:

عن عبدِالله (بن مسعودٍ) رضي الله عنه قال: قال رسول اللهِ ﷺ: "لا تذهبُ الدُّنيا حتى يملكَ العربَ رجلٌ مِنْ أهلِ بيتي يواطئُ اسمهٗ اسمي". هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ. [ترمذی ٤٧/٢] **یعنی دنیا اس وقت تک فنا نہیں ہوگی جب تک میرے گھرانے میں سے ایک ایسا شخص سرزمینِ عرب کا مالک نہ ہو جائے جس کا نام میرے نام جیسا ہوگا۔**

مذکورہ بالا روایت میں "یملك العرب" کا لفظ ہے، اس کی وضاحت یہ ہے کہ چونکہ سرزمینِ عرب اسلام کا مرکز اور پایۂ تخت ہے، اس لیے اس کے مالک ہونے سے کل زمین کا مالک ہونا مراد ہے۔ نیز اہل عرب اشراف الناس ہیں، اس لیے عربوں کے سردار ہونے سے گویا تمام لوگوں کا سردار ہونا مراد ہے۔

مولانا منظور احمد نعمانیؒ لکھتے ہیں کہ:

یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ابتداءً حکومت عرب میں قائم ہوگی، پھر پوری دنیا میں، یا یہ کہ حکومت کا اصل مرکز عرب ہوگا۔ [معارف الحدیث ۱۷۰/۸]

قیامت کی ایک اور نشانی

ایک جگہ اس بات کو اس انداز سے بیان کیا گیا کہ:

”لا تذهبُ الأيامُ واللّيالي حتىٰ يملكَ رجلٌ من أهلِ بيتي، يواطئُ اسمُه اسمي واسمُ أبيهِ اسمَ أبي؛ فَيملأُ الأرْضَ قِسطاً وَّ عَدلاً كما مُلِئتْ ظُلْماًو جَوراً“. [المُستدرَك للحاكم رقم الحديث ٨٧١٣] **یعنی دن ورات اس وقت تک فنا نہیں ہوں گے جب تک میرے گھرانے میں سے ایک ایسا شخص (ساری دنیا پر) غالب نہ ہو جائے جس کا نام میرے نام جیسا اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام جیسا ہوگا۔ وہ روئے زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی تھی۔**

”لا تَقومُ السّاعةُ حتّى تُملَأَ الأرضُ ظُلماً وجَوراً وَعُدواناً؛ ثُمَّ يخرجُ من أهل بيتي مَن يَمْلأها قِسطاً وَّعَدْلًا كما مُلِئت ظُلماً وعُدوانًا“. [مُستدرَك: رقم الحديث ٨٦٦٩] وقال الحاكم: صحيحٌ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي۔ **یعنی قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک روئے زمین ظلم وستم اور سرکشی سے بھر نہ جائے۔ پھر میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا جو اُسے اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی۔**

اس حدیث کے متعلق شیخ البانی کا نظریہ ملاحظہ ہو: وبعد أن وافق الألباني كُلاً من الحاكم والذهبي على حُكمهما على الحديث بالصحة، قال عن

أحـد الرواة: وأبوالصديق الناجي اسمُه بَكر بن عمرٍو وهو ثقةٌ اتفاقاً، مُحتجٌّ بـه عـندالشيخين وجميعِ المحدثين، فمن ضعّفَ حديثَه هذا مِن المتأخرين فقد خالف سبيلَ المؤمنين. (المهدي ٢٢٣)

شیخ ناصرالدین البانیؒ نے اس حدیث کی صحت کے سلسلہ میں حاکم اور ذہبی سے اتفاق رائے کرتے ہوئے اسی حدیث کے ایک راوی کے متعلق فرمایا کہ ابوصدیق الناجی جن کا نام بکر بن عمرو ہے بالاتفاق ثقہ ہیں، شیخین اور تمام محدثین کے نزدیک ان کی روایات قابلِ استدلال ہیں، چناں چہ متاخرین میں سے جس کسی نے ان کی اس حدیث کوضعیف قرار دیا اس نے مسلمانوں کی راہ سے اختلاف کیا ہے۔

ان تمام روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ قیامت اُس وقت تک نہیں آسکتی جب تک حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور نہ ہو جائے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور بالکل یقینی اور حتمی ہے، حتی کہ خروجِ مہدی پر ایمان رکھنا واجب ہے، جیسا کہ آگے آئے گا۔

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے دستِ حق پر بیعت کی تاکید

انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر خیر اور نیکی کے کام میں بقدرِ استطاعت تعاون کرے۔ نیز شریعتِ مطہرہ کی تعلیم کے مطابق اگر کوئی مصلح، مجدد، داعی الی الحق کھڑا ہو جائے تو اُس کا تعاون کرنا، اس کے لیے راہ ہموار کرنا، اُس کی راہ میں رکاوٹ نہ بننا ہمارا ایمانی اور اخلاقی فریضہ ہے۔ لیکن جب حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہو تو ان کا تعاون کرنے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی احادیث میں بڑی بھاری تاکید وارد ہوئی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تاکید کے انداز میں اس طرح بیان فرمایا کہ

''جس کو یہ وقت ملے (یعنی حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا زمانہ) تو وہ ان کے پاس آئے، اگرچہ برف پر گھسٹ کر آنا پڑے''

چناں چہ حدیث شریف میں وارد ہے:

عن عبد الله بن مسعودٍ رضی اللہ عنہ قال: بينما نحنُ عندَ رَسو لِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إذْ أقبَلَ فِتيةٌ من بني هاشمٍ، فَلَمّا رآهم النّبي صلی اللہ علیہ وسلم اغْرورَقَتْ عَيناه و تَغَيَّرَ لَونه. قال[عبدالله] فَقُلتُ: ما نزالُ نرىٰ في وَجهِكَ شيئاً نَكْرَهُهُ، فقال: "إنّا أهلُ بيتٍ اختارَ اللّٰهُ لنا الآخِرةَ على الدُنيا، وإنَّ أهلَ بيتي سيَلْقَونَ بعدي بلاءً وتشريداً وتطريداً حتّى يأتيَ قومٌ مِن قِبَلِ المَشرقِ معهُم راياتٌ سودٌ، فيسْألونَ الخيرَ فلا يُعطَونه، فيقاتِلونَ، فيُنْصَرونَ، فيُعطَون ما سَألوا، فلا يقبلونَه حتّى يدفَعوها إلى رجلٍ مِن أهلِ بيتي، فيملأها قسطاً كما مَلَئُوها جوراً، فَمنْ أدرَكَ ذلك منكم فلْيأتهم ولو حبواً على الثلج". [ابن ماجة ص۳۰۹ رقم ۴۰۸۲] یعنی: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے کہ اچانک بنی ہاشم کے چند نوعمر بچے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) آئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں آنسوؤں سے نم ہو گئیں اور (چہرے کا) رنگ متغیر ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ ہم آپ کے چہرے پر غم کے آثار دیکھ رہے ہیں جو ہمارے لیے آزردگی کا باعث ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''ہم اہلِ بیت کو اللہ نے خصوصیت بخشی ہے، ہمارے لیے دنیا کی بنسبت آخرت کو پسند فرمایا ہے، میرے اہلِ بیت کو میرے بعد بڑے مصائب و آلام اور ٹھوکروں کا سامنا کرنا پڑے گا؛ یہاں تک کہ

مشرق کی جانب سے ایک قوم نمودار ہوگی جن کے ساتھ سیاہ جھنڈے ہوں گے، میرے اہلِ بیت ان سے خیر کا سوال کریں گے لیکن انہیں نہیں دیا جائے گا، تب وہ قتال کریں گے، اور وہ نصرت و کامرانی سے ہم کنار ہوں گے۔ پھر انہیں ان کی مطلوبہ چیز دی جائے گی؛ لیکن وہ اسے قبول نہ کریں گے؛ یہاں تک کہ وہ میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص کو دیں گے، وہ روئے زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ سو جو کوئی انہیں پائے وہ ان کے پاس پہنچ جائے، خواہ برف پر گھسٹ کر ہی کیوں نہ جانا پڑے"۔

ان مبارک الفاظ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کا ساتھ دینے اور ان کے ہاتھ پر بیعت ہونے کی کتنی تاکید فرمائی ہے۔

حدیث شریف میں برف پر گھسٹ کر آنے کی بات فرمائی گئی، یہ تاکید کا انداز ہے، نیز حقیقت پر بھی محمول ہو سکنے کے امکان ہیں، اِس وقت عالمی موسم کی تبدیلی کے لحاظ سے کچھ وقت سے عرب کے بعض علاقوں میں برف باری کی کیفیت ہو رہی ہے، اسی سال ۱۴۳۴ھ میں حج کے بعد مدینۂ طیبہ میں اولے بھی گرے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا وقت آئے گا تو آپ کی اتباع ان امور میں واجب ہوگی جو خلیفہ سے متعلق ہیں۔ (اِزالۃ الخفاء ۲۶/۱)

ظہورِ مہدی رضی اللہ عنہ کی احادیث

(۱) ظہورِ مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں وارد احادیث کی حیثیت

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ ظہورِ مہدی کی احادیث حدِّ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔ (شیخ برزنجیؒ اور علامہ سیوطیؒ نے تواتر سے تواترِ معنوی مراد لیا ہے)۔

''شرح عقیدۃ السفارینی'' میں ہے کہ:

"قد كثُرت الرواياتُ بخروج المهدي، حتى بلغت حدَّ التواتر المعْنَوي". [شرح عقيدة السفاريني ٢/ ٨٠] کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کی احادیث اس قدر کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ تواترِ معنوی کی حد تک پہنچ چکی ہیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ "أشِعَّة اللّمْعات" میں لکھتے ہیں: دریں باب احادیثِ بسیار وارد شدہ، قریب بتواتر۔ [أشعّة اللمعات ۴/ ۳۳۸] کہ اس باب میں بہت سی روایات وارد ہیں جو تواتر کے بالکل قریب ہیں۔

قاضی شوکانی اپنی کتاب "الفتح الرباني" میں لکھتے ہیں:

"وجميع ما سُقناه بلَغَ حدَّ التواتر، كما لا يخفٰى على مَنْ له فضلُ اطلاعٍ". [تحفة الأحوذي ٦/ ٤٠٢] کہ ہم نے جس قدر روایات ذکر کی ہیں وہ تواتر کی حد تک پہنچ چکی ہیں، جیسا کہ کامل آگاہی رکھنے والوں پر مخفی نہیں ہے۔

قاضی شوکانی اپنی دوسری کتاب "التوضيح في تواتر ما جاء في المهدي المنتظَر والدجال والمسيح" میں تصریح فرماتے ہیں: الأحاديث الواردة في المهدي

التـي أمكن الوقوف عليها خمسون حديثاً، فيها الصحيحُ والحسنُ والضعيفُ الـمـنجبر. وهي متواترةٌ بلا شكٍّ وشبهةٍ، بل يصدق وصف التواتر على ما دونها علـىٰ جـميع الإصطلاحات المحررةِ في الأُصول. وأمّا الآثارُ عن الصحابة الـمصرّحةِ بالمهدي فهي كثيرةٌ أيضاً لها حكمُ الرفع إذ لامجالَ للإجتهاد في مثل ذلك. ["المهدي ۳۱" لعادل الذكي نقلاً عن "الإذاعة" لصديق حسن خان]

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق جس قدر روایات پر واقفیت ہوسکی ان کی تعداد پچاس ہے، جن میں صحیح، حسن اور ضعیفِ منجبر (یعنی دیگر روایات کی روشنی میں اس کے ضعف کی تلافی ہوچکی ہو) ہر قسم کی روایات شامل ہیں۔ یہ تمام روایات بلا شبہ متواتر ہیں؛ بلکہ اصولِ حدیث کے مطابق اس سے کم تعداد والی روایات پر بھی تواتر کی صفت صادق آتی ہے۔ ان کے علاوہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار کی تعداد تو اور بھی زیادہ ہے، اور وہ بھی احادیثِ مرفوعہ کے حکم میں ہیں؛ چونکہ ان ابواب میں اجتہاد کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔

ظہورِ مہدی کی احادیث اور آثار ذکر کرنے والے حضرات کی مندرجۂ ذیل فہرست سے بھی کثرتِ روایات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مصنفین کے نام	کتابوں کے نام
۱) الإمام البخاري	صحيح البخاري
۲) الإمام مسلم	صحيح مسلم
۳) الإمام الترمذي	جامع الترمذي

٤)الإمام ابن ماجة	سنن ابن ماجة
٥)الإمام النسائي	السنن الكبرىٰ للنسائي
٦)الإمام أحمد	مسند أحمد
٧)ابن حبان البستي	صحيح ابن حبان
٨)محمد بن عبدالله الحاكم	المستدرك
٩)أبوبكر بن محمد بن أبي شيبة	مصنف ابن أبي شيبة
١٠)أبوبكر الإسماعيلي	معجم الشيوخ
١١)عبدالرزاق بن همام الصنعاني	مصنف عبدالرزاق
١٢)نُعيم بن حماد	كتاب الفتن
١٣)الحافظ أبو نُعيم الأصبهاني	كتاب المهدي، حلية الأولياء
١٤)أبوالقاسم سليمان بن أحمد الطبراني	المعجم الكبير، الأوسط، الصغير ومُسند الشاميين
١٥)الدار قطني	الأفراد
١٦)الباوردي	معرفة الصحابة
١٧)أبو يعلىٰ الموصلي	مسند أبي يعلىٰ
١٨)البزّار	مسند البزار
١٩)الحارث بن أبي أُسامة	مسند الحارث
٢٠)الخطيب البغدادي	المتفق والمفترق وتلخيص المتشابه

۲۱)ابن عساکر	تاریخ دمشق، **المعروف بہ** تاریخ ابن عساکر
۲۲)ابن مندة	تاريخ أصبهان و"الإيمان"
۲۳)معمربن راشد	الجامع
۲٤)الهيثم بن كليب الشاشي	المسند
۲٥)أبو الحسن الحربي	الحربيات
۲٦)ابن جرير	تهذيب الآثار
۲۷)أبوبكر المقري	المعجم
۲۸أبوعمرو الداني	سنن الداني
۲۹)أبوغنم الكوفي	كتاب الفتن
۳۰)أبوشجاع شيرويه الديلمي	مسند الفردوس
۳۱)ابن الجوزي	التاريخ
۳۲)أبوالحسن بن المنادي	كتاب الملاحم
۳۳)أبوبكر أحمد بن الحسين البيهقي	دلائل النبوة
۳٤)يحيىٰ بن عبد الحميد الحماني	المسند
۳٥)الرويانى	المسند
۳٦)ابن سعد	طبقات ابن سعد
۳۷)ابن خزيمة	صحيح ابن خزيمة
۳۸)الحسن بن سفيان	المسند

۳۹)عمر بن شبة	تاريخ المدينة
٤٠)أبو عوانة	المسند

(المهدي لعادل الذكي ٣٨ـ٤٠)

(۲) ظہورِ مہدی رضی اللہ عنہ کی احادیث کی مقبولیت

پوری امتِ مسلمہ نے ان احادیثِ شریفہ کو قبول کیا ہے جن میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کا بیان ہے، چناں چہ علامہ مناویؒ جامعِ صغیر کی شرح ''فیض القدیر'' میں فرماتے ہیں کہ: أخبار المهدي كثيرةٌ شهيرةٌ أفردها غيرُ واحدٍ في التاليف الخ. [فيض القدير شرح الجامع الصغير٦/٢٧٩] کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق احادیث کثرت سے وارد ہوئی ہیں، نیز مشہور بھی ہیں، حتی کہ لوگوں نے انہیں مستقل تالیفات میں ذکر کیا ہے۔

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق بعض تالیفات کا ذکر حسبِ ذیل ہے۔

کتابوں کے نام	مؤلفین
۱)العرف الوردي في أخبار المهدي	الحافظ جلال الدين السيوطي
۲)الفتن والملاحم	الحافظ عمادالدين بن كثير
۳)القول المختصر فی علامات المهدي المنتظر	الفقيه ابن حجر الهيثمي المكي
٤)استجلاب إرتقاء الغُرَف بحب أقرباء الرسول وذوي الشرف	الحافظ السخاوي

٥)البرهان في علامات مهدي آخر الزمان	علي المتّقي الهندي صاحب "كنز العمال"
٦)المشرب الوردي في مذهب المهدي	ملّا علي القاري
٧)فوائد الفِكَر في ظهور المهدي المنتظَر	مرعي بن يوسف الحنبلي
٨)التوضيح في تواتر ما جاء في المهدي المنتظر والدجال والمسيح	القاضي محمد بن علي الشوكاني
٩) الأحاديث القاضية بخروج المهدي	محمد بن إسمٰعيل الأمير اليماني

(المهدي لعادل الذكي ٤١-٤٣)

یہ چند مشہور مؤلفین کی قدیم اور مؤقر تالیفات ہیں۔ اِس دور میں تو اِس عنوان پر بہت ساری کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔

(۳) حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے نام کی صراحت

تقریباً نوے سے زائد احادیثِ مرفوعہ ہیں جن میں سے تیس احادیث میں صراحتاً حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا نام ہے، اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوالِ تابعین رحمہم اللہ ان کے علاوہ ہیں۔

نوٹ: بعض احادیث میں اگرچہ نام مذکور نہیں ہے؛ تاہم محدثین کے یہاں یہ قاعدہ تو مشہور ہے کہ اگر ایک واقعہ کے متعلق مختلف احادیث وارد ہوں، ان میں بعض مجمل ہوں اور بعض مفصل؛ تو مجمل کو مفصل ہی کے اوپر محمول کیا جاتا ہے۔

(۴) ظہورِ مہدی رضی اللہ عنہ کی احادیث کے رواۃ

تقریباً پچیس حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ

کے متعلق احادیث مروی ہیں۔ جن میں حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابو ہریرہ، حضرت طلحہ، حضرت انس، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر حضرات صحابہ شامل ہیں اور امہات المؤمنین میں سے حضرت ام سلمہ اور حضرت ام حبیبہ رضي الله عنهما بھی ہیں۔

(۵) صحاحِ ستہ میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق احادیث

ائمۂ صحاحِ ستہ میں سے امام ترمذی، امام ابوداود، اور امام ابن ماجہ رحمہم اللہ نے اپنی اپنی کتابوں میں حضرت مہدی کے عنوان سے مستقل تراجم قائم کیے ہیں۔

نوٹ: ابن ماجہ میں اگرچہ کچھ احادیث موضوعہ بھی ہیں، تاہم علامہ عبدالرشید نعمانیؒ نے "ما تمَسّ إليه الحاجة لمن يطالع ابن ماجة" میں ان تمام احادیثِ موضوعہ کو صفحہ ۳۸ پر جمع کر دیا ہے۔ لیکن مہدی والی احادیث ان میں شامل نہیں ہیں۔ (البتہ ابن ماجہ کی روایت "لا مهدي إلا عيسىٰ" والی روایت کے متعلق جو کلام ہے اس کو ہم نے الگ سے ذکر کر دیا ہے)۔

(۶) دیگر کتبِ حدیث میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق احادیث

ان کے علاوہ امام احمد، امام بزار، ابن ابی شیبہ، حاکم، طبرانی، ابویعلیٰ موصلی، امام عبدالرزاق بن ہمام، نُعیم بن حماد (شیخِ بخاری)، حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی رحمہم اللہ نے اور علامہ علاء الدین علی المتقیؒ نے "کنز العمال" میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا مستقل تذکرہ کیا ہے۔

نوٹ: حافظ ابن تیمیہؒ "منهاج السنة" میں اور حافظ ذہبیؒ "مختصر منهاج السنة" میں تحریر فرماتے ہیں: فنقولُ: الأحاديث التي يُحتجُّ بها على خروج المهدي أحاديث صحيحةٌ، رواها أبو داوٗد والترمذي وأحمد وغيرهم. [مختصر منهاج السنة ٥٦٢] کہ جن حدیثوں سے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور پر استدلال کیا گیا ہے وہ صحیح ہیں؛ امام ابوداؤد اور ترمذی اور امام احمد رحمہم اللہ وغیرہم نے ان کو روایت کیا ہے۔[ترجمان السنۃ ۴/۳۷۸]

(۷) صحیحین میں ظہورِ مہدی کا تذکرہ

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ صحیحین میں بھی اشارۂ واضحہ کے ساتھ موجود ہے، ملاحظہ کیجیے:

حدیث (۱): عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال: رسول الله صلى الله عليه وسلم: "كيفَ أنتم إذا نزل ابنُ مريمَ فيكم وإمامُكم منكم". تابعهٗ عقيلٌ والأوزاعي. [صحيح البخاري ٤٩٠/١] یعنی: اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب عیسی ابن مریم تمہارے درمیان اتریں گے دراں حالیکہ تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا (یعنی حضرت مہدی رضی اللہ عنہ)۔

حدیث کی تحقیق

(الف) وإمامُكم منكم کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

"وقالَ أبوالحسن الخسَعي الابري في مناقب الشافعي: تواترت الأخبارُ بأنَّ المهديَّ من هذه الأُمّة، وأنَّ عيسٰى يصلّي خلفهٗ، ذكر ذلك ردًّا للحديث

الذی أخرجهٗ ابنُ ماجة عن أنسٍ رضی اللہ عنہ، وفيه "ولا مهديَّ إلا عيسىٰ". [فتح الباري ٦١١/٦] **یعنی وإمـامُـكـم منكم میں امام سے مراد مہدی رضی اللہ عنہ ہیں جو اسی امت سے ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام (ایک نماز میں) ان کے مقتدی ہوں گے۔**

(ب) **علامہ بدرالدین عینیؒ نے بھی** "عمدة القاري شرح بخاري ٤٠/١٦" **پر یہی مفہوم مراد لیا ہے۔**

(ج) **اسی کی ایک متابع روایت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے مسلم شریف میں مذکور ہے؛ جس کے الفاظ اس طرح ہیں:** "فيقول أميرهم: تعالَ صلِّ لنا" **الخ؛ اس کے ضمن میں شارحِ مسلم علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ:**

أميرُهم هو إمام المسلمين المهدي الموعود المسعود. [فتح المُلهم ٣٠٣/١]

یعنی أمیر هم سے مراد حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہی ہیں جو مسلمانوں کے امام ہوں گے۔

(د) **نیز** أبو عبد اللّٰه محمد بن خلْفة الوشتاتي الأبّي المالكيؒ **نے مسلم شریف کی شرح** "إكمالُ إكمالِ المعلم" **میں اور** أبو عبد اللّٰه محمد بن محمد بن يوسف السَّنوسي الحسنيؒ **نے اپنی شرح** "مكملُ إكمالِ الإكمال" **میں اسی کی تائید کی ہے۔**(٢٦٨/١)

(ہ) **نیز مصنف عبدالرزاق کی ایک مقطوع روایت سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ** وإمامُكم منكم **سے مراد حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔**

أخبـرَنا عبدُ الرزاق، عن معمرٍ قالَ: كان ابنُ سيرين يَرىٰ أنّهٗ المهديُّ الذي يصلي وراءهٗ عيسىٰ علیہ السلام. [مصنف عبد الرزاق ٣٩٩/١١] **یعنی ابن سیرینؒ کا خیال یہ تھا کہ وہ حضرت مہدیؓ ہی ہیں جن کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے۔**

(و) ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: "وإمامُكم منكم أي من أهلِ دينكم، وقيل من قريش وهو المهديُّ". [مرقاة المفاتيح ۱۰/۲۳۲] یعنی "**منکم**" سے مراد یا تو وحدتِ دین ہے، یا مراد یہ ہے کہ وہ قریشی ہوں گے اور وہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہیں۔

(ز) محدثِ کبیر علامہ انور شاہ کشمیریؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

والمتبادرُ منه [مِنْ لفظ وإمامُكم] الإمامُ المهدي رضي الله عنه [فيض الباري ٤/٤٥] یعنی لفظ "**وإمامكم**" سے متبادر یہی ہے کہ یہاں مراد حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ آگے لکھتے ہیں: "وقد اختلط فيه بعض الرواة عند مسلم، فَأطلقه على عيسى عليه السلام فجعل اللفظَ "وأمَّكمْ مِنْكم" يعنى أنّه وإنْ كان مِن بني إسرائيل لكنّه يكونُ تابعاً لشرعِكم. والراجحُ عندي لفظُ البخاري أي "وإمامكم منكم" بالجملة الإسميّة، والمرادُ منه الإمام المهدي لما عند ابن ماجة"...

[ايضاً ٤/٤٥] یعنی: مسلم کے بعض راویوں سے فروگذاشت ہوئی ہے، انہوں نے اس مقام پر عیسیٰ علیہ السلام کو مراد لے لیا ہے، اور متن میں لفظ "**وأمَّكمْ مِنْكم**" ذکر کردیا، تو اس صورت میں مراد یہ ہوگی کہ وہ اگرچہ بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے ہیں (تمہاری قوم سے نہیں) تاہم وہ تمہاری شریعت ہی کے پیروکار ہوں گے۔ میرے نزدیک تو (ان تاویلات کے بجائے) بخاری کا لفظ "**وإمامكم منكم**" جملہ اسمیہ کے ساتھ ہی راجح ہے، اور مراد حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہی ہیں؛ چونکہ ابن ماجہ کی روایت اسی پر دلالت کرتی ہے۔

حدیث (۲): عن أبي سعيد رضي الله عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: "مِن خلفائكم خليفةٌ يَحْثو المالَ حَثيًا لا يعُدُّه عددًا". [مسلم ۲/ ۳۹۵] یعنی: تمہارے خلفا میں سے ایک خلیفہ ایسے ہوں گے جو بلا گنے لپ بھر بھر کر مال تقسیم کریں گے۔

حدیث (۳): عن أبي سعيدٍ و جابر رضي الله عنهما قالا: قال رسول الله ﷺ: "يكون في آخر الزمانِ خليفةٌ يقسم المالَ ولا يعده" [ایضًا]

یعنی: اخیر زمانہ میں ایک خلیفہ ہوں گے جو بلا گنے مال تقسیم کریں گے۔

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں نماز پڑھانا

مولانا بدر عالم میرٹھیؒ لکھتے ہیں:

''یہ امر بھی واضح رہنا چاہیے کہ صحیح مسلم کی احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ آخری زمانے میں مسلمانوں کا ایک خلیفہ ہوگا، جس کے زمانے میں غیر معمولی برکات ظاہر ہوں گے، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قبل پیدا ہوگا، دجال اسی کے عہد میں ظاہر ہوگا، مگر اس کا قتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دستِ مبارک سے ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے تشریف لائیں گے تو وہ خلیفہ نماز کے لیے مصلے پر آچکا ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر وہ مصلے چھوڑ کر پیچھے ہٹے گا، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان سے فرمائیں گے ''چونکہ آپ مصلے پر جا چکے ہیں اس لیے اب امامت بھی آپ ہی کا حق ہے، اور یہ اس امت کی ایک بزرگی ہے''۔ لہٰذا یہ نماز تو آپ ان ہی کی اقتدا میں ادا فرمائیں گے۔

یہ تمام صفات ان صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں جن میں محدثین کو کوئی کلام نہیں۔

اب گفتگو ہے تو صرف اتنی بات میں ہے کہ کیا یہ خلیفہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہیں یا

کوئی اور دوسرے خلیفہ۔ دوسرے نمبر کی حدیثوں میں یہ تصریح موجود ہے کہ یہ خلیفہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

ہمارے نزدیک صحیح مسلم کی حدیثوں میں جب اس خلیفہ کا تذکرہ آچکا ہے تو پھر دوسرے نمبر کی حدیثوں میں جب وہی تفصیلات اس نام کے ساتھ مذکور ہیں، تو ان کو بھی صحیح مسلم ہی کی حدیثوں کے حکم میں سمجھنا چاہیے، اس لیے اب اگر یہ کہہ دیا جائے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ثبوت خود صحیح مسلم میں موجود ہے تو اس کی گنجائش ہے۔

مثلاً: جب صحیح مسلم میں موجود ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب اتریں گے، تو اس وقت مسلمانوں کا ایک امیر امامت کے لیے مصلے پر آچکا ہوگا؛ تو اب جن حدیثوں میں اس خلیفہ کا نام حضرت مہدی رضی اللہ عنہ بتایا گیا ہے، یقیناً وہ اسی مبہم خلیفہ کا بیان کہا جائے گا۔ یا مثلاً: صحیح مسلم میں ہے کہ آخر زمانے میں ایک خلیفہ ہوگا جو بے حساب مال تقسیم کرے گا؛ اب دوسری حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مال کی یہ داد و دہش حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوگی تو صحیح مسلم کی اس حدیث کا مصداق حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کو قرار دینا بالکل بجا ہوگا۔

حدیث میں جنگ کے مبہم واقعات حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ہیں

اسی طرح جنگ کے جو واقعات صحیح مسلم میں ابہام کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں، اگر دوسری حدیثوں میں وہی واقعات حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ثابت ہوتے ہیں تو یہ کہنا بالکل قرینِ قیاس ہوگا کہ صحیح مسلم میں جنگ کے جو واقعات مذکور ہیں وہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہی کے دور کے واقعات ہیں۔ غالباً ان ہی وجوہات کی بنا پر

محدثین نے بعض مبہم حدیثوں کو حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہی کے حق میں سمجھا ہے، اور اسی باب میں ان کو ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ امام ابوداودؒ نے بارہ خلفا کی حدیث کو حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے باب میں ذکر فرما کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ بارہویں خلیفہ یہی حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہیں۔ [ترجمان السنۃ ۴/۳۷۸۔۳۷۹]

امیر سے مراد حضرت مہدی رضی اللہ عنہ

حدیث۴: عن جابرِ بن عبدِاللّٰه رضي الله عنه، سمعتُ النبي صلى الله عليه وسلم يقول: "لا تزالُ طائفةٌ من أُمّتي يقاتلون على الحقّ ظاهرينَ إلى يوم القيامة، قال: فينزِل عيسٰى بنُ مريم عليه السلام فيقول أميرُهم: تعالَ صلِّ لنا، فيقول: لا، إنَّ بعضَكم علىٰ بعضٍ أُمَراء، تكرِمةَ اللّٰه هذه الأمّةَ". [مسلم ۸۷/۱] **یعنی:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت قیامت تک حق پر قائم رہے گی، سو عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اتریں گے تب ان کا امیر کہے گا کہ آپ ہمیں نماز پڑھایئے، تو عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ نہیں، تم میں سے بعض بعض پر امیر ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا اس امت کے لیے فضل ہے۔

اس حدیث میں بھی مسلمانوں کے امیر سے مراد مہدی رضی اللہ عنہ ہیں۔ جیسا کہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے "فتح المُلهِم" میں لکھا ہے کہ: قوله "فيقول أميرُهم الخ" هو إمامُ المسلمين المهدي الموعود المسعود. [فتح المُلهم ۳۰۳/۱]
علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس سیاق کی وہ ساری احادیث جن میں امیر یا خلیفہ کا لفظ مبہم مذکور ہے اُس سے مراد مہدی ہیں۔ [عقیدۂ ظہورِ مہدی ۶۲]

نیز مہدی کے متعلق ایک روایت مسلم کتاب الفتن ۲/۳۸۸ رقم: ۲۸۸۴ پر موجود ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

بعض حضرات کی طرف سے ظہورِ مہدی کی تردید کیوں؟

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق وارد روایات کی تردید کرنے والوں نے تین وجوہات کو بنیاد بنایا ہے۔

۱) صحیح اور ضعیف روایات میں تناقض۔ اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو ہو چکی اور آئندہ بھی جا بجا اس تعارض کو دفع کیا گیا ہے۔ اور ویسے بھی روایات کا باہم تعارض ایک نظری اور اجتہادی امر ہے، اسے بنیاد بنا کر ایک اہم عقیدہ کو بے اصل قرار دینا بڑا غیر ذمہ دارانہ فیصلہ ہے۔

۲) بعض علما نے صرف اس لیے اس عقیدہ کا انکار کر دیا کہ بہت سے جھوٹے مکاروں نے وقتاً فوقتاً اپنے مہدی ہونے کے دعوے کیے۔ لیکن یہ فیصلہ بھی مناسب نہیں ہے، چونکہ جس طرح جھوٹے دعوئ نبوت کی وجہ سے عقیدۂ نبوت –نعوذ باللہ– بے بنیاد نہیں ہوسکتا، اسی طرح مہدی ہونے کے جھوٹے دعوے سے عقیدۂ مہدویت بے اصل نہیں ہوسکتا۔ واللہ اعلم۔

۳) بعض حضرات اس لیے اس عقیدہ کا انکار کرتے ہیں کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا انتظار لوگوں میں سستی اور کاہلی پیدا کرتا ہے، لوگ امورِ دینیہ کے لیے محنت اور جدو جہد کرنے کے بجائے آپ کے انتظار میں ہی اپنا وقت اور اپنی صلاحیت ضائع کر دیں گے۔ واضح رہے کہ یہ سبب بھی آپ کے انکار کے لیے مناسب اور کافی نہیں ہے۔

اہلِ قلم حضرات کے انکارِ عقیدۂ ظہور مہدی رضی اللہ عنہ کی وجہ

ماضی اور حال کے بعض اہلِ قلم حضرات نے عقیدۂ ظہورِ مہدی کا صرف اس وجہ سے انکار کر دیا کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ صحیحین میں نہیں ملتا۔ اسی طرح ایک طبقہ تمام عقائد و مسائل میں صحیحین کی روایات پر ہی اعتماد کرتا ہے، حد تو یہ ہے کہ وہ صحیحین کے علاوہ دیگر کتبِ احادیث کی روایات کو نا قابلِ حجت مانتے ہیں، گویا شیخین جن روایتوں کو ذکر نہ کریں وہ معیارِ صحت پر ہی نہیں۔ اس سلسلہ میں یہاں پر خود امام بخاری و امام مسلمؒ کے اقوال کا ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

بخاری و مسلم اور ان کی احادیث

امام بخاریؒ و امام مسلمؒ نے اپنی صحیحین میں تمام صحیح روایتوں کا نہ تو احاطہ کیا ہے اور نہ ہی اس بات کا التزام کیا ہے، جیسا کہ علما نے ذکر کیا کہ خود یہ اکابر اس بات کا اعتراف فرماتے ہیں۔ چناں چہ امام نوویؒ اور علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں:

لـم يستوعبا الصحيحَ، ولا التزماه. [تدريب الراوي ۷۴/۱] یعنی حضرات شیخینؒ نے اپنی صحیحین میں نہ تو صحیح روایات کا استیعاب فرمایا ہے اور نہ اس بات کا التزام کیا ہے۔

نیز امام بخاریؒ نے فرمایا: مـا أدخـلـتُ فـي كتاب الجامع إلّا ما صحَّ، وتـركتُ من الصحاحِ خشية أن يطول الكتاب. [ایضاً] یعنی میں نے اپنی جامع میں صرف صحیح روایات ذکر کی ہیں، اور بہت سی صحیح روایات کو میں نے طوالت کے خوف

سے چھوڑ دیا۔

امام مسلمؒ فرماتے ہیں: ليس كلُّ شيءٍ عندي صحيحٍ وضعتُهٗ هاهنا، إنما وضعتُ ما أجمعوا عليه. [ایضاً] یعنی میں نے اپنی صحیح میں ان روایات کو ذکر نہیں کیا جو میرے نزدیک صحیح تھی، میں نے ان روایات کو ذکر کیا ہے جن کی صحت پر لوگوں کا اتفاق ہے۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ''مقدمۂ فتح الباري'' میں نقل کرتے ہیں: روى الإسماعيليّ عنه -عن البخاريؒ- قال: لمْ أخرج في هذا الكتاب إلاّ صحيحاً، وما تركتُ من الصحيح أكثر. یعنی میں نے اپنی اس کتاب میں صرف صحیح روایات کو ہی ذکر کیا ہے، اور جن صحیح روایات کو میں نے ذکر نہیں کیا ان کی تعداد تو اور بھی زیادہ ہے۔

امام نوویؒ نے اپنی شرحِ مسلم کے مقدمہ میں لکھا ہے: إنهما -أي البخاري ومسلماً- لم يلتزما استيعابَ الصحيح، بل صحَّ عنهما تصريحهما بأنهما لم يستوعباه، وإنما قصدا جمْعَ جُمَلٍ من الصحيح كما يقصد المصنف في الفقه جمعَ جُمل من مسائله، لا أنه يحصر جميع مسائله. یعنی حضرات شیخینؒ نے اپنی کتابوں میں صحیح روایات کو بالاستیعاب ذکر کرنے کا التزام نہیں کیا، صحیح نقول کے ذریعہ ان اکابر سے اس بات کی صراحت بھی ملتی ہے، انہوں نے صرف صحیح روایات کا ایک مجموعہ لکھنے کا ارادہ کیا جیسے کہ کوئی فقیہ اپنی کتابِ فقہ کے لکھنے میں اس بات کا ارادہ کرتا ہے کہ وہ فقہی مسائل کا ایک مجموعہ تیار کرلے، نہ کہ تمام فقہی مسائل کو بالاستیعاب ذکر کرے۔

اور امام بخاریؒ کا یہ قول تو اس بات کی صریح دلیل ہے کہ انہوں نے اپنی جامع میں صحیح روایات کا استیعاب نہیں کیا: ''أحفظ مائة ألف حديثٍ صحيحٍ و مائتيَ ألف حديث غير صحيح''. [تدريب الراوي ص/٤٠] امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ''مجھے ایک لاکھ صحیح احادیث اور دو لاکھ غیر صحیح روایتیں یاد ہیں''۔ حالانکہ آپ کی صحیح بخاری کی روایتوں کی تعداد مکرر روایتوں کو شمار کر کے بھی سات ہزار دو سو پچھتر سے زائد نہیں۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں: وجملة ما في البخاري: ٧٢٧٥ حديثا بالمكررة. [تدريب الراوي: ١٠٢] وللإستزادة راجع: كتاب "المهدي ٣١١-٣١٢" لعادل الذكي

مذکورہ بالا تفصیلات اور نقول کے ذکر سے یہ نتیجہ ظاہر ہے کہ خواہ عقیدۂ ظہورِ مہدی ہو یا کوئی اور مسئلہ، محض صحیحین ہی کی روایات پر دار و مدار رکھنا اور دیگر کتبِ احادیث کی طرف بالکل التفات نہ کرنا اپنی جگہ خود ایک قسم کی ضد ہے۔

امید ہے کہ اس مکمل اور مدلل وضاحت کے بعد اب انکارِ مہدی کے لیے وہ خلجان باقی نہیں رہے گا۔ قرآن کریم میں ہے ﴿فمَنْ جاءَهٗ موعظةٌ مِنْ ربه فانتهىٰ فلهٗ ما سلَف﴾. [البقرة ٢٧٥]

ظہورِ مہدی رضی اللہ عنہ سے متعلق چند نتائج احادیث کی روشنی میں

''ظہورِ مہدی کی احادیث'' کے عنوان کے ماتحت سات ضمنی مباحث پڑھ کر ہم چند نتائج تک پہنچ سکتے ہیں۔

۱) محدثین اور علماً کی ایک بہت بڑی جماعت نے احادیثِ مہدی کو نقل کیا اور صحیح قرار دیا ہے۔

۲) یہ احادیث متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بہت سے طرق سے روایت کی گئی ہیں، حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بہت سے تابعین نے نقل کیا ہے، اور ان سے محدثین نے، گویا ہر زمانہ میں ناقلین کی ایک بہت بڑی جماعت رہی ہے۔

۳) بہت سے علما نے ان روایات کے متواتر ہونے کی تصریح کی اور بہت سے حضرات نے ان کی تصحیح بھی کی ہے۔ بعض علما نے ان روایات کو صحیح قرار دے کر انہیں متواتر کہا، بعض نے مشہور کہا اور بعض نے صرف صحیح کہا؛ حق بات یہ ہے کہ یہ روایات متواتر معنوی ہیں۔

۴) تواتر معنوی چونکہ تواتر لفظی کے قائم مقام اور ہم مرتبہ ہے؛ اسی لیے علما احادیثِ مہدی سے علمِ قطعی کے ثبوت کے حق میں ہیں۔

۵) حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور، آپ کی صفات وغیرہ پر دلالت کرنے والی روایات اہلِ سنت و جماعت کے عقائد میں شامل ہو چکی ہیں، چونکہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہونے والی صحیح روایات کی تصدیق ہی اہل السنۃ والجماعۃ کا عین مذہب ہے۔

۶) حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق وارد ہونے والی روایات سند کے اعتبار سے صحیح، حسن اور ضعیف بھی ہیں، نیز ان میں ایسی روایات بھی ہیں جو بے حد ضعیف اور موضوع بھی ہیں۔[المهدي لعادل الذكي ٤٣-٤٤]

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ دونوں ایک ہیں؟

حدّثنا يونس بنُ عبدِ الأعلى، حدثنا محمد بن إدريس الشافعي، حدثني محمد بن خالد الجَنَدي، عن أبان بن صالح، عن الحسن، عن أنس

بن مالك رضي الله عنه أنَّ رسـول الله ﷺ قـال:"لا يـزدادُ الأمر إلّا شدّةً، ولا الدنيا إلّا إدبـارًا، ولا الـنـاسُ إلّا شُـحًّـا، ولا تـقـوم السـاعة إلّا عـلى شرارِ الناس، ولا الـمهدي إلّا عيسٰى ابن مريم". [ابـن مـاجـه ٣٠٢ و المسند الجامع رقم ١٦٠٠] **یعنی:** حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ معاملہ سخت ہوچلے گا، دنیا پسپائی کی طرف لوٹے گی، لوگ بخل میں مبتلا ہوجائیں گے، قیامت بدترین لوگوں پر ہی قائم ہوگی اور (ایسے وقت میں) مہدی (ہدایت یافتہ) عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی نہیں۔

اس حدیث سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ مہدیٔ موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں، ان کے علاوہ مہدی ہونے کی حیثیت سے کوئی مستقل شخصیت آنے والی نہیں ہے۔

مذکور روایت کے بارے میں ائمۂ حدیث کے اقوال

چناں چہ اس کے دو حل پیشِ خدمت ہیں۔

(۱) یہ روایت متکلم فیہ ہے۔

(۲) یہ روایت اپنے ظاہر پر نہیں ہے، بلکہ اس کے تاویلی معنی مراد ہے۔

حلِّ اول کی وضاحت یہ ہے کہ حافظ ذہبیؒ "میزان الاعتدال" میں **محمد بن خالد الجَندي** کے ترجمہ کے تحت حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: قُلْتُ: حديثه "لا مهدي إلّا عيسٰى ابن مريم"، وهو خبرٌ مُنْكرٌ. (٥٢/٣) کہ حدیث "لا مهدي إلّا عيسٰى ابن مريم" خبر منکر ہے۔

اور اس کی مختلف وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ اس روایت میں **محمد**

بـن خـالـد الجَنَدي جن پر اس روایت کا مدار بھی ہے اور ان کا تفرد بھی ہے وہ بے حد متکلم فیہ ہے۔

ان کے بارے میں حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں: قال الأزدي: منكر الحديث، وقال أبو عبد الله الحاكم: مجهولٌ. [ایضًا]

محمد بن خالد الجَنَدي کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نقل کرتے ہیں: "قال الابري: محمد بن خالد غيرُ معروفٍ عند أهل الصناعة من أهل النقل" اور آگے لکھتے ہیں: "وقال البيهقي: قال أبو عبد الله الحافظ: محمد بن خالد مجهولٌ". [تهذيب التهذيب ۱٤٤/۹]

حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے ابن ماجہ کی اس روایت کے ذیل میں اپنے حاشیہ "مصباح الزجاجة" میں بڑی مفصل بحث کی ہے۔ چناں چہ اس موقع پر اس کا بھی مختصر خلاصہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

علامہؒ نے اپنی مخصوص تحقیقی نگاہ اور تدقیقی فراست کے ساتھ مذکورہ حدیث پر، نیز حدیث کے دو مختلف فیہ راویوں (یونس بن عبد الأعلیٰؒ اور محمد بن خالد الجَنَديؒ) پر وارد بیشتر محدثین کے ردّ و قبول اور جرح و تعدیل کا موازنہ کیا ہے، نیز اس سلسلہ میں أبو الحسن علي بن محمد بن عبد الله الواسطيؒ کے ایک خواب کا تذکرہ بھی کیا جس میں انہوں نے امام شافعیؒ کو دیکھا تھا، وہ کہہ رہے تھے کہ یونس بن عبد الأعلیٰ نے ان کی طرف اس حدیث کے سلسلہ میں جھوٹ منسوب کیا۔ اور اس کا وہ جواب بھی نقل کیا جو ابن کثیرؒ نے ذکر کیا۔ [مصباح الزجاجة على هامش ابن ماجة ۳۰۰]

صاحبِ نبراس بھی فرماتے ہیں ”لأنّ الحديثَ لا يصح“. [نبراس ۳۱۵]
یعنی یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

علامہ ذہبی فرماتے ہیں: فأمّا حديثُ ”لا مهدي إلّا عيسى ابن مريم“ فضعيفٌ، فلا يعارض هذه الأحاديث. [المنتقى من منهاج الإعتدال ص: ۵۳۴] یعنی حدیث لا مهدى إلّا عيسى ابن مريم ضعیف ہے،اس لیے یہ دوسری روایتوں سے معارضہ نہیں کرسکتی۔

علامہ صنعانیؒ تو اس روایت کو موضوع لکھتے ہیں۔[راجع : الفوائد المجموعة فى الأحاديث الموضوعة المعروف بالأحاديث الضعيفة للشوكاني ۱۹۵، خاتمةٌ في ذكر أحاديثَ متفرقةٍ رقم ۱۲۷، وكذا عنه في تذكرة الموضوعات، باب آخر الزمان و فتنه ۲۲۳]

اورحلِ ثانی کی وضاحت یہ ہے کہ صاحبِ مصباح الزجاجہ اس حدیث کی تعلیق میں لکھتے ہیں:وهذا الحديثُ فيما يظهر ببادئ الرأي مخالفٌ للأحاديث الواردة في إثبات مهديٍّ غير عيسى ابن مريم، وعند التأمُّل لا يُنافيها، بل يكون المُراد مِنْ ذلك أنَّ المهديَّ حقَّ المهدي هو عيسى ابن مريم عليه السلام، ولا ينفي ذلك أنْ يكونَ غيرُه مهديًّا أيضًا. [مصباح الزجاجة على هامش ابن ماجة ۳۰۰] یعنی ظاہری طور پر دیکھا جائے تو یہ حدیث اُن احادیث کے مخالف ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کسی اور مہدی کے ثبوت میں وارد ہوئی ہیں۔لیکن غور وخوض کیا جائے تو دونوں طرح کی روایتوں میں کوئی تعارض نہیں ؛ بلکہ مذکورہ روایت کا معنی یہ ہوگا کہ ”مہدی“لقب کے کامل ترین مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔اورحضرت عیسیٰ

علیہ السلام کا مہدی ہونا کسی اور کے مہدی ہونے کے منافی نہیں ہے۔(تفصیل کے لیے حوالۂ بالا کی طرف رجوع کرلیا جائے)۔

معلوم ہوا کہ یہ روایت قابلِ حجت نہیں بن سکتی۔

درایت کے بارے میں

نیز درایت کے اعتبار سے بھی اس کا مضمون محلِّ نظر ہے۔چونکہ ہمارے سامنے متعدد روایتیں ایسی ہیں جن میں صراحتاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے الگ الگ ہونے کا تذکرہ ہے۔

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو الگ الگ شخصیتیں: حدیث کی روشنی میں

ذیل میں ہم وہ روایتیں ذکر کرتے ہیں:

(۱) ”لن تهلك أُمَّةٌ أنا في أوّلها وعيسى ابن مريم في آخرها والمهدي في أوسطها“. رواه أبو نُعيم في أخبار المهدي عن ابن عباس. [كنز العمال ١٤/٢٦٦ رقم ٣٨٦٧١] ترجمہ: وہ امت ہرگز ہلاک نہیں ہوسکتی جس کی ابتدا میں میں ہوں اور انتہا میں عیسیٰ ابن مریم ہیں اور درمیان میں مہدی ہیں۔

(۲) ”مِنّا الّذي يصلّي عيسى ابن مريم خَلْفَه“. رواه أبو نُعيم في أخبار المهدي عن أبي سعيد. [كنز العمال ١٤/٢٦٦ رقم ٣٨٦٧٣] یعنی: وہ شخص ہم میں سے ہوگا جس کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نماز پڑھیں گے۔

(۳) عن عبد اللّٰه بن عمر رضی اللہ عنہ قال:"المهدي الذي يَنزل عليه عيسى ابـن مريم ويصلى خَلْفه عيسٰى". [أخرجه نُعيم بن حماد ص٢٦٤ رقم ١٠٤٢، كذا في الحاوي ٧٨/٢] ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے بعد نازل ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے (ایک) نماز ادا کریں گے۔

(۴) "لا تزال طائفةٌ من أُمتي تُقاتل عن الحقّ حتى ينزل عيسى ابن مريم عند طلوع الفجر ببيت المَقْدِس، ينزل على المهدي، فيُقال له: تقدَّمْ يا نبيّ اللّٰه! فصلِّ لنا، فيقول: إنَّ هذه الأمّةَ أمينٌ بعضهم على بعضٍ لكرامتهم على اللّٰه عزَّ وجلّ". [أخرجه أبو عمرو الداني في سننه عن جابر بن عبداللّٰه رضی اللہ عنہ ص٢٤٠ رقم ٦٨٦، والحاوي ٨٣/٢] یعنی: میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق کے لیے مقابلہ آرائی کرتی رہے گی، یہاں تک کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں طلوع فجر کے وقت بیت المقدس (یروشلم Jerusalem) میں اتریں گے۔ ان سے درخواست کی جائے گی کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیے؛ وہ فرمائیں گے کہ یہ امت اللہ تعالیٰ کی نظر میں مکرم ہونے کی وجہ سے باہم ایک دوسرے کے لیے امیر ہے۔ مسلم شریف کی روایت میں بھی تقریباً یہی الفاظ ہیں۔

(۵) "يلتفتُ المهدي فإذا هو بعيسى ابن مريم... كأنّما يَقْطر منْ رأسه الماء... فيقول له الإمام: تقدَّمْ فصلِّ بالناس، فيقول له عيسٰى: إنّما أُقيمت الصلوٰةُ لك، فيصلّي عيسى خلْفَه". [أخرجه أبو عمرو الداني في سننه عن حذيفة رضی اللہ عنہ في سياق حديثٍ طويلٍ في باب ما رُوي في الوقيعة اللتي تكون بالزَوراء الخ

ص۲۰۲-۲۰۹ رقـــم ۵۹٦] یعنی: حضرت مہدی رضی اللہ عنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوں گے اس وقت عیسی ابن مریم آسمان سے اتر چکے ہوں گے اس حال میں کہ ان کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہوگا۔ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ عرض کریں گے کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیجیے؛ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ آپ ہی کے لیے اقامت کہی گئی ہے (یعنی آپ ہی نماز پڑھائیں)، چناں چہ وہ میری اولاد میں سے ایک شخص کی اقتدا میں (یہ) نماز ادا کریں گے۔

(٦) عن جابر رضي الله عنه قـال: قال رسول الله ﷺ: يـنزل عيسى ابن مريم فيـقـول أميـرهم المهدي: تعال صلِّ بنا، فيقول: ألا وإنَّ بعضكم على بعض أُمراء، تكرِمة الله لهذه الأمّة. [أخرجه السيوطي في الحاوي٦٤/٢ عن أبي نُعيم] حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: عیسیٰ ابن مریم (آسمان سے) اتریں گے، تب مسلمانوں کے امیر حضرت مہدی رضی اللہ عنہ (ان سے) کہیں گے کہ آپ ہمیں نماز پڑھا دیجیے، وہ فرمائیں گے کہ تم میں سے بعض بعض کے امیر ہیں، اور یہ اللہ تعالیٰ کا اس امت کے ساتھ اعزاز ہے۔

(٧) عـن ابـن سيـرينؒ قال: المهدي من هذه الأُمّة، وهو الذي يؤمّ عيسى ابنَ مريم. [أخـرجه ابن أبي شيبة ١٩٨/١٥ رقم: ١٩٤٩٥ و كذا في الحاوي ٦٥/٢] یعنی: ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ مہدی اسی امت کے فرد ہیں، اور وہی عیسیٰ علیہ السلام کی امامت فرمائیں گے۔

(٨) عن أبي أُمامة رضي الله عنه قـال: خطبَنا رسولُ الله ﷺ -وذكَرَ الدّجّال- وقـال: "فتَـنْفي المدينةُ الخَبَثَ منها كما ينفي الكيرُ خَبَثَ الحديدِ، ويُدْعى

ذلك اليومُ يومَ الخلاص، فقالتْ أُمُّ شريكٍ: فأين العربُ يا رسول اللّٰه يومئذٍ؟ قال: هم يومئذٍ قليلٌ، وجُلُّهم ببيت المَقْدس، وإمامُهم المهدي رجلٌ صالحٌ، فبينما إمامهم قدْ تقَدَّمَ يُصلّي بهم الصبح إذْ نزل عليهم عيسى ابن مريم الصُبحَ، فرجعَ ذلك الإمامُ ينكص، يمشي القهقرٰى لِيتقدَّمَ عيسٰى، فيضعُ عيسٰى يده بين كَتِفيه، ثُمّ يقول له تقدمْ: فإنَّها لك اُقيمتْ، فيصلّى بهم إمامُهم". [أخرجه ابن ماجة رقم الحديث: ٤٠٧٧ والروياني وابن خُزيمة وأبو عوانة والحاكم وأبو نُعيم۔واللفظُ لـه۔كذا في الحاوي ٦٥/٢] **یعنی:** حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور (اس خطبہ میں) دجال کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ (اس وقت) مدینۂ منورہ اپنے اندر موجود بد باطن لوگوں کو ایسے ہی نکال باہر کر دے گا جیسے بھٹی لوہے کی گندگی دور کر دیتی ہے اور وہ دن "یوم الخلاص" (چھٹکارے کا دن) کہلائے گا۔ امّ شریک نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! اس دن عرب کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس وقت کم ہوں گے، اور وہ بیت المقدس میں ہوں گے، اور ان کا امام "مہدی" نامی ایک نیک شخص ہوگا، ان کا امام انہیں فجر کی نماز پڑھانے آگے بڑھے گا اسی درمیان ان کے بیچ عیسیٰ بن مریم اُتریں گے، یہ امام سرِ تسلیم خم کر کے اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹیں گے؛ تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ کر امامت فرمائیں، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے کہ اقامت آپ ہی کے لیے کہی گئی ہے، تب مسلمانوں کے امام (حضرت مہدی رضی اللہ عنہ) نماز پڑھائیں گے۔

خلاصہ: ان تمام روایات کی روشنی میں یہ بات یقینی طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو الگ الگ شخصیتیں؛ صحیحین کی روشنی میں

نیز صحیحین کی احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت مسلمانوں کے ایک امام یا امیر کی موجودگی کا تذکرہ جا بجا موجود ہے؛ اور جہاں دوسری روایات میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی صراحت موجود ہے وہیں اس بات پر کوئی ایک ضعیف روایت بھی نہیں ملتی کہ اس امام یا امیر سے مراد حضرت مہدی رضی اللہ عنہ نہیں، چناں چہ یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں، نہ کہ ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔

لا مهدي إلا عيسى والی روایت کا مفہوم

اس کے باوجود ابن ماجہ کی روایت (لا مهدي إلّا عيسىٰ) کو کسی درجہ میں تسلیم کرلیا جائے تو بھی اس کی تشریح یہ ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

(ا) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مہدی کہنے کا مطلب ہے "أعظم المهدي" چونکہ لغوی اعتبار سے ہر ہدایت یافتہ شخص اور ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے والے کو مہدی کہہ سکتے ہیں۔ چناں چہ امام سیوطیؒ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اثر نقل کیا ہے کہ: "المهدي" کا لقب ایسا ہی ہے جیسے کسی نیک آدمی کو "رجلٌ صالحٌ" کہہ دیں؛ (اس لحاظ سے مہدی کا اطلاق متعدد اشخاص پر ہوسکتا ہے)۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ أنّهٗ قال لابن الحنفية: المهديُ الذى يقولون كما

يقول: الرجل الصالح؛ إذا كان الرجلُ صالحًا قيل له المهدي .[الحاوي للفتاوي للإمام السيوطي ۷۸/۲، وكذا معناه في الفتن لنُعيم بن حماد ۲٦۳ رقم ۱۰۳۷] **یعنی مہدی کے لفظ کا استعمال اسی طرح ہے جس طرح کسی نیک شخص کو ''رجل صالح'' کہہ دیا جاتا ہے۔**

ظاہر ہے کہ اس لغوی معنی کے اعتبار سے آپ ﷺ کے بعد سے آج تک ایسے بہت سارے افراد پائے جاتے رہے ہیں جن پر مہدی لفظ بولا جا سکتا ہے۔ چناں چہ خود نبیِ کریم ﷺ نے بھی حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے لیے ''المھدیین'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اسی مبارک سلسلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سب سے اونچے درجہ کے حقیقی مہدی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

چناں چہ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ابن قیمؒ لکھتے ہیں: "لأنَّ عيسىٰ أعظم مهديٍّ بين يدَي رسول الله ﷺ و بين الساعة... إلىٰ أن قال: فيصحُّ أنْ يقال: لا مهدي في الحقيقة سواه، وإنْ كان غيرُه مهديًّا". [المنار المنيف ۱٤۸] **کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے مبارک زمانہ سے لے کر قیامت تک کے عرصہ میں سب سے عظیم المرتبت مہدی ہیں۔۔۔۔ چناں چہ مہدی کی حقیقی شخصیت کوئی اور ہی سہی، پھر بھی یہ کہنا بجا ہوگا کہ درحقیقت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی مہدی نہیں۔**

جس طرح الحجُ العَرَفَةُ کہا جاتا ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ صرف وقوفِ عرفہ ہی حج ہے؛ بلکہ وہ حج کے سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے، یا جس طرح لفظِ دجال لغوی معنی کے اعتبار سے بہت سے دجال صفت لوگوں پر بولا جا سکتا ہے؛ البتہ اس کا حقیقی اور کامل اطلاق اس ''دجالِ اکبر'' پر ہوتا ہے جو حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ظاہر ہوگا۔

(۲) ایک توجیہ یہ بھی کی جا سکتی ہے کہ ایسا مہدی جو کامل اور گناہوں سے معصوم ہو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ابن قیمؒ لکھتے ہیں: وكما يصحّ أنْ يقال: إنّما المهدي عيسى ابن مريم، يعني المهديَّ الكاملَ المعصومَ. [وكذا قال القرطبي في التذكرة ٧٠١، وكذا في الحاوي عن القرطبي ٨٦/٢] یعنی عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو کامل ترین اور معصوم مانتے ہوئے مہدی کہنا بالکل صحیح ہے۔

چناں چہ شیخ برزنجیؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ: ”لا مهدي معصومًا مطلقًا إلّا عيسى عليه السلام“. [الإشاعة ١٤٣] یعنی وہ مہدی جو معصوم مطلق ہو وہ تو عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ہی ہیں۔

(۳) امام سیوطیؒ نے ولید بن مسلمؒ سے ایک اثر نقل کیا ہے جس سے اس توجیہ کی پوری وضاحت ہو جاتی ہے:

عن الوليد بن مسلمؒ قال: سمعتُ رجلًا يحدّث قومًا، فقال: المهديون ثلاثة: (١) مهديُّ الخيرعمر بن عبد العزيزؒ، (٢)ومهديُّ الدّم وهو الذي تسكن عليه الدماء، (٣)ومهديُّ الدين عيسى ابن مريم، تُسْلِمُ أُمته في زمانه.

وأخرج أيضًاعن كعبٍ رضي الله عنه قال: مهدي الخير [المهدي المُنْتَظَر محمد بن عبد اللّٰه] يخرج بعد السفياني. [العرف الوردي في أخبار المهدي ٣٥، والحاوي ٧٨/٢، والفتن لنعيم بن حماد ٢٥٣ رقم: ٩٨٨] ترجمہ: ولید بن مسلم فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص سے سنا جو کچھ لوگوں کو حدیث کا درس دے رہا تھا؛ وہ کہہ رہا تھا کہ مہدی تین ہیں؛ ایک مہدیٔ خیر اور وہ عمر بن عبد العزیزؒ ہیں، دوسرے مہدیٔ دَم یہ وہ ہیں

جن کے دست مبارک پر خون خرابہ ٹھہر جائے گا، یعنی محمد بن عبداللہ [مہدیٔ منتظر] اور تیسرے مہدیٔ دین یعنی عیسیٰ ابن مریم جن پر اُن کی ساری امت اس زمانہ میں ایمان لے آئے گی۔ اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت ذکر کی ہے کہ مہدیٔ خیر (مہدیٔ منتظر محمد بن عبداللہ) سفیانی کے بعد ظاہر ہوں گے۔

(۴) ایک تاویل یہ ہے کہ یہاں عبارت مقدر ہے، چناں چہ تقدیری عبارت یوں ہوگی "لا قولَ للمهدي إلّا بمشورةِ عيسىٰ عليه السلام" یعنی حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اپنی ہر بات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشورہ لیں گے۔[الإشاعة ١٤٣]

مذکورہ بالا توجیہات ان جملہ روایات کی تاویل میں پیش کی جاسکتی ہیں جن کے مضمون سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ دونوں کی شخصیتوں کے ایک ہی ہونے کا مغالطہ ہوتا ہو، چناں چہ مسند بزار کی ایک روایت - جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے- سے بھی یہی معنی مترشح ہوتا ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يوشِكُ مَنْ عاشَ منكم أنْ يخرج عيسى ابن مريم إمامًا مهديًّا وحكَمًا عدْلًا الخ. [مسند البزار ٥٥٣٤]

یعنی تم میں سے جو زندہ رہے گا (وہ یہ دیکھے گا کہ) مہدی یعنی عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ہدایت یافتہ امام اور منصف حاکم بن کر ظاہر ہوں گے۔

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک ماننا گمراہی ہے

خلاصہ یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ جداگانہ شخصیتیں ہیں، لہٰذا جو لوگ راہِ حق سے ہٹ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ دونوں کو ایک ہی

مانتے ہیں اور نتیجتاً حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا انکار کرتے ہیں وہ گمراہی کی راہ پر ہیں۔ خصوصاً قادیانی گروہ جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ دونوں کو پہلے تو ایک ہی شخصیت مانا؛ پھر مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ مِنَ اللّٰہ ما یستحق) کو اس شخصیت کا مصداق کہا، وہ یقیناً راہِ حق سے دور بہت دور گمراہی کی وادی میں سرگرداں ہیں؛ بلکہ یہ لوگ آیتِ کریمہ ﴿ظلماتٌ بعضها فوقَ بعض، إذا أخرج يده لمْ يكد يراها﴾ الخ کے مصداق ہیں۔

صحیح بات تو یہ ہے کہ حضرت مہدئ منتظر محمد بن عبداللہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جس قدر علامات احادیث میں آئی ہیں ان میں سے کوئی بھی علامت کسی طرح بھی مرزا قادیانی میں ہرگز ہرگز نہیں پائی جاتی۔

عقیدۂ ظہورِ مہدی رضی اللہ عنہ

یہ بات اہل علم حضرات کے یہاں ثابت ہے اور اہل سنت و جماعت کے عقائد کی کتابوں میں بھی لکھی ہوئی ہے کہ حضرت مہدی کے ظہور پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لیے لازم و واجب ہے۔

(۱) ظہورِ مہدی کا عقیدہ ہر مسلمان کے لیے لازم و واجب ہے۔ ”و بالجملة فالتصديق بخروجه (أي المهدي) واجبٌ“. [نبراس ۳۰۵ مطبع تھانوی دیوبند]

اسی طرح شرح عقيدة السفاريني میں بھی مذکور ہے کہ: ”فالإيمان بخروج المهدي واجبٌ؛ كما هو مقررٌ عند أهل العلم، و مدوّنٌ في عقائد أهل السنة و الجماعة“. [شرح عقيدة السفاريني ۸۰/۲] یعنی حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور پر

ایمان لانا واجب ہے۔

نیز علامہ محمد بن سلیمان الحلبیؒ بھی رقم طراز ہیں کہ:"واعلم أنّه يجب الإيمانُ بنزول عيسىٰ عليه السلام وكذا بخروج المهدي". [نخبة اللالي لشرح بدء الأمالي ۷۱] ترجمہ: تو جان لے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اوراسی طرح حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے خروج پر ایمان لانا واجب ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

''حضرت مہدی کا قربِ قیامت میں ظہور یقینی امر ہے، اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اللہ اوران کے رسول ﷺ کی نظر میں حاکمِ برحق ہوں گے اورآپ ﷺ نے ان کے خلیفہ ہونے کی پیشین گوئی فرمادی ہے''۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا وقت آئے گا تو آپ کی اتباع ان امور میں واجب ہوگی جو خلیفہ سے متعلق ہیں۔[ازالۃ الخفاء ۱/۲۶]

(۲) ظہورِمہدی کا عقیدہ اہل سنت وجماعت کے مسلّمہ عقائد میں سے ہے۔

چناں چہ مولانا بدرِ عالم صاحب میرٹھیؒ نے ترجمان السنۃ میں نقل کیا ہے کہ ''شارح عقیدۃ السفارینی'' نے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کے متعلق تواتر کا دعوی کیاہے، اوراس کواہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد میں شمار کیاہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں: ''حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے خروج کی روایتیں اتنی کثرت کے ساتھ موجود ہیں کہ اس کو معنوی تواتر کی حد تک کہا جاسکتا ہے، اور یہ بات علمائے اہلِ سنت کے درمیان اس درجہ مشہور ہے کہ اہل سنت کے عقائد میں ایک عقیدہ کی حیثیت سے شمار کی گئی ہے۔ابونُعیم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی وغیرہمؒ نے صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعینؒ سے اس باب میں متعدد روایتیں

بیان کی ہیں، جن کے مجموعہ سے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی آمد کا قطعی یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری پر حسبِ بیانِ علما اور حسبِ عقائدِ اہل السنۃ والجماعۃ یقین کرنا ضروری ہے''۔[شرح عقیدة السفارینی بحوالۂ ترجمان السنة۳۷۷]

(۳) احادیث کے ذریعہ آپ کے ظہور کا قطعی یقین حاصل ہوتا ہے۔

(۴) مفتی نظام الدین شامزئی فرماتے ہیں کہ: ''علمِ حدیث سے تعلق رکھنے والے جانتے ہیں کہ محدثین اپنی کتابوں میں جو ابواب قائم کرتے ہیں، وہ ان کی نظر میں احادیث سے ثابت ہوتے ہیں؛ خصوصًا اس صورت میں جب کہ باب میں نقلِ حدیث کے بعد وہ اس پر سکوت کرتے ہیں۔ اس قاعدہ کے مطابق اب یہ بات بلا خوف وخطر کہی جا سکتی ہے کہ جن محدثین نے ظہورِ مہدی کی احادیث کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے (جن کا تذکرہ ''ظہورِ مہدی کی احادیث'' کے عنوان کے ذیل میں گذر چکا) اور ان احادیث پر ابواب بھی قائم کیے ہیں تو یہ ان کا عقیدہ تھا کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہوگا۔ اور وہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہوں گے''۔[عقیدۂ ظہورِ مہدی ۴۷]

(۵) حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مسعود سے لے کر آج تک ہر دور میں سلف وخلف نے اور مفسرین، متکلمین، اور جمہور علمائے امت نے پورے اہتمام کے ساتھ اپنی تصانیف اور اپنے اقوال میں ظہورِ مہدی کو بہت ہی اہمیت سے بیان کیا ہے۔

چناں چہ اس سلسلہ میں مشہور غیر مقلد عالم مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوریؒ لکھتے ہیں: ''اعلم أنَّ المشهور بين الكافة من أهل الإسلام على ممرِّ الأعصار أنّه لابُدّ في آخر الزمان مِنْ ظهور رجل من أهل البيت...ويسمّى بالمهدي. [تحفة الأحوذي ٤٠١/٦ باب ما جاء في المهدي] یعنی ہر زمانہ میں تمام اہل اسلام کے

نزدیک یہ بات مشہور رہی ہے کہ اخیر زمانہ میں اہلِ بیت میں سے ایک شخص ضرور ظاہر ہوگا...... اور اس کا نام مہدی ہوگا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ امتِ مسلمہ کا سوادِ اعظم تواتر کے ساتھ آپ کی تشریف آوری اور آپ کے ظہور کو مان رہا ہے۔

(۶) علمائے عقائد نے ظہورِ مہدی کو حق کہا ہے۔

چناں چہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ: ''قیامت سے پہلے دجال کا نکلنا، حضرت مسیح اور حضرت مہدی علیہما السلام کا تشریف لانا، اور جن چیزوں کی خبر صحیح اور قابل استدلال احادیث سے ثابت ہوئی ہے ان کا واقع ہونا حق ہے''۔

[جواہر الإیمان ۸]

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ عقائدِ اسلام میں لکھتے ہیں کہ: ''اہل سنت والجماعت کے عقائد میں سے ہے کہ حضرت مہدی کا ظہور اخیر زمانہ میں حق اور صدق ہے اور اس پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے؛ اس لیے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور احادیثِ متواترہ اور اجماعِ امت سے ثابت ہے، اگر چہ اس کی بعض تفصیلات اخبارِ آحاد سے ثابت ہوں۔ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعینؒ سے لے کر اِس وقت تک حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کو مشرق ومغرب میں ہر طبقہ کے مسلمان علما اور صلحا، عوام اور خواص ہر قرن اور عصر میں نقل کرتے چلے آئے ہیں''۔[عقائدِ اسلام ۱/۶۴]

ظہورِ مہدی رضی اللہ عنہ کے منکر کا حکم

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور تمام اہل سنت کا مشترکہ عقیدہ ہے؛ اس لیے اس کا

انکار نہیں کیا جا سکتا، چناں چہ جو شخص اس کا انکار کرے اس کے متعلق سیدی وسندی فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ لکھتے ہیں:

سوال: کیا حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کا عقیدہ از روئے قرآن وحدیث ضروریاتِ دین میں سے ہے؟ اگر کوئی حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کا قائل نہ ہو تو اس کے متعلق شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

جواب: حامداً و مصلّیاً و مسلّماً: خلیفۃ اللہ المہدی کے متعلق ابوداود میں تفصیل مذکور ہے؛ ان کی علامات، ان کے ہاتھ پر بیعت، ان کے کارنامے ذکر کیے ہیں، جو شخص ان (امام مہدی) کے ظہور کا قائل نہیں وہ ان احادیث کا قائل نہیں، اس کی اصلاح کی جائے، تاکہ وہ صراط مستقیم پر آ جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱/۱۱۱)

چناں چہ اس سلسلہ میں حضرت مولانا ابومحمد عبدالحق حقانیؒ رقم طراز ہیں: "اہلِ سنت کے عقائد میں سے یہ تو ہے کہ اخیر زمانہ میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ظاہر ہو کر کفار کو مغلوب اور اسلام کو قوی کریں گے۔ باقی اور تفصیل جو مذکور ہوئی خبر آحاد سے ثابت کی گئی ہے، وہ بھی کہیں چند احادیث کے ٹکڑوں کو ملا کر قرینہ سے ایک بات نکالی گئی ہے۔ ان باتوں پر یقین نہ کرنے سے اسلام سے خارج نہیں ہوتا، یہ اور بات ہے اگر اس بارے میں جو جو خبریں مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہیں، گو وہ ہم تک کسی ذریعہ سے پہنچی اور ان کے سمجھنے میں بھی ہم سے غلطی ہوئی ہو، مگر سب برحق ہیں، ضرور ہو کر رہیں گی۔ یہی بات دیگر علاماتِ قیامت میں ملحوظ رہے"۔ [عقائدِ اسلام، باب ۳/فصل ۲، ص ۱۸۵]

دیگر حضرات مفتیانِ کرام کی تحقیقات بھی پیشِ خدمت ہیں:

قیامت کے قریب امام مہدی کا آنا صحیح احادیث اور اجماعِ امت سے ثابت

شدہ مسئلہ ہے، اس سے انکار کرنا صحیح احادیث اور اجماع سے انکار کرنے کے مترادف ہے؛ جبکہ احادیث سے انکار کفر ہے۔ تاہم جو شخص مہدئ آخر الزماں کا انکار کرتا ہے تو دراصل وہ احادیثِ نبوی کا انکار کرتا ہے اور اُس پر وہی حکم لگایا جائے گا جو ایک منکرِ حدیث پر لگایا جاتا ہے۔ (فتاویٰ حقانیہ ۱/۱۶۶)

حدیث کا منکر گمراہ اور کافر ہے۔ (فتاویٰ دینیہ ۱/۱۰۲)

امام مہدی کی پیدائش اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے پہلے آسمان سے اترنا اہلِ سنت والجماعت کے عقائد میں سے ہے اور احادیث سے ثابت ہے؛ جیسا کہ شرحِ فقہ اکبر ص: ۱۰۱ پر اس کی تفصیل موجود ہے؛ اس لیے اِس حقیقت کا انکار کرنا صحیح نہیں ہے، اس کے خلاف عقیدہ رکھنا گمراہی ہے۔ (فتاویٰ دینیہ ۱/۱۰۲)

حقیقی مہدی کی تکذیب حرام ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۱/۱۶۶)

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی فکر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عجیب بشارت

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قَـالَ: خَشِينَا أَنْ يكونَ بَعدَ نَبِيِّنا حدثٌ، فَسألنَا نبيّنا صلى الله عليه وسلم فـقالَ: ”إنَّ في أُمّتي المهديّ يخرج يعيش خمسًا أو سبعًا أو تسعًا. (زيدٌ الشاكّ) قال: قلنا: وما ذاك؟ قال: سنين، قال: فيجيءُ إليه الرجل فيقولُ: يامهدي! أعطني، أعطني قال: فيَحثي له في ثوبه ما استطاعَ أنْ يحمِله“. هذا حديثٌ صحيحٌ . [ترمذي باب ما جاء في المهدي ٤٧/٢] **یعنی:** حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم کو ڈر ہوا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حادثات پیش آویں گے، ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری

امت میں مہدی ظاہر ہوں گے جو پانچ یا سات یا نو تک زندہ رہیں گے (حدیث کے ایک راوی زید سے عدد میں شک واقع ہوا ہے) زید فرماتے ہیں کہ ہم (صحابہ) نے عرض کیا کہ یہ تعداد کس چیز کی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سالوں کی، آپ نے فرمایا کہ ان کے پاس ایک شخص آ کر کہے گا کہ مہدی! مجھے دیجیے، مجھے دیجیے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پھر وہ اسے اس کے کپڑے میں (اتنے دینار اور درہم) لپ بھر عطا کریں گے کہ وہ اٹھا بھی نہ سکے گا''۔

مشہور محدث وفقیہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اس حدیث شریف کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ: ''جب حضور ﷺ نے حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے اول تین زمانوں کے خیر پر ہونے کی بشارت دی تو حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم سمجھ گئے کہ فتن وحوادث اس کے بعد سامنے آئیں گے، اور خیر القرون کے بعد ایسا زمانہ آئے گا کہ ہر آنے والا دن امت کے لیے گذشتہ سے بدتر ثابت ہوگا۔ اس بات سے حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو نبی ﷺ کی محبوب امت کے مستقبل کے متعلق فکر لاحق ہوا کہ یہ امت دنیاداری میں مشغول ہو اور اچانک موت آجائے تو ان کا کیا حال ہوگا؟ نیز اس شر وفساد اور گمراہی کے دور میں امت مسلمہ کو غفلت کی نیند سے کون بیدار کرے گا؟ حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس فکر کو دور کرنے کے لیے آپ ﷺ نے ظہورِ مہدی کی خوش خبری دی، تاکہ ان کو اطمینان ہو جائے کہ اس خطرناک زمانہ میں بھی ہادیوں کا ظہور ہوگا، اور ہادیوں کا ظہور اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اُس دورِ پُرفتن میں بھی خیر کا مادّہ موجود ہوگا اور دینی تعلیم اور سنت کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہے گا''۔[الكوكب الدري مع هامش ٥٧/٢]

نیز حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے روئے زمین پر قیام کے متعلق حدیث میں وارد اِن تینوں اعداد: پانچ، سات اور نو کے درمیان تطبیق کی شکل کے متعلق آگے لکھتے ہیں کہ: ”فيعيشُ خمسًا أو سبعاً الخ، والتوفيق بين هذه الروايات أنَّ تجهيزه الجيشَ في خمس سنين، ثُمَّ محاربته مع الكفار سنتانِ، ثُمّ يعيشُ بعد ذلك سنتين، فتلك تسعةٌ بِأسْرِها، وعلى هذا فالترديد في هذه الروايات ليس بشكٍّ من الراوي، بل هو تنويعٌ في الرواية“. [ایضًا] یعنی اولاً لشکر کی تیاری پانچ سالوں میں ہوگی، پھر دو سال کفار سے جنگ ہوگی اور پھر آخری دو سال آپ زندہ رہ کر حکومت کریں گے، اس طرح حدیث کے الفاظ میں چنداں تعارض نہیں رہتا۔

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا دینی، دنیوی واخروی مقام

(۱) حدیث شریف میں ارشاد ہے: ”لن تهلك أُمَّةٌ أنا في أوّلها، وعيسى ابن مريم في آخرها، والمهدي في أوسطها“. رواه أبو نُعيم في أخبار المهدي عن ابن عباس .[كنز العمال ٢٦٦/١٤ رقم ٣٨٦٧١] ”وہ قوم کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کی ابتدا میں مَیں ہوں (یعنی حضرت محمد ﷺ)، جس کے درمیان میں حضرت مہدی ہیں، اور جس کے اخیر میں عیسیٰ ابن مریم ہیں“۔

(۲) آپ (یعنی حضرت مہدی رضی اللہ عنہ) آخری خلیفۂ راشد ہوں گے۔

(۳) آپ آخری مجدد ہوں گے۔

(۴) آپ ولایت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہوں گے۔

(۵) حدیث شریف میں ایک جگہ آپ کو جنت کے سرداروں میں سے ایک

سردار بتایا گیا ہے۔ عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: سمعتُ رسول الله ﷺ يقول: نحنُ وُلد عبد المطلب سادةُ أهل الجنة، أنا و حمزة و عليٌّ و جعفر و الحسن و الحسين و المهدي. [ابن ماجة، باب خروج المهدي/ ۳۰۰] یعنی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم عبدالمطلب کی اولاد جنت کے سردار ہوں گے، یعنی آپ ﷺ، حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مہدی رضی اللہ عنہم۔

یہ روایت ابن ماجہ کے موضوعات میں شامل نہیں ہے۔ نیز اس کے متابعات اور شواہد موجود ہیں۔

(۶) اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بہت بڑی روحانی طاقت دی گئی ہوگی۔

(۷) خلفائے راشدین کے بعد آپ ہی کا رتبہ ہے۔

اس سلسلہ میں مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ لکھتے ہیں: ''اور امام مہدی امتِ محمدیہ کے آخری خلیفۂ راشد ہیں، جن کا رتبہ جمہور علما کے نزدیک امت میں چار خلفائے راشدین کے بعد ہے''۔

[القول المحكم في نزول عيسى بن مريم معروف به نزول عيسى وظهورِ مهدى ۳۵]

(۸) آسمان و زمین والے سب آپ سے خوش ہوں گے۔

(۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد پہلی نماز آپ کی اقتدا میں ادا فرمائیں گے، اور یہ اس امتِ محمدیہ کے لیے تکریم ہے (کہ اس امت کے باکمال افراد وہ ہیں جن کے پیچھے نبی نماز ادا کرے)۔

(۱۰) آپ نبی اور رسول نہیں ہوں گے، نہ آپ پر وحی نازل ہوگی اور نہ آپ نبوت کا دعویٰ کریں گے، اور نہ کوئی آپ کو نبی سمجھ کر ایمان لائے گا۔

معلوم ہوا کہ جو شخص مہدی ہونے کے ساتھ ساتھ نبوت کا دعوٰی کرے وہ جھوٹا ہے (اسی طرح جن لوگوں نے آج تک اپنے متعلق مہدی ہونے کے دعوے کیے وہ بھی جھوٹے ہیں)۔

(۱۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول تک حضرت مہدی مسلمانوں کے خلیفہ اور حاکم ہوں گے۔

(۱۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد بمنزلۂ امیر ہوں گے، اور حضرت مہدی بمنزلۂ وزیر ہوں گے اور دونوں باہمی مشورہ سے کام کریں گے۔

چناں چہ اس سلسلہ میں مفتی محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ فرماتے ہیں:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول خلیفہ کی حیثیت سے ہوگا، اور یہ حیثیت ان کی اہل اسلام کے معتقدات میں شامل ہے، اس لیے جب وہ نازل ہوں گے تو حضرت مہدی رضی اللہ عنہ امورِ خلافت ان کے سپرد کرکے خود اُن کے مشیروں میں شامل ہو جائیں گے اور تمام اہل اسلام ان کے مطیع ہوں گے؛ اس لیے نہ کسی دعوے کی ضرورت ہوگی، نہ رسمی چناؤ یا انتخاب کی۔[المهدي والمسيح ۲۱]

ظہور کے وقت تک حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کو مخفی رکھا جانا

احادیث کے مطالعہ سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ایک وقتِ مقررہ تک مخفی رکھا گیا ہے، جب ظہور کا وقت ہوگا تب من جانب اللہ اچانک لوگوں پر راز ظاہر ہو جائے گا، عجیب بات یہ ہے کہ ظہور سے پہلے تک خود حضرت مہدی رضی اللہ عنہ بھی اپنے مقام سے نا آشنا ہوں گے۔ اس سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

ایک روایت منقول ہے: عن عليٍّ رضي الله عنه قالَ: قالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ: ”المهديُّ منّا أهل البيت يُصلِحُه اللّٰه في ليلةٍ“. [ابن ماجة باب خروج المهدي ۳۱۰/۲ و مسند أحمد ۱۰۶/۱] ترجمہ: **رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مہدی ہم اہلِ بیت میں سے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں ان کو یہ صلاحیت عطا فرمادے گا۔**

اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالغنی دہلویؒ فرماتے ہیں: ”أيْ يُصلِحه اللّٰهُ فی ليلةٍ أيْ يُصلِحه للإمارةِ و الخلافة بغاءةً و بغتةً“. [إنجاح الحاجة على هامش ابن ماجة] **یعنی اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں اچانک ان کو امارت اور خلافت کی یہ صلاحیت عطا فرمادے گا۔**

علامہ ابن کثیرؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ”أيْ يتوبُ عليه و يُوَفِّقُهٗ و يُفهمه و يُرشدهٗ بعدَ أنْ لَمْ يكنْ كذلك“. [النهاية في الفتن و الملاحم ۳۱/۱] **یعنی اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و توفیق سے سرفراز فرما کر پہلے انہیں (حقیقت کا) الہام کریں گے اور اُس مقام سے آشنا کریں گے، جس سے وہ پہلے ناواقف تھے۔**

آپ کے کمالات اور آپ کی خوبیاں ظہور کے وقت تک مخفی اور چھپی ہوں گی، اس لیے وقتِ ظہور سے قبل کوئی آپ کو پہچان نہیں سکے گا، اور جب ظہور کا وقت مقررہ آپہنچے گا تو باری تعالی ایک ہی شب میں اپنی قدرتِ کاملہ سے ان میں امارت کی تمام صلاحیتیں پیدا فرمادیں گے، جس کی وجہ سے ان کا مہدی ہونا ایسا نمایاں اور واضح ہوجائے گا کہ ایک ادنی شخص بھی بآسانی آپ کی شخصیت کو پہچان لے گا۔

مصائب کی کثرت کی وجہ سے آپ کا ظہور سب کو محبوب اور پیارا ہوگا۔

حضرت مولانا بدرعالم میرٹھی مہاجر مدنیؒ تحریر فرماتے ہیں: ”ایک عمیق حقیقت

اس سے حل ہو جاتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ یہاں پر بعض ضعیف الایمان قلوب میں یہ سوال اٹھ سکتا ہے کہ جب حضرت مہدی ایسی کھلی ہوئی شہرت رکھتے ہیں تو پھر ان کا تعارف عوام وخواص میں کیسے مخفی رہ سکتا ہے؟ اس لیے مصائب وآلام کے وقت ان کے ظہور کا انتظار معقول معلوم نہیں ہوتا ہے۔ لیکن اس لفظ (يصلحه الله في ليلةٍ) نے یہ حل کر دیا کہ یہ صفات خواہ کتنے ہی اشخاص میں کیوں نہ ہوں، لیکن ان کے وہ باطنی تصرفات اور روحانیت مشیتِ الٰہیہ کے ماتحت اوجھل رکھی جائے گی؛ یہاں تک کہ جب ان کے ظہور کا وقت آئے گا، تو ایک ہی شب کے اندر اندر اُن کی اندرونی خصوصیات منظرِ عام پر آ جائیں گی، گویا یہ بھی ایک کرشمۂ قدرت ہوگا کہ ان کے ظہور کے وقت سے قبل کوئی شخص ان کو پہچان نہ سکے گا اور جب وقت آئے گا، تو قدرتِ الٰہیہ شب بھر میں وہ تمام صلاحیتیں ان میں پیدا کر دے گی جن کے بعد ان کا مہدی ہونا ایک نابینا پر بھی منکشف ہو جائے گا۔

دیکھیے کہ دجال کا خروج احادیثِ صحیحہ سے کیسا ثابت ہے، لیکن یہ ثابت شدہ حقیقت اس کے خروج سے پہلے کتنی مخفی ہے۔ اور جب کہ یہ داستان دورِ فتن کی ہے تو اب حضرت مہدی کے ظہور اور دجال کے وجود میں انکشاف کا مطالبہ کرنا، یا اس بحث میں پڑنا یہ مستقل خود ایک فتنہ ہے"۔ [ترجمان السنہ ۴/۴۰۴ و ۴۰۵]

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور کب ہوگا؟

احادیث میں بہت ہی تاکید کے ساتھ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری اور اس کے بعد امتِ مسلمہ کے عروج وترقی کی یقینی خبریں دی گئی ہیں؛ لیکن ساتھ ہی کس

وقت، کس سال، کس ماہ میں آپ کا ظہور ہوگا اس کی تعیین نہیں کی گئی۔

ہاں! احادیث سے جس زمانہ میں آپ کا ظہور ہونے والا ہے اس وقت کے امتِ مسلمہ کے احوال کا کافی حد تک اندازہ ہوسکتا ہے، جس سے یہ پتہ چل سکتا ہے کہ اب ظہور کا زمانہ قریب ہے۔

زمانۂ ظہور کے قریب امت کے عمومی حالات

(۱) زمین ظلم وستم سے بھر چکی ہوگی۔

(۲) ظلم اتنا شدید ہوگا کہ پناہ کی جگہ نہ ملتی ہوگی۔

اس سلسلہ کی ایک روایت حاکمؒ نے ذکر کی ہے: عن أبي سعيد الخُدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ''ینزل بأُمّتي بلاءٌ شدیدٌ مِنْ سلطانهم حتی یضیقَ الأرضُ عنهم فیبعثُ اللّٰهُ رجُلاً مِنْ عترتي فیملأُ الأرض قسطاً وعدلاً کما مُلئت ظلماً وجَوراً'' الخ. [المستدرك للحاکم] کہ میری امت پر ان کے حکمرانوں کی جانب سے بہت سخت مصیبتیں آئیں گی یہاں تک کہ ان پر زمین تنگ ہو جائے گی، پھر اللہ تعالیٰ میرے خاندان میں سے ایک شخص کو مبعوث فرمائیں گے، وہ زمین کو عدل وانصاف سے ایسے ہی بھر دیں گے جیسے وہ ظلم وستم سے بھر چکی تھی۔

(۳) لوگ ایک دوسرے پر تھوکتے ہوں گے۔ عن عليٍّ رضي الله عنه قال: ''لا یخرج المهديُّ حتی یبصُقَ بعضُکم في وجهِ بعضٍ''. [الفتن لنعیم بن حماد: رقم: ۹٦۰] یعنی مہدی اس وقت تک ظاہر نہیں ہوں گے جب تک تم لوگ ایک دوسرے پر تھوکنے نہ لگ جاؤ۔

حضرت مفتی نظام الدین شامزئیؒ کی تحقیق کے مطابق یہ حدیث قابل اعتبار ہے۔[عقیدۂ ظہور مہدی ۷۰]

(۴) اللہ کا نام لینا گردن زدنی جرم ہوگا۔عن محمد بن الحنفية قال: كنا عند علي ﷺ، فسأله رجل عن المهدي...فقال:ذاك يخرج في آخر الزمان إذا قال الرجلُ "الله الله" قُتل. [المستدرك للحاكم ٥٥٤/٤]

(۵) امت پر بہت ہی آزمائش ہوگی۔

(۶) لوگوں میں اختلاف اور زلزلے ہوں گے۔

(۷) دین پر زوال آوے گا۔

(۸) فتنوں کی بھرمار ہوگی۔

(۹) حالات ایسے ہوں گے کہ مسلمان مایوسی سے کہیں گے کہ "اب مہدی کیا آئیں گے؟" یعنی مہدی کی تشریف آوری کے متعلق لوگوں کو مایوسی سی ہوگی۔عن ابن عباسٍ ﷺ قال يبعث المهدي بعد أياسٍ و حتى يقولَ الناس ُ"لا مهديّ"۔ [الحاوي ٧٦/٢] یعنی مہدی ایسی ناامیدی کے عالم میں ظاہر ہوں گے کہ لوگ کہنے لگیں گے کہ "مہدی کا وجود ہی نہیں ہے"۔

(۱۰) دنیا پر شیطانی قوتوں کا غلبہ ہوگا۔

(۱۱) مسلمانوں کے دلوں میں بھی ٹیڑھا پن پیدا ہو رہا ہوگا۔

(۱۲) دین وشریعت کی دنیا میں کوئی اہمیت نہ ہوگی۔

(۱۳) حرام کو حلال سمجھا جاوے گا۔

(۱۴) معروف کو منکر اور منکر کو معروف سمجھا جاتا ہوگا۔

امت پر آنے والے حالات کا اندازہ ایک حدیث شریف کے ذریعہ سے لگایا جاسکتا ہے"عن ثوبانَ رضی اللہ عنہ قال: قال رسولُ اللّٰه ﷺ: "یوشكُ الأممُ أنْ تداعی علیكم كما تداعی الأكَلَةُ إلی قصعتها، فقال قائلٌ: ومن قِلّةٍ نحنُ یومئذٍ؟ قال: بل أنتم یومئذٍ كثیر، ولكنّكم غثاءٌ كغثاءِ السیل ولَینزِعَنَّ اللّٰهُ من صدورِ عدوّكم المَهابةَ منكم، ولَیقْذِفنَّ اللّٰهُ في قلوبكم الوهنَ، فقالَ قائلٌ: یارسولَ اللّٰه! وماالوهنُ؟ قالَ: حُبُّ الدنیا وكراهیةُ الموت". [أبو داوٗد ۲/ ۵۹۰ رقم ۴۲۹۷] **یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ: "ایک زمانہ وہ آئے گا کہ قومیں تم پر ہلّہ بولنے کے لیے ایک دوسرے کو اس طرح دعوت دیں گی جیسے دستر خوان پر کھانے والوں کو دعوت دی جاتی ہے" (اور کھانے والے سب جانب سے دستر خوان کو گھیر لیتے ہیں، اسی طرح کفار کی یہ جماعتیں مسلمانوں کو گھیر لیں گی) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: "اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی؟ فرمایا: "نہیں! بلکہ اس وقت تم بڑی تعداد میں ہوں گے، لیکن (دینی اعتبار سے) تم سیلاب کے جھاگ کے مانند ہوگے، اور دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب نکل جائے گا اور تم 'وھن' کا شکار ہو جاؤ گے" سائل نے دریافت کیا: "اے اللہ کے رسول ﷺ! 'وھن' کیا چیز ہے؟ فرمایا: "دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔**

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے خاندانی حالات

نام اور نسب

آپ کا مبارک نام محمد ہوگا، آپ کے والد کا نام عبداللہ ہوگا، آپ کا خاندانی تعلق اہل بیت یعنی بنو ہاشم سے ہوگا، آپ اپنے والد کی طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں گے؛ یعنی حسنی سید ہوں گے اور والدہ کی طرف سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہیدِ کربلا کی اولاد میں سے ہوں گے؛ یعنی حسینی سید ہوں گے۔

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ حسنی ہیں یا حسینی؟

دراصل اس سلسلہ میں روایات مختلف ہیں، بعض میں آپ کا حسنی ہونا اور بعض میں حسینی ہونا مذکور ہے، چناں چہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں ضمناً یہ روایت ذکر کی ہے:

(۱)قال أبو داود: حُدّثتُ عن هارون بن المُغيرة، قال: حدثنا عمرو بن أبي قيس، عن شعيب بن خالد، عن أبي إسحاق قال: قال علي رضي الله عنه و نظر إلى ابنه الحسن فقال:"إنَّ ابني هذا سَيِّدٌ، كما سمّاه النبيُّ صلى الله عليه وسلم و سيخرجُ من صُلبه رجلٌ يُسمّى باسم نبيكم صلى الله عليه وسلم. [أبوداود ۲/۵۸۹ رقم ٤۲۹۰] **یعنی:** حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے ہوئے یوں فرمایا کہ: میرا یہ بیٹا سردار ہے جیسا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ''سید'' کے لقب سے نوازا، اس کی نسل سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام تمہارے نبی کے نام جیسا ہوگا۔

(٢) حدثنا الوليد وَرِشْدِين، عن ابن لهيعة، عن أبي قبيل، عن عبدالله بن عمرو رضي الله عنه قال: يخرج رجلٌ من ولد الحسين من قِبل المشرق، لو استقبل به الجبالُ لهدمها واتخذ فيها طُرقًا. [أخرجه الحاكم وابن عساكر كما في الحاوي ٦٦/٢] یعنی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک شخص مشرق کی جانب سے نمودار ہوگا، اگر بالفرض پہاڑ بھی اس کی راہ میں رکاوٹ بنے تو وہ اسے توڑ پھوڑ کر اس میں سے اپنی راہ بنالے گا۔

ان دونوں روایتوں کے بعد اب صاحبِ نبراس کا وہ کلام ملاحظہ ہو جس میں دونوں روایات متعارضہ کے دو جواب مذکور ہیں، وہ لکھتے ہیں: "اختلف في أنّ المهدي مِن أولاد الحسن أو الحسين رضي الله عنهما؟ والراجح هو الأول، كما رواه أبو داود عن عليّ رضي الله عنه. [رقم الحديث ٤٢٩٠] وجمع بعضهم بأنّه من صلب حسَنِيٍّ و بطنِ حُسَينيّةٍ". [النبراس ٣١٦] یعنی اس بات پر لوگوں میں اختلاف ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کس کی اولاد میں سے ہوں گے؟ آیا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں گے یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے؟ حالانکہ راجح قول تو یہی ہے کہ آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں گے؛ چونکہ اُس قول کی تائید میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بھی ہے جسے ابوداودؒ نے نقل کیا ہے۔ بعض حضرات نے دونوں اقوال میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ آپ کے والد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے خاندان سے اور والدہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہوں گی۔

منصب کے ترک پر عنایتِ الٰہی

ایک نکتہ: ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں: "وفي كونه من وُلْد الحسن سِرٌّ

لطيفٌ؛ وهو أنَّ الحسن ﷺ ترك الخلافة لله؛ فجعل اللّٰهُ مِنْ وُلده من يقوم بالخلافة الحق، المتضمن للعدل الذي يملأُ الأرض، وهذه سنة اللّٰه فى عباده أنّه مَنْ ترك لأجله شيئًا أعطاه اللّٰه أوأعطى ذريته أفضلَ منه“. [المنار المُنيف لابن قيم الجوزية ١٥١، وكذا قال المناوي في فيض القدير ٢٧٩/٦] **یعنی حضرت مہدی ﷺ کے حضرت حسن ﷺ کی اولاد سے ہونے میں ایک لطیف نکتہ ہے، وہ یہ کہ حضرت حسن ﷺ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر خلافت سے دست بردار ہوئے تھے، نتیجتاً اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد میں ایک ایسے شخص کا ظہور مقدر فرمادیا جو سچی خلافت قائم کرے گا، وہ خلافت ایسے انصاف والی ہوگی جو ساری سرزمین کو شامل ہوگی۔ اور یہ تو دستورِ خداوندی ہے کہ جو شخص اللہ کی خاطر کسی چیز سے دست بردار ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ خود اس کو یا پھر اس کی اولاد میں سے کسی کو اس سے بہتر چیز عطا کرتے ہیں۔**

محدثِ عظیم مُلا علی قاریؒ نے بھی اپنی مشہور تصنیف مرقاۃ المفاتیح میں اسی طرح کا ایک نکتہ ذکر کیا ہے، آپؒ تحریر فرماتے ہیں:

”والأظهر أنهٗ مِنْ جِهَةِ الأب حسَني ومن جانب الأم حُسيني قياسًا علىٰ ما وقعَ في ولَدَي إبراهيم: إسماعيل و إسحاق عليهما الصلوٰة والسلام، حيث كان أنبياءُ بني اسرائيل كلهم من بني إسحاق، وإنما نبئ من ذرية إسماعيل نبيناﷺ وقام مقام الكل ونعم العوض وصار خاتم الأنبياء، فكذلك لما ظهرت أكثر الأئمة وأكابر الأمة من أولاد الحسين، فناسب أنْ ينجبر الحسن بأن أعطي له ولد يكون خاتم الأولياء، ويقوم مقام سائر الأصفياء الخ“. [مرقاة المفاتيح ١٠/ ١٧٤، باب أشراط الساعة، الفصل الثاني]

یعنی یہ قول بالکل واضح ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اپنے والد کی جانب سے حسنی اور والدہ کی جانب سے حسینی ہیں، یہ معاملہ ابراہیم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کے معاملہ کی طرح ہے۔ چناں چہ بنی اسرائیل کے تمام انبیا حضرت اسحاق علیہ السلام کی آل واولاد سے ہوئے، اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں صرف خاتم الأنبیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے جو تمام انبیا کے قائم مقام ہیں اور بنی اسمٰعیل کے لیے ایک بہترین عوض ہیں، بالکل اسی طرح جب اس امت کے اکثر و بیشتر ائمۂ کرام حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوئے تو مناسب یہی تھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ایک ایسا شخص ہو جو خاتم الاولیا، تمام ائمہ میں سب سے کامل ہو اور تمام صوفیاء کا قائم مقام ہو۔

کیا حضرت مہدی رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں گے؟

نوٹ (۱): بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ چناں چہ حدیث: ''اللّٰهم انصر العباسَ وولد العباس ثلثاً، یا عمّ! أمَا علمتَ أنّ المهديّ من ولدك موفقاً، راضياً، مرضيّاً'' [منتخب کنز العمال ۳۱/٦] کے متعلق صاحبِ کنز العمال نے اخیر میں لکھا ہے کہ: ''رجالُ سندِه ثقاتٌ'' ۔کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: ''اللّٰهم انصر العباس وولد العباس'' اے اللہ! عباس اور اس کی اولاد کی مدد فرمادے۔ پھر فرمایا کہ اے چچا! کیا آپ نہیں جانتے ہیں کہ مہدی آپ کی اولاد میں سے ہوگا جو توفیق بخشے ہوئے ہوں گے اور وہ اللہ سے راضی ہوں گے اور اللہ ان سے راضی ہوگا۔

لیکن اس روایت کے بعض طرق میں محمد بن زکریا الغلّابي نامی راوی پائے جاتے ہیں، جو غیر معتبر ہیں، حتیٰ کہ بعضوں نے ان کے بارے میں "کان یضعُ الحدیث" تحریر فرمایا ہے۔[المُغني للذهبي ۳۰۰/۲]

اس روایت کے طریق میں ایک اور راوی محمد بن یونس الکدیمي بھی ہیں، ان کے متعلق لکھا ہے "متهم بالوضع" یعنی ان پر حدیثیں گھڑنے کا الزام ہے۔

(المهدي لعادل الذكي ٥٦)

اور اگر اس روایت کو قبول بھی کرلیا جائے تو ممکن ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت اس وجہ سے کی گئی ہے کہ آپ اس وقت اپنے خاندان کے تنہا بزرگ تھے، اور خاندان کے بزرگوں اور ذمہ داروں کی طرف بچوں کو منسوب کرنا ایک عام سی بات ہے۔

نوٹ (۲): بعض کتابوں میں آپ کی والدہ کا نام آمنہ لکھا ہے لیکن کسی مستند حوالہ سے ہمیں یہ بات نہیں مل سکی۔

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا لقب اور اس کا مطلب

آپ کا لقبِ معروف "مہدی" ہوگا۔ جس کے معنی ہے "ہدایت یافتہ" (جس کو باری تعالیٰ کی طرف سے حق کی ہدایت ملی ہو، ساتھ ہی جو شخصیت دوسروں کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنے)۔ اس لیے لفظی اعتبار سے ہر نیک ہدایت یافتہ جو صراط مستقیم پر چلے اس کو مہدی کہہ سکتے ہیں؛ لیکن اہل سنت و جماعت کی اصطلاح میں (جو درحقیقت شرعی اصطلاح ہے) جب مہدی کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے وہ ذاتِ شریف مراد ہوتی ہے جن کی تشریف آوری کی بشارت قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول

سے پہلے احادیثِ متواترہ میں دی گئی ہے، جو مایوس کُن حالات میں نئی امید بن کر تشریف لاویں گے، اور اس امت کے لیے عالمی سربلندی کا ذریعہ ثابت ہوں گے، اور جن کی خاص علامتیں اور تعارفی احوال صحیح سند کے ساتھ صحیح احادیث میں مذکور ہیں اور اُن علامتوں کا انطباق اس خاص مہدی کے سوا کسی اور پر ہو ہی نہیں سکتا۔

لقب کے ساتھ لفظ ’’امام‘‘ اور ’’علیہ السلام‘‘ کی زیادتی کی حقیقت

’’امام‘‘ کا لفظ

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ بعض لوگ امام کا لفظ استعمال کرتے ہیں، اور ہمارے بعض علما نے پر وثوق دلائل کے ساتھ اس کی اجازت بھی دی ہے، لیکن سدّاً للباب اس کو نہ استعمال کرنا ہی مناسب ہے۔ نہ تو آپ کے حق میں اصطلاح بنا کر اس لفظ کا استعمال کیا جاوے اور نہ ہی لغوی طور سے استعمال درست ہے؛ کیوں کہ لفظ امام کے استعمال کرنے میں ایک شیعی نقطۂ نظر کی ترویج کا شبہ ہوتا ہے اور وہ یہ کہ شیعہ حضرات جن بارہ افراد کی عصمت کے قائل ہیں ان کو امام سے تعبیر کرتے ہیں، لہٰذا حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ امام کا لفظ استعمال کرنے میں شیعوں کے استعمال کے پیش نظر التباس ہوگا، اس وجہ سے اس کا ترک ہی افضل ہے۔ اور لغوی معنی کے اعتبار سے بھی حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے لیے اس لفظ کو استعمال نہ کیا جائے؛ کیوں کہ مرتبہ میں ان سے بھی بڑے حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے لیے اس لفظ کے استعمال کا رواج نہیں۔

نوٹ: احادیث میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے لیے کثرت سے لفظ امام استعمال ہوا ہے، اسی وجہ سے متقدمین و متأخرین علما کا جمّ غفیر حضرت مہدی کے لیے امام کا لفظ استعمال کرتے آ رہا ہے، ان ہی روایات کے پیش نظر حضرت مہدی کے لیے امام کے

لفظ کا استعمال درست تو ہے البتہ چونکہ امامت کا عقیدہ شیعوں کا بنیادی اور اہم عقیدہ ہے، ہمارے لیے یہی مناسب ہے کہ ہم اس لفظ کے استعمال سے احتراز کریں۔ وَلِلنَّاسِ فيما يَعْشَقُونَ مَذاهِبُ. ہر کسی کی پسند جداگانہ ہوتی ہے۔

”علیہ السلام“ کا لفظ

اسی طرح بعض لوگ آپ کے لقب کے ساتھ ”عليه السلام“ کا لفظ بولتے ہیں۔ جب کہ عُرف میں ”عليه السلام“ کا لفظ حضرات انبیا اور ملائکہ کے لیے ہی استعمال ہوتا ہے، اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ نہ تو نبی ہیں اور نہ فرشتہ، اس لیے ”عليه السلام“ کا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہیے؛ بلکہ ”رضي الله تعالى عنه“ کہنا مناسب ہے۔

چناں چہ شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند، استاذ محترم حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری دامت برکاتہم ”حجةُ الله البالغة“ کی اپنی بے نظیر شرح ”رحمة الله الواسعة“ میں تنبیہ کے عنوان سے رقم طراز ہیں: حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے اسمائے گرامی کے ساتھ لفظ ”امام“ کا استعمال حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے خطباتِ جمعہ کے خطبۂ ثانیہ میں بھی فرمایا ہے جب کہ ان کی امامت کا عقیدہ شیعوں کا ہے، اور یہ عذر کہ شاید لغوی معنی میں استعمال کیا ہو؛ اس لیے درست نہیں کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ناموں کے ساتھ یہ لفظ استعمال نہیں فرمایا، جب کہ وہ زیادہ حق دار تھے۔ اسی طرح بہت سے مصنفین کے قلم سے ان بزرگوں کے نام کے ساتھ ”علیہ السلام“ نکل جاتا ہے جو اہل السنۃ کے نزدیک کسی طرح بھی درست نہیں؛ کیوں کہ بارہ اماموں کی نبوت و عصمت کا عقیدہ شیعوں کا ہے۔ [رحمۃ اللہ الواسعۃ ۱/۸۵]

"علیه السلام" کے لفظ کے استعمال کے سلسلہ میں تقریباً یہی باتیں مولانا خیر محمد جالندھری صاحب نے [خیر الفتاویٰ ۱/۱۴۷] میں ایک استفتا کے جواب میں لکھی ہے۔

غرض "امام مہدی علیہ السلام" یہ لقب جو لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے، شیعی اثرات کا نتیجہ ہو سکتا ہے، یا بے خبری میں غلبۂ محبت کی بنا پر یا سنے سنائے عرفی محاورے میں ایسی باتیں زبان و قلم سے نکل جاتی ہیں۔ اس لیے اس سے احتیاط نہایت ضروری ہے۔

حضرت مہدی کے لئے "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کا لفظ

رہی بات یہ کہ آپ کو "رضی اللہ عنہ" کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ تو وہ اس وجہ سے کہ آپ تقریباً دو سال تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صحبت اٹھائیں گے، اور نیز روایتوں میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق "یرضی عنه ساكن السماء وساكن الأرض" کے الفاظ وارد ہیں، ملاحظہ فرمائیں: [كنزالعمال ٢٧٠/١٤، رقم ٣٨٥٨٦] یعنی آسمان و زمین کے لوگ ان سے راضی ہوں گے۔ اس لحاظ سے ظہور کے بعد "رضی اللہ عنہ" کے پاکیزہ کلمات کے ساتھ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ جائز ہوگا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ آپ کا مناسب لقب "حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ" ہے۔

وطن

عن أُمِّ سلْمةَ زوجِ النبي ﷺ قال: "يكونُ اختلافٌ عندَ موتِ خليفةٍ، فيخرجُ رجلٌ من أهلِ المدينةِ هارباً إلى مكةَ، فيأتيه ناسٌ من أهل مكةَ فيُخْرِجونه وهو كارهٌ فيُبَايعونه بَين الرّكْن والْمَقام" الخ. [أبو داود ٥٨٩/٢]

ترجمہ: ایک خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف ہوگا، تب مدینہ والوں میں سے ایک شخص

مکہ کی طرف بھاگ نکلے گا، لوگ اس کے پاس آکر اسے (امامت کے لیے) نکالیں گے حالانکہ وہ اس کو پسند نہ کرتا ہوگا، پھر وہ لوگ حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے بیچ اس سے بیعت کریں گے۔

آپ کا وطنِ مالوف اور جائے ولادت مدینۂ منورہ ہے اور جائے ظہور مکۂ مکرمہ ہے اور آپ بیت المقدس (ملکِ شام) کی طرف اعلائے دین کے لیے ہجرت فرمائیں گے۔

ملا علی قاریؒ شرحِ فقہ اکبر میں رقم طراز ہیں کہ: "إنَّ المهدي يظهرُ أوّلًا في الحرمين الشريفين، ثمّ يأتي بيتَ المَقْدس" الخ. [شرح الفقه الأكبر ١٣٦]
حضرت مہدی رضی اللہ عنہ پہلے حرمین شریفین میں ظاہر ہوں گے، پھر بیت المقدس (Jerusalem) تشریف لے جائیں گے۔

شکل وصورت (حلیہ مبارک)

آپ رضی اللہ عنہ کی شکل وصورت کے متعلق حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلویؒ رقم طراز ہیں کہ: "آپ کا قد وقامت قدرے لانبا، بدن چست، رنگ کھلا ہوا اور چہرہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے مشابہ ہوگا۔ نیز آپ کے اخلاق پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے پوری طرح مشابہت رکھتے ہوں گے"۔ (علاماتِ قیامت ۱۰)

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی شکل وصورت احادیث کی روشنی میں

احادیث میں آپ کے نام ونسب کے ساتھ شکل وصورت کو بھی اجمالاً ذکر کیا گیا ہے، تاکہ آپ کی شخصیت کی شناخت میں کوئی اشتباہ نہ رہے۔

اس سلسلہ میں ابوداؤ دشریف کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: عن أبي سعيدٍ الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ”المهديُّ مِنِّي، أجْلَى الجَبْهةِ، أقنى الأنْف، يمْلأُ الأرضَ قِسطاً وَ عَدلاً كما مُلِئتْ ظُلماً و جَوراً، يملكُ سبعَ سنين“. [أبوداود كتاب المهدي ٥٨٨/٢] **یعنی مہدی میری اولاد میں سے ہے، جو کشادہ پیشانی اور بلند و باریک ناک والے ہیں۔**

اس حدیث میں آنکھوں سے نظر آنے والی حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی دو جسمانی نشانیوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے؛ ایک یہ کہ وہ روشن اور کشادہ پیشانی ہوں گے، اور دوسری یہ کہ وہ بلند بینی ہوں گے، ان دونوں چیزوں کو انسان کی خوب صورتی اور حسن و جمال میں خاص دخل ہوتا ہے؛ اسی لیے خصوصیت سے ان کا ذکر کیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حلیہ مبارک میں بھی ان دونوں چیزوں کا ذکر آتا ہے۔ [شمائلِ ترمذی ۲]

ان دونشانیوں کے ذکر کا مطلب یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ حسین و جمیل بھی ہوں گے؛ لیکن ان کی اصل نشانی اور پہچان ان کا یہ کارنامہ ہوگا کہ دنیا سے ظلم وعدوان کا خاتمہ ہوجائے گا، اور ہماری یہ دنیا عدل وانصاف کی دنیا ہوجائے گی۔ [معارف الحدیث ۱۷۱/۸]

اسی قسم کی ایک روایت مستدرکِ حاکم میں بھی ہے: عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ”المهديُّ مِنّا أهل البيت، أشمُّ الأنف، أقنى، أجلى، يملأ الأرضَ قِسطاً وَ عَدلاً كما مُلِئت جَوراً و ظُلماً، يعيشُ هكذا، وبسط يسارَهٗ وإصبعين من يمينه المُسبِّحةَ والإبهامَ وعقدَ ثَلاثةً“. هذا حديثٌ صحيحٌ على شرط مسلم، ولم يُخرجاه. [المستدرك للحاكم ٦٠٠/٤ رقم ٨٦٧٠] **یعنی: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مہدی ہم اہلِ بیت میں سے ہوں**

گے، سیدھی باریک ناک والے، کھلی پیشانی والے ہوں گے، وہ زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی۔ وہ اتنے (سال) زندہ رہیں گے، (یہ فرمانے کے بعد) آپ ﷺ نے (پانچوں انگلیاں پھیلاتے ہوئے) بائیں ہاتھ کو کھول دیا اور دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں (شہادت کی انگلی اور انگوٹھے) کو کھول دیا اور باقی تین انگلیاں بند رکھی (گویا کل سات انگلیاں کھول دیں)۔

اور بعض روایت میں مزید ایک جسمانی صفت اس طرح وارد ہوئی ہے: عن عليّ رضی اللہ عنہ قال: المهدي فتًى من قريش، آدم ضرب من الرجال. [منتخب كنز العمال ٣٤/٦ على هامش مُسنَد أحمد] کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ گندمی رنگ اور چھریرے بدن والے قریش کے نوجوان ہوں گے۔

مذکورہ نصوص میں آپ کے تین اوصافِ جسمانیہ کا ذکر ہے؛ مگر بطورِ علامت تو یہی وارد ہے کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سیرت میں مشابہت ہوگی، ہاں اس بات سے انکار نہیں کہ علم وعمل، روحانی و اخلاقی کمالات کے ساتھ ساتھ آپ کی وجیہ شکل و صورت آپ کی طرف لوگوں کی کشش کا ذریعہ ہوگی۔

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اخلاق میں حضور ﷺ سے مشابہ ہوں گے

چناں چہ ابوداودؒ نے حضرت ام سلمہؓ کی روایت کے ذیل میں ذکر کیا: "يشبهه في الخُلُق ولا يشبهه في الخَلق". [أبوداؤد ٥٨٩/٢، رقم ٤٢٩٠] مہدی رضی اللہ عنہ اخلاق میں تو آپ ﷺ کے مشابہ ہوں گے لیکن شکل وصورت میں نہیں۔

چناں چہ صاحبِ بذل المجہود فرماتے ہیں: "يشبهه في الخُلُق أي في

أخلاقه العالية ولا يشبهه في الخَلق أي في ظاهر الصورة"۔ [بذل المجهود ۱۰۳/۵] **یعنی حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اپنے بلند اخلاق میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ ہوں گے لیکن ظاہری شکل وصورت میں مشابہ نہ ہوں گے۔**

اس سے ایک بات یہ بھی ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے اخلاق جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ طیّبہ سے مشابہت رکھتے ہوں گے تو یہ اخلاقی مشابہت آپ کے تعارف کے لیے بہت بڑی علامت ثابت ہوگی، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ ضروری نہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جسمانی طور پر کامل مشابہت رکھتے ہوں۔

ظہورِ مہدی رضی اللہ عنہ اور اُس وقت کے حالات

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور کس طرح ہوگا

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کے وقت کی تعیین ہم نہیں کر سکتے؛ البتہ بہت سی احادیث میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کے بالکل قریب تر زمانہ سے وابستہ ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ ایک خلیفہ کا انتقال ہوگا اور مسلمانوں میں امارت کے بارے میں اختلاف ہوگا کہ کس کو امیر بنایا جائے۔ اہلِ مدینہ سے ایک باکمال شخص (حضرت مہدی رضی اللہ عنہ جو ابھی لوگوں میں متعارف نہیں ہوں گے) مکۂ مکرمہ کی طرف چلا جائے گا، اس کو یہ اندیشہ ہوگا کہ لوگ مجھ کو خلیفہ بنا دیں گے اور وہ خود یہ منصب قبول کرنا پسند نہیں فرماتے ہوں گے اور اپنے آپ کو چھپانے کی سعی کریں گے؛ لیکن اہلِ مکہ آپ کی وجیہ اور باکمال شخصیت کو پہچان لیں گے اور اُن (حضرت مہدی رضی اللہ عنہ) کے نہ چاہنے کے باوجود حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ان کے ہاتھ پر امارت کی بیعت کرنا شروع کریں گے۔

تین سو تیرہ آدمی شروع میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ سے بیعت ہوں گے

بالکل شروع میں جو لوگ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے دست بابرکت پر بیعت کی سعادت حاصل کریں گے ان کی تعداد اصحابِ بدریین اور اصحابِ طالوت کی طرح تین سو تیرہ ہوگی۔ (غزوۂ بدر کے موقع پر مشہور قول کے مطابق تین سو تیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اور حضرت طالوت کے ساتھ ان کی ہدایت پر عمل کر کے جالوت کی طرف مقابلہ کے

لیے آگے بڑھنے والے بھی تین سو تیرہ تھے) یہ تین سو تیرہ حضرات بہت ہی اونچے درجہ کے ایمان والے ہوں گے اور خیر القرون کے بعد اگلے پچھلے تمام لوگوں سے افضل ہوں گے، پھر جیسے جیسے خبر پھیلتی جائے گی مخلصین مختلف جماعتوں میں پہنچ کر آپ کے گرد جمع ہوتے رہیں گے۔

''نفسِ زکیہ'' کے قتل کے بعد حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہوگا

روى ابن أبي شيبة عن مجاهد قال: حدثني فلانٌ- رجلٌ من أصحاب النبي ﷺ- "أنّ المهدي لا يخرجُ حتى تُقتل النفس الزكية، فإذا قُتلت النفس الزكية غضب عليهم مَن في السماء ومَن في الأرض، فأتى الناسُ المهديَّ فزفُّوه كما تُزف العروس إلىٰ زوجها ليلة عرسها وهو يملأ الأرض قسطاً وعدلاً وتخرج الأرض من نباتها وتمطر السماء مطرها وتنعم أمتي في ولايته نعمة لم تنعمها قط".

حضرت مجاہدؒ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ: "نفسِ زكيه" کے قتل کے بعد حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کا واقعہ پیش آئے گا۔ "نفسِ زكيه" کے قتل پر تمام زمین وآسمان والے غضبناک ہو جائیں گے، تب لوگ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر انہیں اتنے اہتمام سے تیار کریں گے جتنے اہتمام سے دلہنوں کو تیار کیا جاتا ہے، وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے، زمین سے اناج غلہ کی پیداوار شروع ہو جائے گی، آسمان سے بارش برسنے لگے گی۔ ان کے دورِ خلافت میں میری امت اتنی خوش عیش وآسودہ ہو جائے گی کہ اس قدر پہلے کبھی نہ ہوئی ہوگی۔ [المهدي ٦٥]

نفسِ زکیہ کون ہے؟

روایت میں مذکور لفظ "النفس الزکیة" کے بارے میں دو قول ہیں۔

۱) ایک خیال تو یہ ہے کہ اس سے وہی خلیفہ مراد ہیں جن کے انتقال کے بعد مسلمانوں میں امارت وخلافت کے متعلق اختلاف برپا ہوگا، اور پھر حضرت مہدی رضی اللہ عنہ خلافت کی ذمہ داری اٹھائیں گے، پھر خلافت کے لالچی یہی بلوا خور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت پر اتر آئیں گے اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کو ان باغیوں سے قتال کرنا پڑے گا جس کا تذکرہ آگے آرہا ہے۔

قدیم زمانہ سے ایسا ہوتا رہا ہے کہ جب کبھی وقت کی کوئی بہت ہی عزت دار شخصیت کی موت یا شہادت واقع ہوتی تو لوگ اس واقعہ کو اسی "النفس الزکیة" والی حدیث پر محمول کرتے، لیکن یہ دعوے درست نہیں، چونکہ احادیث میں "نفس زکیہ" کے قتل کے فوراً بعد حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کا ذکر ملتا ہے۔

۲) ایک جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ "النفس الزکیہ" سے مراد مسلمانوں کا بہت بڑی تعداد میں قتل کیا جانا ہے، "النفس" جمع کے لیے استعمال ہوا ہے، چناں چہ وہ ایسا شدید پُرفتن دور ہوگا کہ اس دور میں دینِ حق پر چلنا ہی اپنی جگہ بہت بڑی کرامت کی بات ہوگی، صرف اللہ کا نام لینا ہی ایسا جرم ہوگا جس کی سزا موت ہے، اس وقت مسلمانوں کا بہت ہی بڑی تعداد میں قتلِ عام ہوگا، اہلِ حق کی اس زبوں حالی پر اللہ تعالیٰ کو جلال آجائے گا اور تب حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہوگا۔

دونوں اقوال میں تطبیق اس طرح دی جاسکتی ہے کہ مسلمانوں کے اسی قتل عام

میں اس ”النفس الزكية“ کا بھی قتل واقع ہوگا جو خلیفۂ وقت ہوگا۔

مشرق سے آنے والی جماعت کا حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی تائید کرنا

مشرق کی طرف سے ایک جماعت آئے گی اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی تائید کر کے قیامِ حکومت میں تعاون کرے گی۔

اس سلسلہ کی روایت حسب ذیل ہے:

حدثنا حرملةُ بنُ يحيىٰ المصري وإبراهيمُ بن سعيد الجَوهريُ قالا: حدثنا أبو صالح عبدُ الغفار بن داود الحراني قال: حدثنا ابن لهيعةَ، عن أبي زرعة عمرو بن جابر الحضرمي، عن عبد الله بن الحارث بن جَزء الزبيدي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”يخرج ناسٌ من المشرق فيوطّئُونَ للمهدي يعني سلطانه“. [سنن ابن ماجة ۳۰۰، رقم ۴۰۸۸]

یعنی مشرق سے لوگ آئیں گے اور قیامِ سلطنت میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی نصرت کریں گے۔

اس حدیث کے تمام رُوات پر تفصیلی کلام کرتے ہوئے حضرت مفتی نظام الدین شامزئیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی قابلِ اعتبار ہے، کیوں کہ کسی نے اس کو موضوع نہیں کہا ہے۔

عراق (Iraq)، شام (Syria)، یمن (Yemen) کے ابدال بھی آویں گے اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اس سلسلہ کی روایتوں کا ذکر جابجا آتا رہے گا۔

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں قتال کی کچھ تفصیل

صحیح اور حسن روایات کے پیشِ نظر حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے منصبِ خلافت سنبھالتے ہی قتال کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، چناں چہ قتال کا یہ سلسلہ تین قسموں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱) باغیوں سے قتال۔ ۲) دفاعی قتال۔ ۳) اقدامی قتال

۱) باغیوں سے قتال۔

ابتدائی مرحلے میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا لشکر اسباب کے اعتبار سے کمزور ہوگا؛ لیکن باری تعالیٰ کی نصرت و مدد اُن کے شامل حال ہوگی جس کی برکت سے آپ آگے بڑھتے چلے جاویں گے۔

باغیوں سے قتال کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ملحوظ ہو، اس میں باغیوں کا حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں سات (یا بعض روایات کے الفاظ کے مطابق نو) جھنڈوں تلے جمع ہونا معلوم ہوتا ہے۔

أخبرني أحمدُ بن محمدِ بنِ سلمةَ العنزيُّ، حدثنا عثمانُ بنُ سعيدٍ الدارميُّ، حدثنا سعيد بنُ أبي مريمَ، أنبأنا نافعُ بن يزيدَ، حدثني عيّاش بنُ عباس أن الحارث بنَ يزيدَ حدّثه أنه سمع عبدَ الله بنَ زُرَيرٍ الغافقيَّ يقول: سمعت عليَّ بن أبي طالب رضي الله عنه يقول: ستكون فتنة يحصل الناس منها كما يحصل الذهب في المعدن، فلا تسُبّوا أهل الشام، وسُبّوا ظَلَمَتَهم، فإنّ فيهم الأبدال، وسيُرسِلُ اللّٰه إليهم سيبا من السماء فيغرقهم حتى لو قاتلتهم

الثعالبُ غلبَتْهم، ثم يبعث اللّٰه عند ذلك رجلًا من عترة الرسول ﷺ في اثني عشر ألفاً إنْ قَلُّوا، و خمسة عشر ألفاً إنْ كثُروا، أمارتهم أو علامتهم "أمِت أمِت" علىٰ ثلٰث رايات يقاتلُهم أهل سبع رايات، ليس من صاحب راية إلّا وهو يطمع بالملك، فيقتتلون و يهزمون ثم يظهر الهاشمي فيردّ اللّٰه إلى الناس أُلْفَتهم و نعمتهم، فيكونون علىٰ ذلك حتى يخرج الدجال. هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه. [مستدرك ٥٩٦/٤ رقم ٨٦٥٨]

یعنی: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عنقریب فتنہ ہوگا، اس میں لوگ ایسے چھٹ جاویں گے جیسے سونا کان سے چھانٹا جاتا ہے، تم اہلِ شام کو برا بھلا مت کہو چونکہ ان میں ابدال ہوں گے، ان کے ظالموں کو برا کہو، اللہ تعالیٰ شام کے لوگوں پر بارش برسائیں گے جو ان کو غرق کر دے گی۔ وہ (لوگ غرق ہونے کی وجہ سے) اس قدر کمزور ہو جائیں گے کہ اگر لومڑی بھی ان سے لڑے تو ان لوگوں پر غالب آ جائے۔ پھر اس وقت اللہ تعالیٰ ہاشمی (یعنی مہدی) کو مبعوث کریں گے جو نبیٔ کریم ﷺ کی اولاد میں سے ہوں گے، ان کے ساتھ کم از کم بارہ ہزار اور زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار تک کا لشکر ہوگا، ان کی فوج کا شعار "أمِت أمِت" کا لفظ ہوگا، ان کا لشکر تین جھنڈوں کے نیچے لڑے گا، ان کے مدّ مقابل سات جھنڈوں کے نیچے ہوں گے۔ ہر جھنڈے والا اقتدار کی طمع میں ہوگا، وہ لڑیں گے اور شکست کھائیں گے، پھر اللہ تعالی ہاشمی یعنی مہدی کو فتح دیں گے۔ پھر اللہ تعالی لوگوں کو ان کی (گم کردہ) الفت ونعمت لوٹا دیں گے۔ پھر لوگ دجال کے ظہور تک اسی خوش حالی میں رہیں گے۔

اس روایت میں الفاظ "یقاتلُهم أهل سبع رايات" سے یہ صاف ظاہر ہوتا

ہے کہ یہ قتال باغیوں نے شروع کیا تھا اور مقصد خلافت وحکومت کی طمع اور لالچ ہی ہے۔

سفیانی کا خروج اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی پہلی مبینہ کرامت

سفیانی کا واقعہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے واقعات میں بہت ہی اہم ہے۔ اس سلسلہ میں بہت سی روایات کتبِ احادیث میں مذکور ہیں، گرچہ بیشتر روایات سند کے اعتبار سے متکلم فیہ ہیں۔

سفیانی کی وجہ تسمیہ

سفیانی (خالد بن یزید بن ابوسفیان کی اولاد سے ہوگا، اس لیے اس کو سفیانی کہتے ہیں۔ اس کا نام عروہ بتایا گیا ہے۔) یہ خاندانِ قریش سے تعلق رکھنے والا شخص ہوگا، اور اس کا ننھیال قبیلۂ بنوکلب ہوگا، اس لیے بنوکلب کے لوگ اس کے ہم نوا ہوں گے۔

سفیانی کا تعلق ملکِ شام (Syria) میں دمشق (Damascus) کے صحرائی اطراف سے ہوگا، اس کا حکم شام اور مصر (Egypt) کے اطراف میں چلے گا۔ یہ بہت ہی ظالم وجابر شخص ہوگا، لوگوں کا قتل عام کرے گا، خاص طور پر سادات اس کا نشانہ ہوں گے، عورتوں کے پیٹ چاک کرے گا، بچوں کو قتل کرے گا۔ قبیلۂ قیس کے لوگ اس کے مقابلہ کے لیے جمع ہوں گے تو وہ ان سب کو قتل کردے گا۔ اس سلسلہ کی روایات حسبِ ذیل ہیں۔

احادیث میں سفیانی کا ذکر

(١) أخبرَنا عبد الرزاق، عن معمر، عن قتادة يرفعه إلى النبي ﷺ قال:

”يكونُ اختلافٌ عند موتِ خليفةٍ، فيَخرجُ رجلٌ من المدينة فيأتي مكة، فيَسْتخرِجُه الناس من بيته وهو كارهٌ، فيبايعونه بينَ الركن والمقام، فيبعث إليه جيشٌ من الشام، حتى إذا كانوا بالبيداء خُسِف بهم، فيأتيه عصائبُ العراق وأبدالُ الشام، فيبايعونه فيستخرج الكنوزَ ويقسِم المال، ويُلقي الإسلامُ بجِرانه إلى الأرض، يعيش في ذلك سبعَ سنين أوقال تسعَ سنين“.

[جامع معمر بن راشد ۳۷۱/۱۱ رقم: ۲۰۷۶۹، ملحق مصنف عبد الرزاق ۳۷۱/۱۱، رقم ۲۰۷۶۹ و أبوداود رقم ٤٢٨٦] **یعنی: ایک خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف ہوگا، اس وقت ایک شخص مدینۂ منورہ سے نکل کر مکۂ مکرمہ چلا جائے گا، لوگ اسے جبراً اس کے گھر سے نکال لیں گے اور حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ شام کی جانب سے اس کے مقابلہ میں ایک لشکر بھیجا جائے گا، جب وہ لشکر مقامِ بیداء پر ہوگا تو اسے دھنسا دیا جائے گا، پھر ان کے پاس عراق کی ٹکڑیاں اور شام کے ابدال حضرات تشریف لائیں گے اور ان سے بیعت لیں گے، وہ خزانوں کو نکالیں گے اور مال تقسیم کریں گے، اور اسلام کو زمین میں استقرار حاصل ہوگا اور وہ اسی حال میں سات یا نو سال رہیں گے۔**

(۲) عن حفصةؓ أنها سمعت النبي ﷺ يقول: ”ليؤمّنَّ هذا البيتَ جيشٌ يغزونه حتى إذا كانوا ببيداءَ من الأرض يُخسَفُ بأوسطهم، ويُنادي أولُهم آخرَهم ثم يخسَف بهم فلا يبقىٰ إلّا الشريد الذي يخبر عنهم“ فقال رجلٌ: أشهد عليك أنك لم تكذب على حفصة، وأشهد على حفصة أنها لم تكذب على النبي ﷺ. [مسلم ۳۸۸/۲، رقم ۲۸۸۳] **یعنی: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا**

کہ بخدا! ایک لشکر اس گھر (بیت اللہ) کا قصد کرے گا یہاں تک کہ جب وہ مقامِ بیداء پر ہوگا تو اس کے درمیانی حصہ (قلب) کو دھنسا دیا جائے گا، اس کا اگلا حصہ (مقدمہ) پچھلے حصہ (ساقہ) کو پکارے گا، پھر ان کو بھی دھنسا دیا جائے گا، تب خبر رساں شخص کے علاوہ کوئی زندہ نہ بچے گا۔

(۳)حدثني محمد بن حاتم بن ميمون، حدثنا الوليد بن صالح، حدثنا عبيد اللّٰه بن عمرو، أخبرَنا زيد بن أبي أنيسة، عن عبد الملك العامري، عن يوسفَ بنِ ماهَكَ قال: أخبرني عبد اللّٰه بن صفوان، عن أُمّ المؤمنينؓ، أنّ رسول اللّٰه ﷺ قال: ”سيعوذ بهذا البيت يعني الكعبةَ قومٌ ليست لهم منعةٌ ولا عددٌ ولا عُدَّةٌ، يُبعَث إليهم جيشٌ حتى إذا كانوا ببيداء من الأرض خُسف بهم“. قال يوسف: وأهلُ الشام يومئذٍ يسيرون إلى مكة، فقال عبد اللّٰه بن صفوان: أمَا واللّٰه ما هو بهذا الجيش. قال زيدٌ: وحدثني عبد الملك العامري، عن عبد اللّٰه بن سابط، عن الحارث بن أبي ربيعة، عن أُم المؤمنينؓ بمثل حديث يوسفَ بنِ ماهَك غيرَ أنّه لم يذكر فيه الجيش الذي ذكره عبد اللّٰه بن صفوان . [مسلم ۳۸۸/۲] **یعنی عنقریب بیت اللہ میں ایک قوم پناہ گزیں ہوگی جس کے پاس نہ قوت مدافعت ہوگی، نہ تعداد اور نہ تیاری، ان کی طرف لشکر کشی کی جائے گی، یہاں تک کہ جب وہ لشکر مقامِ بیداء پر ہوگا تو اس کو دھنسا دیا جائے گا، یوسف بن ماہک (راوی) فرماتے ہیں کہ اس وقت اہلِ شام مکہ کی جانب کوچ کر رہے ہوں گے۔**

(٤)عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: يخرج رجلٌ يقالُ له

السفياني في عُمُق دمشق، وعامّةُ مَن يّتبعهٗ مِنْ كَلْبٍ، فيَقتُل حتى يبقرَ بُطون النساء ويقتل الصِبْيَان، فتَجْمع لهم قيسٌ فيقتلها حتى لا يمنعَ ذَنَبَ تلعةٍ. ويخرجُ رجلٌ من أهل بيتي في الحرّة فيبلغ السفيانيَّ، فيَبْعث له جنداً من جُنْده، فيَهزِمهم، فيسيرُ إليه السفياني بمنْ معه، حتى إذا صار ببيداءَ مِنَ الأرض خُسف بهم، فلا ينجو منهم إلّا المُخبرُ عنهم. هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد على شرط الشيخين، ولم يُخرجاه. [المستدرك على الصحيحين ٥٦٥/٤، رقم ٨٥٨٦] یعنی: ایک شخص دمشق (Damascus) سے نکلے گا جس کو سفیانی کہا جائے گا، اس کے ہمنواؤں کی اکثریت قبیلۂ بنوکلب سے ہوگی، وہ لوگوں کو قتل کرتا پھرے گا؛ یہاں تک کہ عورتوں کے پیٹ چاک کرے گا اور بچوں کو قتل کرے گا۔ قبیلۂ قیس کے لوگ لشکرِ سفیانی کے مقابلہ میں جمع ہو جائیں گے وہ ان کا بھی قلع قمع کر دے گا؛ یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔ پھر میرے اہل بیت میں سے ایک شخص (یعنی مہدی رضی اللہ عنہ) حرہ کے مقام پر نمودار ہوگا۔ جب سفیانی کو اس کی خبر پہنچے گی تو وہ ان کے مقابلہ کے لیے اپنی ایک فوج بھیجے گا، مہدی رضی اللہ عنہ ان سب کو شکست دے دیں گے، پھر خود سفیانی اپنا لشکر لے کر ان کے مقابلہ کے لیے آئے گا، یہاں تک کہ جب وہ بیداء کے مقام تک پہنچے گا تو زمین ان کو نگل لے گی، ان میں سے خبر رساں شخص کے علاوہ کوئی نہ بچ پائے گا۔

سفیانی کا حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لیے لشکر بھیجنا

حاصل یہ کہ اس ظالم و جابر شخص سفیانی کو جب حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کی

اطلاع ہوگی تو وہ فوری طور پر اپنا ایک لشکر حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لیے بھیجے گا، وہ لشکر مکۂ مکرمہ کے قصد سے چلے گا اور مقامِ بیداء تک پہنچ کر پڑاؤ ڈالے گا، اچانک لشکر کا درمیانی حصہ زمین میں دھنس پڑے گا، آگے والے پیچھے والوں کو اس واقعہ کی خبر کریں گے کہ کہیں وہ بھی اس مصیبت کا شکار نہ ہو جائیں، لیکن کسی بھی حفاظتی تدبیر سے پہلے ان دونوں کو (یعنی آگے اور پیچھے والوں کو) دھنسا دیا جائے گا؛ صرف ایک آدمی بڑی مشکل سے بچ سکے گا، جو دوسروں کو اس حادثہ کی اطلاع دے گا۔ اس بڑے لشکر کا زمین میں دھنسا دیا جانا حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے لیے نصرتِ الٰہی اور آپ کی ایک عجیب کرامت ہوگی جس سے دور دور تک آپ کا شہرہ ہوگا۔

بیداء: ذوالحلیفہ کے سامنے مکہ کی سمت میں ایک چٹیل میدان ہے۔

(۵) عن عائشةؓ قالت: قال رسول اللّٰه ﷺ: "العَجَبُ أنَّ ناسًا من أُمتي يَؤُمُّونَ البيتَ برجلٍ من قريش قد لَجَأَ بالبيت حتى إذا كانوا بالبيداء خُسِف بهم؛ فقُلنا يا رسول اللّٰه: إنَّ الطريقَ قد يجمعُ الناسَ، قال: نعم! فيهم المُستبصِرُ وَالمجبورُ وَابنُ السبيل، يهلكون مهلكًا واحدًا ويصدرون مصادر شَتّٰى، يبعثُهم اللّٰه على نيّاتِهم". [مسلم كتاب الفتن ۳۸۸/۲، رقم ۲۸۸٤]

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تعجب کی بات ہے کہ میری امت کے چند لوگ قریش کے ایک شخص (کے ساتھ جنگ) کے لیے بیت اللہ کا رخ کریں گے، جس نے بیت اللہ میں پناہ لے رکھی ہوگی، یہاں تک کہ جب وہ لشکر مقامِ بیداء پر پہنچے گا تو اسے دھنسا دیا جائے گا؛ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! راستہ پر تو قصوروار اور بے قصور ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں! ان دھنسنے والوں میں اپنی مرضی

وخوشی سے شرکت کرنے والے اور بہ جبر واکراہ شرکت کرنے والے اور رہ گذر مسافر ہر قسم کے لوگ ہوں گے، سب یک بارگی ہلاک ہو جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ انہیں اپنی اپنی نیتوں کے مطابق قیامت میں دوبارہ اٹھائیں گے۔

فائدہ: جب سفیانی کو لشکر کے دھنسا دیے جانے کی اطلاع ملے گی تو وہ خود لشکر لے کر مکۂ مکرمہ کی طرف چلے گا، اور مکۂ مکرمہ پر چڑھائی کرے گا، مسلمان اس وقت حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی امارت میں ظاہری اسباب کے لحاظ سے بہت ہی کمزور ہوں گے، گویا کہ بدر جیسا منظر ہوگا؛ لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی اور سفیانی کے لشکر کو بھاری شکست ہوگی اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا لشکر غالب آجاوے گا۔

(۷) اس سلسلہ میں ابوداود شریف میں حضرت ام سلمہؓ سے ایک روایت اس طرح ہے: حدّثنا محمد بن المُثنّٰى، حدثنا مُعاذ بن هشام، حدثني أبي، عن قتادةَ، عن صالح أبي الخليل، عن صاحبٍ لهُ، عن أُمّ سلمةؓ زوج النبي ﷺ قال: "يكون اختلافٌ عند موت خليفةٍ، فيخرُجُ رجلٌ مِنْ أهل المدينة هارباً إلى مكةَ، فيأتيه ناسٌ مِن أهل مكة، فيُخْرجونه وهو كارهٌ، فيبايعونه بين الركن و المقام، ويبعثُ إليه بعثٌ من الشام، فيُخسف بهم بالبيداء بين مكة و المدينة، فإذا رأى الناسُ ذلك أتاه أبدالُ الشام وعصائب أهلِ العراق، فيبايعونه بين الركن والمقام، ثُمّ ينشؤ رجلٌ مِن قريش أخْوَالُه كلبٌ فيَبْعث إليهم بعثاً، فيظهرون عليهم، وذلك بعثُ كلبٍ، والخيبةُ لِمَنْ لم يشهدْ غنيمةَ كلبٍ، فيقسم المال ويعمل في الناس بسنة نبيهم ﷺ ويُلقي الإسلامُ بِجِرانه في الأرض، فيلبث سبعَ سنين، ثُمّ يتوفّٰى ويصلّي عليه

المسلمون". [أبو داوٗد ۲/۵۸۹ کتاب المهدي]

یعنی: حضرت ام سلمہؓ آپ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "ایک خلیفہ کے انتقال کے وقت اختلاف ہوگا، تب اہلِ مدینہ میں سے ایک شخص بھاگ کر مکۂ مکرمہ چلے جائیں گے، تب اہلِ مکہ اُن کے پاس آئیں گے اور انہیں زبردستی نکالیں گے، پھر حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت کریں گے۔ پھر ملکِ شام سے ان کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا، اس لشکر کو مقامِ بیدا میں دھنسا دیا جائے گا جو مکۂ مکرمہ اور مدینۂ منورہ کے درمیان واقع ہے۔ جب لوگ اس (خرقِ عادت واقعہ) کو دیکھیں گے تو شام کے ابدال اور عراق کے نیکوکار لوگوں کی جماعتیں ان کے پاس آ آ کر بیعت کرے گی۔ پھر قریش کا ایک شخص ظاہر ہوگا جس کا ننھیال قبیلۂ بنو کلب میں ہوگا، وہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لیے لشکر کشی کرے گا، حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا لشکر اس کے لشکر پر غالب آجائے گا، یہی قبیلۂ بنو کلب کا لشکر ہے۔ جو شخص قبیلۂ کلب کی غنیمت میں حاضر نہ ہوا وہ خسارہ میں ہے۔ پھر حضرت مہدی رضی اللہ عنہ مال تقسیم کریں گے اور لوگوں میں نبیٔ آخر الزماں ﷺ کی شریعت کے مطابق احکام نافذ فرمائیں گے، اور اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا (یعنی اسلام کو زمین پر استقرار نصیب ہوگا) اور وہ سات سال تک رہیں گے، پھر حضرت مہدی رضی اللہ عنہ وفات پا جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے"۔

اس روایت میں "عن صاحبٍ لہٗ" کی عبارت سے معلوم ہوا کہ ایک راوی مجہول ہے؛ مگر دیگر طرق سے اس مجہول راوی کی تعیین ہو جاتی ہے کہ اس سے مراد "عبد اللّٰہ بن حارث" ہیں۔

تقسیمِ غنیمت

سفیانی اور اس کے ہم نوا قبیلۂ کلب کی شکست کے بعد حضرت مہدی رضی اللہ عنہ حاصل شدہ غنیمت کو تقسیم فرماویں گے، تقسیمِ غنیمت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں گے اور مال لینے والوں کو لپ بھر بھر کر جتنا وہ اٹھا کر لے جا سکیں عطا فرمائیں گے۔

حدیث شریف میں اس معرکہ میں حاصل شدہ مالِ غنیمت کی بھی بڑی اہمیت بتلائی گئی ہے: عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعًا: "المحرومُ مَن حرم غنيمة كلبٍ ولو عقالًا، والذي نفسي بيده لَتُباعَنّ نسائُهم على درج دمشق، حتى تُرَدَّ المرأةُ مِنْ كَسَرٍ يوجَد بساقها". [المستدرك للحاكم، رقم ۸۳۲۹ على شرط الشيخين]

خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ کلب کی غنیمت میں شریک ہوئے (چاہے ایک عقال کے برابر ہی اسے ملا ہو) وہ سب سعادت مند سمجھے جائیں گے، اور جو اس غنیمت میں شریک نہیں ہوا اُن کو محروم مانا جائے گا، گویا سفیانی کے لشکر سے مقابلہ کرنے کی اہلِ حق کو حدیث شریف میں ترغیب دی گئی ہے، مالِ غنیمت کے علاوہ کلب کی عورتوں کو باندیاں بنایا جائے گا، باندیوں کی اتنی کثرت ہوگی کہ وہ دمشق کی شاہراہ پر فروخت ہوں گی، ان میں سے ایک عورت (باندی) صرف پنڈلی میں ذرا سے نقص کی وجہ سے واپس کی جائے گی۔

ملکِ شام کی فتح

۲) دفاعی قتال:

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کے بعد سفیانی لشکر کے دھنسا دیے جانے سے

آپ کی شہرت ومقبولیت عام ہو جائے گی۔ اہلِ حق مختلف علاقوں سے جوق در جوق جمع ہوکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ آپ مکۂ مکرمہ سے مدینۂ منورہ تشریف لائیں گے۔ روضۂ اقدس پر حاضری کے بعد آپ ملکِ شام کی طرف روانہ ہوں گے۔ ملکِ شام میں اس وقت رومیوں (Romans) کا تسلّط ہوگا۔

رومیوں سے مراد سارے یوروپ کی عیسائی آبادی یا حکومتیں ہیں، چونکہ سارے عیسائی مما لک (خواہی نہ خواہی) رومی کلیسہ کے ماننے والے اور پیروکار ہیں، لہٰذا حدیث میں مذکور لفظ "الروم" سے مراد یوروپی عیسائی ہیں، نیز یہ کہ یوروپ کی یہ سیاسی تقسیم ابھی قریب زمانہ میں ہی واقع ہوئی ہے اور کچھ بعید نہیں کہ چند دہائیوں کے بعد قدیم روم اپنی پہلی شکل میں لوٹ آئے۔

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی امارت میں ہونے والی جنگ ایک مفصل حدیث میں

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں ہونے والی ان جنگوں اور دیگر احوال کی وضاحت کے لیے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس مفصل روایت کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جس کو نعیم بن حمادؒ نے "الفتن" میں اور ان ہی کے حوالہ سے علامہ سیوطیؒ نے "الجامع الکبیر" میں اور سید برزنجیؒ نے "الإشاعة" میں ذکر کیا ہے، اس روایت سے اس باب کے واقعات کی ترتیب پر کافی روشنی پڑتی ہے، نیز اس کے بیشتر اجزاء کی تائید صحاح میں صراحتاً مل جاتی ہے۔

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: يكون بين المسلمين

وبين الروم هُدْنةٌ وصلحٌ، حتى يُقاتلوا معهم عدُوًّا لهم، فيقاسمونهم غنائمَهم، ثم إنَّ الرومَ يغزون مع المسلمين فارسَ، فيَقتُلون مُقاتِلتَهم ويَسبُون ذراريهم، فتقول الروم: قاسِمونا الغنائم كما قاسَمْناكم، فيُقاسِمونَهم الأموال و ذراري الشرك، فيقول الروم: قاسِمونا ما أصبتم من ذراريكم، فيقولون: لا نُقاسِمكم ذراري المسلمين أبدًا، فيقولون: غَدرْتُم بِنا، فترجع الروم إلى صاحبهم بالقسطنطينية فيقولون: إنّ العربَ غدرتْ بنا، ونحن أكثرُ منهم عددًا، وأتمُّ منهم عُدّةً، وأشدّ منهم قوةً، فأمِدّنا نقاتلْهم، فيقول: ما كنتُ لِأغدرَ بهم، قد كانت لهم الغلبةُ في طول الدهر علينا، فيأتون صاحبَ رومية فيُخبرونه بذلك، فيوجهُ ثمانين غايةً، تحت كل غايةٍ اثنا عشر ألفًا في البحر، ويقول لهم صاحبهم: إذا رسَيتم بِسَواحلِ الشام فأحرِقوا المراكب لتقاتلوا عن أنفسكم فيفعلون ذلك، ويأخذون أرض الشام كلَّها بَرّها وبحرها، ما خلا مدينة دمشقَ والمعنق، ويُخرِبون بيت المقدس.

قال: فقال ابن مسعود رضي الله عنه: وكم تَسَعُ دِمشقُ مِن المسلمين؟ قال: فقال النبيﷺ: والذي نفسي بيده لتتّسِعنَّ على من يأتيها من المسلمين كما يتّسعُ الرحمُ على الولد.

قال: قلت: وما المُعنق يا نبي اللّٰه؟ قال:جبل بأرض الشام من حمص على نهر يقال لها: الأرنط، فتكون ذراري المسلمين فى أعلى المعنق والمسلمون على نهر الأرنط، والمشركون خلف نهر الأرنط يقاتلونهم صباحًا ومساءً، فإذا أبصر ذلك صاحبُ القسطنطينية وجَّهَ في البَر

إلى قِنَّسْرين ستَّمائةِ ألفٍ حتى تَجيئهم مادةُ اليمن سبعين ألفًا، ألَّفَ اللّٰه قلوبهم بالإيمان، معهم أربعون ألفًا مِنْ حِمْيَر حتى يأتوا بيت المقدس فيقاتلون الروم فيهزمونهم ويخرِجونهم من جند إلى جند، حتى يأتوا قِنَّسرين وتجيئهم مادة الموالي، قال: قلتُ وما مادّة الموالي يا رسول اللّٰه ﷺ؟ قال: هم عِتاقَتُكم، وهو منكم قومٌ يجيئون من قِبَل فارسَ فيقولون: تعَصّبتم يا معشر العرب! لا نكون مع أحد من الفريقين أوْتجتمعَ كلمتُكم، فتقاتل نزارُ يومًا واليمنُ يومًا والموالي يومًا، فيُخرجون الرومَ إلى العمق وينزل المسلمون على نهر يقال له كذا وكذا يغزى، والمشركون على نهر يقال له الرقية وهو النهر الأسود، فيقاتلونهم فيرفع اللّٰه تعالى نصره عن العسكرَين وينزل صبره عليهما حتى يُقتلَ من المسلمين الثُلث، ويفِرَّ الثُلثُ، ويبقى الثُلث، فأمّا الثلث الذين يُقتلون فشهيدهم كشهيد عشرةٍ مِنْ شهداء بدر يشفَع الواحدُ من شهداء بدر لسبعين، وشهيد الملاحم يشفع لسبع مائة، وأما الثلث الذين يفرون فإنهم يفترقون ثلثة أثلاث، ثلثٌ يلحقون بالروم ويقولون: لو كان لِلّٰهِ بهذا الدِّين مِنْ حاجةٍ لَنصَرهم وهم مُسلمة العرب بهراء وتنوخ وطيء وسُليم. وثلثٌ يقولون: منازلُ آبائنا وأجدادنا خيرٌ، لا تنالُنا الروم أبدًا، مُرّوا بنا إلى البدو وهم الأعراب، وثلثٌ يقول: إنّ كلَّ شيءٍ كاسمه، وأرض الشام كاسمها الشؤم، فسيروا بنا إلى العراق واليمن والحجاز حيث لا نخاف الروم، وأما الثُلثُ الباقي فيمشي بعضهم إلى بعض يقولون: "اللّٰهَ اللّٰهَ" دعُوا عنكم العصبيّةَ ولْتجتمعْ

كـلـمتُكم وقاتِلوا عدوَّكم فإنكم لن تُنصروا ما تعصّبتم، فيجتمعون جميعًا ويتبـايـعـون عـلـى أن يـقاتلوا حتى يلحقوا بإخوانهم الذين قُتلوا، فإذا أبصر الـروم إلـى مـن قـد تحوّلَ إليهم ومن قُتل ورأوا قلّةَ المسلمين قام روميٌّ بين الـصـفين معه بُندٌ في أعلاه صليب فينادي: "غلب الصليبُ، غلب الصليبُ" فيـقـوم رجـلٌ من المسلمين بين الصفين ومعه بندٌ فينادي: "بل غلب أنصارُ الـلّٰه، بل غلب أنصار اللّٰه وأولياءهٗ" فيغضب اللّٰه تعالٰى على الذين كفروا مِنْ قـولهـم "غـلـب الـصليب" فيقول يا جبريلُ! أغِثْ عبادي، فينزل جبريلُ في مائة ألفٍ من الملٰئكة ويقول: يا ميكائيل! أغِث عبادي، فينحدر ميكائيل في مـائتَـي ألف من الملٰئكة، ويقول: ياإسرافيل! أغِث عبادي، فينحدر إسرافيل فـي ثـلاث مائة ألف من الملٰئكة وينزل اللّٰهُ نصرَه على المؤمنين وينزل بَأْسَه عـلى الكفار فيُقتلون ويُهزَمون، ويسير المسلمون في أرض الروم حتى يأتوا عَـمُّـوريةَ وعـلـى سورها خلقٌ كثير يقولون: ما رأينا شيأً أكثرَ من الروم، كم قتـلـنـا وهـزمـنا وما أكثرَهم في هذه المدينة وعلى سورها، فيقولون: اَمِّنونا عـلـى أن نؤدّيَ إليكم الجِزية، فيأخذون الأمان لهم ولجميع الروم على أداء الـجـزية، وتـجتـمع إليهم أطرافهم فيقولون: يا معشر العرب! إن الدّجّال قد خـالفكم إلى دياركم، -والخبر باطلٌ- فمن كان فيهم منكم فلا يُلقِيَنَّ شيئاً مـمـا مـعه فإنه قوةٌ لكم على ما بقي فيَخرجون فيجدون الخبر باطلًا، وتَثِبُ الـروم عـلـى مـا بـقي في بلادهم من العرب، فيقتلونهم حتى لا يبقى بأرض الروم عربيٌ ولا عربيةٌ ولا ولدُ عربيٍ إلّا قُتل، فيبلغ ذلك المسلمين فيرجعون

غضبًا للّٰه -عز وجل- فيقتلون مقاتلتهم ويَسْبُون الذراري ويجمعون الأموال، لا ينزلون على مدينة ولا حصنٍ فوق ثلثة أيام حتى يفتحَ لهم، وينزلون على الخليج ويمد الخليج حتى يفيض، فيصبح أهلُ القسطنطينية يقولون: الصليبُ مَدَّ لنا بحرَنا والمسيح ناصرنا، فيصبحون والخليج يابسٌ فتُضرب فيه الأخبيةُ ويحسر البحر عن القسطنطينية ويحيط المسلمون بمدينة الكفر ليلةَ الجمعة بالتحميد والتكبير والتهليل إلى الصباح ليس فيهم نائمٌ ولا جالسٌ، فإذا طلع الفجر كبّر المسلمون تكبيرةً واحدةً فيسقط ما بين البُرجَين، فتقول الروم: إنما كنا نقاتل العرب فالآن نقاتل ربنا وقد هدم لهم مدينتَنا وخرّبَها لهم، فيمكثون بأيديهم، ويكيلون الذهب بالأترسة، ويقتسمون الذراري حتى يبلغ سهمُ الرجل منهم ثلث مائة عذراء، ويتمتعوا بها في أيديهم ما شاء اللّٰه، ثم يخرج الدجال حقا ويفتح اللّٰه القسطنطينية على يد أقوامٍ هُم أولياء اللّٰه، يرفع اللّٰه عنهم الموت والمرض والسقم حتى ينزل عليهم عيسى ابن مريم عليه السلام فيقاتلون معه الدجال.

[الفتن لنُعيم ۳۲۳، رقم ۱۲٤٥، والجامع الكبير للسيوطي ۲۳۸/۱٥ رقم ۱۳٥۱٥]

یعنی مسلمانوں اور رومی (عیسائیوں) کے بیچ صلح ہوگی، تب مسلمان رومیوں کے ساتھ مل کر پہلے ایک بار رومیوں کے کسی دشمن سے جنگ کریں گے، جس میں ان کی فتح ہوگی اور دشمن سے حاصل شدہ یہ مالِ غنیمت دونوں باہم تقسیم کرلیں گے۔

اس کے بعد پھر یہ رومی لوگ مسلمانوں سے مل کر فارس سے جنگ کریں گے، وہ ان کے لشکری لوگوں کو قتل کردیں گے اور ان کی اولاد کو قید کرلیں گے۔ رومی مسلمانوں

سے کہیں گے کہ ''جس طرح پہلی بار ہم نے مالِ غنیمت تقسیم کر کے تم کو دے دیا تھا اسی طرح اس بار تم بھی مال اور قیدی سب برابر تقسیم کر کے ہمیں دے دو''۔ اس پر اہلِ اسلام حاصل شدہ مال اور مشرک قیدیوں کی تقسیم تو کر لیں گے (مگر جو مسلمان قیدی ان کے پاس ہوں گے انہیں تقسیم نہ کریں گے)۔ رومی کہیں گے کہ مسلمان قیدیوں کی بھی تقسیم کی جائے، مسلمان انکار کر دیں گے، رومی کہیں گے کہ ''یہ خلافِ معاہدہ بات ہے''۔

رومی شاہ قسطنطنیہ کے پاس جا کر شکایت کریں گے کہ عربوں نے ہم سے دغابازی کی ہم اُن سے لڑیں گے، ہم تو مسلمانوں سے مال و متاع، لشکری طاقت اور قوت میں بہت زیادہ ہیں، (آپ ہماری مدد کیجیے) شاہ قسطنطنیہ کہے گا کہ میں مسلمانوں سے عہد شکنی نہیں کر سکتا، وہ عرصۂ دراز سے ہم پر غالب ہی رہے ہیں، آخر کار رومی صاحبِ رومیہ کے پاس یہ شکایت لے جائیں گے، وہ اَسّی جھنڈوں پر مشتمل ایک بڑا لشکر سمندری راہ سے ان کے ہمراہ کر دے گا، جس کے ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار سپاہی ہوں گے (گویا ان کی کل تعداد ۹,۶۰,۰۰۰ ہوگی)۔ ان لشکریوں کو ان کا سپہ سالار ملکِ شام کے ساحل پر پہنچ کر کشتیاں جلا دینے کا حکم کرے گا، تا کہ یہ لشکر اپنی جان کی بازی لگا کر جنگ کرے، یہ لشکر اس کے حکم کی بجا آوری کرے گا، رومی عیسائی دمشق اور معتق پہاڑ کے سوا شام کا سارا علاقہ فتح کر لیں گے، اور بیت المقدس (یروشلم) کو برباد کر ڈالیں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ اس وقت دمشق میں مسلمانوں کی تعداد کیا ہوگی؟ تو جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس وقت دمشق میں مسلمانوں کی بہت ہی گنجان

آبادی ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: یارسول اللہ! ''معتق'' کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''معتق'' ملکِ شام کے مقامِ حمص کی نہر کے پاس ایک پہاڑ کا نام ہے''۔

اس جگہ کا نقشہ کچھ اس طرح ہوگا کہ مسلمانوں کے بچّے معتق کے اوپر ہوں گے، مسلمان ''نھر اَرنط'' پر اور مشرکین نہر ارنط کی پچھلی جانب ہوں گے۔ وہ صبح و شام آپس میں نبرد آزما ہوں گے۔

جب شاہِ قسطنطینیہ یہ نقشہ دیکھے گا تو وہ ''قِنَّسْرِیْن'' کے پاس چھ لاکھ کا لشکر خشکی کی راہ سے روانہ کرے گا، مسلمانوں کے پاس یمنیوں کا ایک لشکر آملے گا جن کی تعداد ستر ہزار ہوگی، اور یمن کے ساتھ چالیس ہزار قبیلۂ حِمْیَر کے لوگ آملیں گے، اللہ تعالی نے ایمان کے ذریعہ ان کے دلوں کو باہم جوڑ دیا ہوگا۔ یہ حضرات بیت المقدس پہنچ کر رومیوں سے جنگ کریں گے، آخر ان کو شکست دے کر تتر بتر کر دیں گے، وہ لوگ قِنّسرین کے پاس پہنچیں گے۔

آزاد شدہ غلاموں کا ایک لشکر فارس کی جانب سے عرب کی مدد کے لیے آئے گا اور کہے گا کہ اے عرب! تم تعصب برتتے ہو؟ جب تک تم باہم متحد نہیں ہو جاتے ہم تم دونوں میں سے کسی کی مدد نہیں کریں گے، کبھی عرب، کبھی یمن اور کبھی غلاموں کا یہ لشکر کفار سے لڑے گا، مسلمان عیسائیوں کو دور گھاٹیوں کی جانب نکال باہر کر دیں گے، مسلمان کسی نہر کے پاس اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کی خبر گیری میں مصروف ہوں گے اور کفار بھی ایک نہر کے پاس جمع ہوں گے جس کو ''نھر رقیۃ'' کہا جاتا ہے اور وہی نہرِ

اسود ہے۔

اور پھر مسلمانوں کی مشرکین سے جنگ ہوگی؛ مگر اللہ تعالی مسلمانوں کے دونوں لشکروں سے فتح و کامرانی چھین کر ان پر صبر القاء کریں گے، ایک تہائی مسلمان شہید ہو جائیں گے، ایک تہائی بھاگ نکلیں گے اور ایک تہائی باقی رہ جائیں گے۔

اس لشکر کے شہداء میں سے ہر شہید غزوۂ بدر کے دس شہیدوں کے درجۂ ثواب پر ہوگا، چناں چہ بدر کا ایک شہید ستر لوگوں کی شفاعت کرے گا اور اخیر زمانہ کے ان شہیدوں میں سے ہر ایک شہید کو سات سو افراد کی شفاعت کی اجازت ہوگی۔

لشکر کا جو تہائی حصہ بھاگ کھڑا ہوا تھا وہ بھی تین حصوں میں بٹ جائیں گے، ایک تہائی مرتد ہو کر رومیوں سے جاملیں گے، وہ کہیں گے کہ اگر اللہ کو اس دین کی ضرورت ہوتی تو وہ ضرور اُن کی مدد کرتا، یہ مقامِ هراء، تنوخ، طيء اور سلیم کے عرب باشندے ہوں گے؛ ایک تہائی دیہاتی لوگ ہوں گے، وہ یہ کہتے ہوئے اپنے دیہاتوں کی طرف روانہ ہو جائیں گے کہ ہمارے آباء واجداد کی سرزمین ہی ہمارے لیے بہتر ہے، رومی کبھی ہم تک پہنچ نہیں پائیں گے؛ اور ایک تہائی یہ کہیں گے کہ ہر چیز پر اس کے نام کے اثرات ہوتے ہیں، اسی لیے یہ ملکِ شام بھی اپنے نام ہی کی طرح منحوس ہے، ہمیں عراق، یمن اور حجاز لے چلو، ہمیں وہاں رومیوں سے کوئی اندیشہ نہیں رہے گا۔

اب باقی ماندہ ایک تہائی لوگ آپس میں کہیں گے کہ اللہ سے ڈرو! واقعی اب عصبیت چھوڑ کر سب متفق ہو جاؤ، اور سب مل کر دشمن سے جنگ کرو، یہی عصبیت ہماری کامیابی میں رکاوٹ کا ذریعہ ہے۔

پس وہ متحد ہو کر اس عزم کے ساتھ لڑیں گے کہ اب ہمیں بھی اپنے شہید

بھائیوں سے جا ملنا ہے۔ جب رومی لشکر مسلمانوں کی اس قلتِ تعداد کو دیکھے گا، کہ ان کے ایک تہائی تو مر گئے اور ایک تہائی ہمارے ہمنوا ہو گئے، اب صرف تہائی ہی باقی رہ گئے تو ایک شخص صلیب والا جھنڈا لے کر کھڑا ہو گا اور کہے گا کہ ''صلیب کا بول بالا ہوا''۔ اس پر ایک مسلمان دونوں صفوں کے بیچ جھنڈا لے کر نعرہ لگائے گا کہ ''اللہ کے انصار کا غلبہ ہوا''۔

رومیوں کے اس کلمہ پر کہ ''صلیب کا بول بالا ہوا'' اللہ تعالیٰ کو غصہ آئے گا اور وہ مسلمانوں کی چھ لاکھ فرشتوں کے ساتھ مدد فرمائیں گے، ایک لاکھ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ہمراہ ہوں گے، دو لاکھ حضرت میکائیل علیہ السلام کے ساتھ، اور تین لاکھ حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ساتھ، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد فرمائیں گے اور کفار پر اپنا قہر نازل کریں گے، کفار بری طرح مارے جائیں گے اور جو بچ رہے وہ بیحد رسوائی کے ساتھ شکست کھا جائیں گے۔

اس کے بعد مسلمان ملکِ روم میں داخل ہو کر مقامِ عمّورِیَہ تک پہنچ جائیں گے، عمّورِیَہ کی سرحد پر بہت سے لوگ جمع ہوں گے، مسلمان انہیں دیکھ کر بڑی حیرت میں پڑ جائیں گے کہ یہ رومی کتنی بڑی تعداد پر مشتمل ہیں، کتنوں کو ہم نے قتل کر ڈالا! کتنوں کو شکست دے کر بھگا دیا! پھر بھی یہ ماجرا کہ ابھی پورا عمّورِیَہ اور اس کے مضافات میں ان کی کثیر تعداد ہے۔ وہاں کے لوگ جزیہ ادا کرنے کی شرط پر مسلمانوں سے امن طلب کریں گے، مسلمان ان کی اس پیش کش پر رضا مند ہو کر تمام رومیوں کو امان دے دیں گے۔ پھر گرد و نواح کے رومی یہ افواہ اڑائیں گے کہ دجال مسلمانوں کے آبائی وطن پہنچ چکا ہے۔ یہ خبر بالکل بے اصل ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت موجود رہنے والوں کو

نصیحت کی ہے کہ وہ روم سے حاصل شدہ غنیمت ہرگز جانے نہ دیں، وہ ان کی اگلی جنگوں میں کام آوے گی۔ خیر! مسلمان ادھر بھاگ پڑیں گے، بعد میں ان کو معلوم ہوگا کہ یہ خبر غلط تھی۔ ادھر باقی ماندہ مسلمانوں پر رومی ٹوٹ پڑیں گے اور ان کو بیخ و بُن سے اکھاڑ ڈالیں گے۔ یہاں تک کہ روم میں عرب کے زن و مرد میں سے کوئی نہ بچے گا، رومی مسلمانوں کی پوری نسل کو قتل کر ڈالیں گے۔ وہاں مسلمانوں کو جیسے ہی یہ خبر پہنچے گی وہ غضب ناک ہوکر واپس لوٹ آئیں گے۔ وہ دوبارہ ان سے نبرد آزما ہوں گے، اب اس بار مسلمان عیسائیوں کے لڑاکو لوگوں کو قتل کر دیں گے اور ان کی آل اولاد کو قید کر دیں گے، سارا مال و متاع جمع کر لیں گے، جس شہر یا قلعہ سے ان کا گذر ہوگا تین دن کے اندر اندر اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب کر دے گا۔ جب مسلمان سمندر کے پاس پہنچیں گے تو وہ بھی چھلک جائے گا، یہ ماجرا دیکھ کر نصاری کہیں گے ''صلیب کی برکت سے سمندری سطح ہمارے بچاؤ کے لیے چھلک گئی اور مسیح (Jesus) ہمارا مددگار رہے''۔

جب صبح ہوگی تو وہ دیکھیں گے کہ سمندر خشک ہو چکا ہے، سمندر قسطنطینیہ سے اپنا رخ موڑ لے گا؛ بس فوراً اس میں اپنے خیمے لگا دیں گے۔ ادھر مسلمان جمعہ کی شب میں کفر کے اس شہر کا محاصرہ کر لیں گے اور صبح تک ''**الحمدُ لله، الله أكبر** اور **لا إله إلا الله**'' کا ذکر کرتے رہیں گے، نہ کوئی شخص سوئے گا اور نہ بیٹھے گا۔ جب صبح ہوگی تو تمام مسلمان مل کر ایک بار ''**الله أكبر**'' کا نعرہ لگائیں گے، اسی وقت شہر کے دو برجوں کے درمیان کا حصہ گر پڑے گا۔ اس پر حیران ہوکر رومی کہیں گے کہ ''پہلے تو ہماری جنگ عرب سے تھی، اب تو خود پروردگارِ عالم ہی سے براہ راست جنگ کرنی پڑ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے ہمارا پورا شہر تہس نہس کر ڈالا''۔

اس کے بعد مسلمان کچھ توقف کریں گے اور مال غنیمت کا سونا ڈھالوں میں بھر بھر کر تقسیم ہوگا، اوران کی آل واولاد بھی تقسیم کی جائیں گی، (عورتیں اس کثرت سے ہوں گی کہ) ایک ایک شخص کے حصہ میں تین تین سولڑکیاں آئیں گی، ایک مقررہ مدت تک مسلمان اس غنیمت سے نفع اٹھائیں گے۔

اس کے بعد پھر دجال حقیقتاً نکل آئے گا اور قسطنطینیہ (Istanbul) اللہ کے ایسے نیک بندوں کے ہاتھوں فتح ہوگا جو زندہ وسلامت رہیں گے، نہ بیمار پڑیں گے اور نہ کوئی مرض ان کو ستائے گا، یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے، اوران کے ہمراہ یہ جماعت دجال (اوراس کے لشکر یہود) کے ساتھ جنگ میں شریک ہوگی۔

روایت میں وارد چند الفاظ کے اختلاف کی تحقیق

"مُعتق": بالتاء، ایک پہاڑ کا نام ہے۔[معجم البلدان للحموي ۲۸٦/۸] بعض روایات میں "معنق" بالنون ہے[الفتن لنعیم بن حماد]، اور بعض میں "معیق" بالیاء ہے۔

"الأرنط" بالنون ہے۔[الفتن لنعیمبن حماد] اور بعض روایتوں میں الأریط: بالیاء ہے۔[الجامع الکبیر ۲۳۸/۱۵، وکذا في القاموس]

عَمُّوريَة: ملکِ روم کا ایک شہر۔[معجم البلدان ۳۵۵/٦]

اس جنگ میں آسمانی نصرت کے طور پر نازل ہونے والے فرشتوں کی تعداد میں بھی بہت اختلاف ہے، چناں چہ الفتن اور الإشاعة کی روایت میں حضرت جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام تینوں کا تذکرہ ہے، اور الجامع الکبیر میں صرف

حضرت جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام ہی کا ذکر ملتا ہے، نیز بعض روایات میں تین لاکھ اور بعض میں چھ لاکھ کا عدد مذکور ہے۔

تنبیہ: ممکن ہے کہ اس روایت کے بعض مضامین باعثِ تحیر ہوں، لہٰذا یہ یاد رہے کہ اس روایت کی سند کو مشہور متکلم فیہ رواۃ ابن لهيعة، حارث أعور اور محمد بن ثابت کے سبب ضعیف قرار دیا گیا ہے، البتہ اس امر کا بھی لحاظ کیا جائے کہ اس روایت کے بیشتر مضامین صحیح احادیث سے ثابت ہیں، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔

قیامت کب قائم ہوگی؟
صحیح مسلم شریف کی چند روایتیں

محدث نُعیم بن حمادؒ کی ذکر کردہ روایت کے بعد اب اس سلسلہ میں صحیح مسلم کی چند روایتیں ملاحظہ کیجیے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أنَّ رسول اللّٰه ﷺ قال: ”لا تقوم السّاعةُ حتى تنزلَ الروم بالأعماق أو بدابقَ، فيخرجُ إليهم جيشٌ مِن المدينة من خيارِ أهلِ الأرضِ يومئذٍ، فإذا تصافُّوا قالت الرومُ: خلُّوا بيننا وبين الذين سبوا مِنّا نقاتِلْهم، فيقول المسلمون: لا، واللّٰه لا نُخلّي بينكم وبين إخواننا، فيقاتلونهم فينهزم ثُلُثٌ لا يتوبُ اللّٰهُ عليهم أبدًا، ويُقْتلُ ثُلُثٌ هم أفضلُ الشهَداء عند اللّٰه، ويفتح الثُلثُ لا يفتنون أبَدًا، فيفتتحون قسطنطينية فبينماهم يقتسمون الغنائم قدْ علّقوا سيوفَهم بالزيتون إذْ صاحَ فيهم الشيطان: إنَّ المسيحَ قد خلَفَكم في أهليكم، فيخرجون، وذلك باطلٌ، فإذا

جاء وا الشامَ خرج، فبينـاهـم يُعدّون للقتال يسوّون الصفوفَ إذْ أُقيمت الصلـوة، فينزِل عيسى ابن مريم عليه السلام فـأمّهـم، فـإذا رآه عدوُّ اللّٰهِ ذابَ كما يذوب المِلحُ في الماء، فلو تركه لَانْذابَ حتى يهلكَ، ولٰكِنْ يقتلُه اللّٰهُ بيده، فيُـريهم دمَهٗ في حَرْبته". [مسلم كتاب الفتن ۳۹۲/۲ رقم ۲۸۹۷] یعنی: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک رومی (عیسائی) اعماق یا دابق (حلب اور انطاکیہ کے قریب ملکِ شام کے دو شہر) میں پڑاؤ نہ ڈال دے۔ پھر اِن رومیوں سے مقابلہ کے لیے مدینۂ منورہ سے ایک لشکر روانہ ہوگا جو اُس وقت روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں سے افضل ہوگا۔ سو جب وہ صف بستہ ہو جائیں گے تب رومی کہیں گے کہ تم (مسلمان) ہم اور ہمارے قیدیوں کے بیچ سے ہٹ کر ہمیں ان سے قتال کرنے دو۔ تب مسلمان کہیں گے کہ (یہ ناممکن ہے)، بخدا! ہم تمہارے اور اپنے بھائیوں کے بیچ سے ہرگز نہیں ہٹیں گے۔ تب وہ آپس میں لڑ پڑیں گے، مسلمانوں کے لشکر کا ایک تہائی حصہ بھاگ نکلے گا، اللہ تعالی ان بھاگنے والوں کو کبھی معاف نہیں فرمائیں گے، لشکر کا دوسرا ایک تہائی حصہ شہید ہو جائے گا، جن کا شمار اللہ کے ہاں (قیامت میں) افضل ترین شہداء میں ہوگا، بقیہ ایک تہائی لشکر فاتح ہوگا (اللہ کی جانب سے ان پر یہ بڑی نعمت ہوگی کہ) یہ فاتحین کبھی کسی فتنہ اور بلا میں مبتلا نہیں ہوں گے، یہ لوگ قسطنطینیہ کو فتح کرلیں گے، ابھی یہ حضرات زیتون کے درختوں پر اپنی تلواریں لٹکا کر مالِ غنیمت تقسیم کر ہی رہے ہوں گے کہ اچانک شیطان چیخے گا کہ دجال تمہاری عدمِ موجودگی میں تمہارے گھروں پر جا پہنچا ہے، یہ ایک جھوٹی خبر ہوگی۔ یہ حضرات (سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر) نکل پڑیں گے، جب وہ شام پہنچیں گے تب دجال نکل چکا ہوگا، یہ

لوگ جنگ کی تیاری کے لیے صف آرائی کر رہے ہوں گے، جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے گی تب عیسی ابن مریم علیہما السلام (آسمان سے) اتریں گے، پھر ان کی امامت فرمائیں گے۔ اللہ کا دشمن (دجال) انہیں دیکھ کر ایسے ہی پگھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک پگھلتا ہے۔ اگر آپ علیہ السلام اسے بالفرض یوں ہی چھوڑ دیں تو وہ خود بخود پگھل کر ہلاک ہوجائے گا؛ لیکن اللہ تعالیٰ اُسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل کروائیں گے، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو اس کا خون اپنے نیزے میں دکھلائیں گے۔

جنگ چھڑنے کی وجوہات

اس جنگ کے چھڑنے کی دو وجوہات ہوسکتی ہیں، ایک وجہ تو خود اسی روایت میں مذکور ہے ''خلُّوا بیننا و بین الذین سبوا مِنّا نقاتِلْهم''تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

حدیثِ مذکور میں لفظ ''سبوا'' دو طرح سے مروی ہے: (۱) سَبَوا، مطلب یہ ہوا کہ عیسائی مسلمان لشکر سے کہیں گے کہ تم ہمارے اور ان مجاہدین کے بیچ سے ہٹ جاؤ جنہوں نے ہمارے سپاہیوں کو قید کیا ہے۔ (۲) سُبُوا، یعنی تم ہمارے ان سپاہیوں کو ہمارے حوالہ کردو جنہیں تم قید کر کے لے گئے ہو۔ حدیث کے الفاظ ''واللّٰہ لا نُخلّي بینکم و بین إخواننا'' سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عیسائی قیدی مشرف باسلام ہوکر مسلمانوں میں شریک ہو چکے ہوں گے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے النهاية ص ۷۸ پر اسی امکان کو راجح قرار دیا ہے۔[المهدي ۱۴۱]

اس جنگ کی دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ سابقہ زمانہ میں اسلامی لشکر اور رومی لشکر دونوں نے مل کر فارس پر جو کامیاب حملہ کیا تھا اس کی تقسیمِ غنیمت میں قیدیوں

کے بارے میں اختلاف ہو جائے گا، کیوں کہ فارس کے قیدیوں میں کچھ مسلمان قیدی بھی ہوں گے، جو یا تو جنگ کے بعد ایمان لائے ہوں گے یا پہلے ہی سے مسلمان تھے، اور ملکی سیاست کے پیشِ نظر نہ چاہتے ہوئے بھی انہیں اس جنگ میں شریک ہونا پڑا ہو۔ مندرجۂ ذیل روایت سے اسی احتمال کی تائید ہوتی ہے۔

عن ذي مخبر بن أخي النجاشي رضي الله عنه أنّهٗ سمع رسولَ اللّٰه ﷺ يقول: تُصالحون الروم عشر سنين صلحاً آمناً، يفون سنتين ويغدرون في الثالثة أو (قال) يفون أربعاً ويغدرون في الخامسة، فينزل جيشٌ منكم في مدينتهم فتغزون أنتم وهُم عدواً مِن ورائكم وورائهم، فتقاتلون ذلك العدوَّ، فيفتح اللّٰهُ لكم فتنصرفون بما أصبتم من أجرٍ وغنيمةٍ، فتنزلون بمرجٍ ذي تلولٍ، فيقول قائلكم: اللّٰهُ غلَب، ويقول قائلهم: الصليب غلب، فيتداولونها فيغضب المسلمون، وصليبهم منهم غير بعيد، فيثور ذلك المسلم إلٰى صليبهم فيدقّهٗ، ويبرزون إلٰى كاسر صليبهم فيضربون عنقهٗ فتثور تلك العصابةُ من المسلمين إلٰى أسلحتهم ويثور الروم إلٰى أسلحتهم، فيقتلون تلك العصابةَ من المسلمين يستشهدون، فيأتون ملِكهم فيقولون: قد كفيناك حدَّ العرب وبأسَهم، فماذا ننتظر؟ فيجمع لكم حمل امرأة، ثم يأتونكم تحتَ ثمانين غاية، تحت كل غاية اثنا عشر ألفاً. [المعجم الكبير للطبراني]

یعنی: تم دس سالہ مدت کے لیے رومیوں (عیسائیوں) سے امن وامان پر صلح کرو گے، وہ دو سال تک اس صلح پر قائم رہیں گے اور تیسرے سال غداری کریں گے، یا حضورِ اقدس ﷺ نے یوں فرمایا کہ وہ چار سال تک اس صلح پر قائم رہیں گے اور پانچویں

سال میں غداری کریں گے۔ (اس مدتِ صلح میں) تمہارا ایک لشکر ان کے ملک میں اترے گا، پھر تم ان کے ساتھ مل کر تمہارے اور ان کے ایک پوشیدہ دشمن سے جنگ لڑو گے، تم اس دشمن پر غالب آ کر فتح یاب ہو جاؤ گے اور اللہ کے اجر اور حاصل شدہ غنیمت کے ساتھ لوٹو گے، پھر تم ٹیلے اور سبزہ والی زمین پر پڑاؤ ڈالو گے، تم میں سے ایک شخص کہے گا کہ اللہ تعالیٰ غالب ہو گیا، (یعنی اس کا دین غالب ہو گیا) اور ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ صلیب غالب ہو گئی، پھر وہ نعرہ بازی کرنے لگیں گے۔ اس وقت مسلمان غضب ناک ہو جائیں گے، صلیب کچھ دوری پر ہوگا، تب وہ مسلمان اس صلیب کی طرف لپک کر اسے چور چور کر ڈالے گا۔ عیسائی صلیب توڑنے والے کی طرف جھپٹ کر اس کی گردن مار دیں گے، تب مسلمان اور عیسائی اپنے اپنے ہتھیار اٹھا لیں گے، وہ مسلمانوں کی اس پوری جماعت کو قتل کر کے شہید کر دیں گے۔ پھر یہ عیسائی اپنے بادشاہ کے پاس آ کر کہیں گے کہ ہم نے آپ پر سے مسلمانوں کی پابندی اور ان کے دبدبہ کو ختم کر دیا، سو اب انتظار کس بات کا ہے؟ تب عیسائی بہت ہی بڑی تعداد میں تمہاری طرف بڑھیں گے، وہ اسّی ٹکڑیوں میں ہوں گے اور ہر ٹکڑی میں بارہ ہزار سپاہی ہوں گے۔

ملکِ شام کی فتح کے سلسلہ میں مشہور صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو تفصیلات صحیح مسلم میں منقول ہیں وہ حسبِ ذیل ہیں:

عن يُسير بن جابر قالَ: هاجتْ ريحٌ حمْراءُ بالكُوفة، فجاء رجلٌ ليس له هِجِّيرى إلّا "يا عبد اللّٰه بن مسعود جاء ت الساعة" قال: فقعد وكانَ متّكِئًا، فقال:"إنَّ الساعة لا تقوم حتى لا يُقسَمَ ميراثٌ ولا يُفرحَ بغنيمةٍ، ثُمّ قال بيده هكذا -ونحّاها نحوَ الشام- فقال: عدُوٌّ يجمعون

لأهـل الإسـلام ويجمعُ لهم أهلُ الإسلام، قلتُ: الرومَ تعني؟ قال: نعم، قال: ويـكون عند ذاكم القتالِ رِدَّةٌ شديدةٌ؛ فيشترط المسلمون شُرْطةً للموت لا تـرجـع إلّا غالبةً فيقتتلون حتى يحجزَ بينهم الليلُ، فيفيء هؤلاء وهؤلاء كُلٌّ غيـر غالب وتفنى الشرطةُ، ثُمّ يشترط المسلمون شُرْطةً للموت لا ترجع إلّا غالبةً فيقتتلون حتى يحجزَ بينهم الليلُ، فيفيء هؤلاء وهؤلاء كُلٌّ غير غالب وتـفـنـى الشـرطةُ، ثُـمّ يشتـرط الـمسلمون شُرْطةً للموت لا ترجع إلّا غالبةً فيـقتتلون حتى يُمسوا، فيفيء هؤلاء وهؤلاء كُلٌّ غير غالب وتفنى الشرطةُ، فإذا كان اليوم الرابع نهدَ إليهم بقيّةُ أهل الاسلام، فيجعل اللّٰهُ الدائرة عليهم، فيـقتتـلون مقتلةً إمّا قال: لا يُرى مثلها، وإمّا قال: لمْ يُر مثلها، حتى إنّ الطائرَ ليـمـرّ بـجنباتهم فما يخلفهم حتى يخرَّ ميّتًا، فيتعادّ بنوا الأب كانوا مائةً فلا يـجـدونـه بـقـي مـنهـم إلّا الـرجـل الواحد، فبأيِّ غنيمةٍ يفرح أوأيّ ميراثٍ يـقـاسم"الخ. [مسلم ۲/۳۹۲ رقم ۲۸۹۹] **حضرت یُسیر بن جابرؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کوفہ میں بہت تیز سرخ آندھی چلی، ایک شخص جس کا تکیہ کلام** "جـاء ت السـاعة" **تھا، وہ حضرت عبداللہ بن مسعود** رضی اللہ عنہ **کے پاس آکر پوچھنے لگا "قیامت آگئی؟" اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود** رضی اللہ عنہ **نے فرمایا "کہ قیامت اُس وقت قائم ہوگی جب کہ میراث کی تقسیم رک جائے گی، اور مالِ غنیمت سے کوئی خوشی نہ ہوگی"۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود** رضی اللہ عنہ **نے اپنے ہاتھوں سے شام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ: "مسلمانوں سے قتال کے لیے دشمن جمع ہوں گے اور مسلمان اُن دشمنوں سے قتال کے لیے جمع ہوں گے"۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ: کیا (دشمن سے) آپ کی**

مراد رومی (نصاری) ہیں؟ تو حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ''ہاں'' اور فرمایا کہ: ''اس قتال کے وقت ابتداءً شدید ہزیمت ہو گی۔ تب اہلِ اسلام لشکر کی ایک ٹکڑی کو اس شرط پر آگے بھیجیں گے کہ وہ شہید ہو جاویں یا فتح یاب ہو کر ہی لوٹیں، وہ قتال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کے درمیان رات حائل ہو جائے گی، اور دونوں لشکر بلا فتح و شکست لوٹ آئیں گے اور یہ ٹکڑی شہید ہو جائے گی۔

مسلمان (دوبارہ) لشکر کی ایک ٹکڑی کو اس شرط پر آگے بھیجیں گے کہ وہ یا تو شہید ہو جائیں یا فتح یاب ہو کر لوٹیں، وہ رات ہونے تک جنگ کرتے رہیں گے، اور دونوں لشکر بلا فتح و شکست لوٹ آئیں گے اور یہ ٹکڑی بھی شہید ہو جائے گی۔

مسلمان (تیسری مرتبہ) اسی شرط پر لشکر کی ایک ٹکڑی کو آگے بھیجیں گے کہ وہ شہید ہو جاویں یا فتح یاب ہو کر ہی لوٹیں، وہ شام تک قتال کرتے رہیں گے اور بلا ہار جیت کے یہ لشکر لوٹ جائے گا اور یہ ٹکڑی بھی شہید ہو جائے گی۔

پھر جب چوتھا دن آئے گا تب باقی ماندہ مسلمان ان کی جانب اٹھ کھڑے ہوں گے تب اللہ تعالیٰ ان دشمنوں کو شکست دے گا، کیوں کہ یہ ایک ایسی جنگ ہو گی کہ اس طرح کی جنگ کبھی بھی نہ دیکھی جائے گی یا (ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یوں فرمایا کہ) ایسی جنگ کبھی بھی نہ دیکھی گئی ہو گی، یہاں تک کہ ایک پرندہ مقتولین پر سے گذرے گا اور وہ انہیں پار کرنے سے قبل ہی مر جائے گا۔

اس وقت ایک خاندان کے لوگ جب خود کو شمار کریں گے تو صرف ایک فیصد زندہ بچا ہوا پائیں گے۔ تو بھلا وہ کس مالِ غنیمت سے خوش ہوں یا کس میراث کو تقسیم کریں؟ الخ

تنبیہ: گرچہ اُس وقت ملکِ شام کے اکثر علاقوں میں رومیوں کا تسلط ہوگا، لیکن بعض جگہوں پر (غالباً دمشق اور اس کے اطراف میں) مسلمانوں کا تسلط برقرار ہوگا، اور ان مسلمانوں کے پاس کچھ رومی قیدی بھی ہوں گے۔

عیسائیوں کا ستّر جھنڈے تلے ہونا

بعض روایات میں ہے کہ شام میں جو عیسائی فوج ہوگی وہ ستّر (۷۰) جھنڈے تلے ہوگی، اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار (۱۲،۰۰۰) افراد ہوں گے۔ کل آٹھ لاکھ چالیس ہزار (۸،۴۰،۰۰۰) کا لشکر ہوگا، یہ ایک حساب ہے۔ اور بعض روایات میں دوسری تعداد بھی ہے جیسا کہ پچھلی روایتوں میں گذرا، ایسے ہی مندرجۂ ذیل روایتوں میں بھی تعداد نو لاکھ ساٹھ ہزار ہے (۹،۶۰،۰۰۰)۔

عن عوف بن مالك رضي الله عنه مرفوعًا في حديثٍ طويل: "ثُم هُدْنةٌ تكون بينكم وبين بني الأصفر، فيغدرون فيأتونكم تحت ثمانين غايةً، تحت كل غايةٍ اثنا عشر ألفًا. [بخاری ۱/۴۵۱] حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک طویل مرفوع حدیث کے ضمن میں مروی ہے کہ قیامت سے پہلے واقع ہونے والی ایک علامت یہ ہے کہ تمہارے اور رومیوں کے بیچ صلح ہوگی، پھر وہ عہد شکنی کرکے تمہاری طرف اسّی جھنڈوں تلے بڑھیں گے، ہر جھنڈے کے ماتحت بارہ ہزار سپاہی ہوں گے۔

عن عوف بن مالك رضي الله عنه مرفوعًا في حديثٍ طويل: "والسادسة هُدْنةٌ تكون بينكم وبين بني الأصفر، فيسيرون إليكم على ثمانين غايةً، قلتُ: وما الغاية؟ قال: الرايةُ، تحت كل رايةٍ اثنا عشر ألفًا، فُسطاطُ

المسلمین یومئذٍ فی أرضٍ یقالُ لها الغوطة في مدینةٍ یقال لها دمشق. [مسند أحمد ۴۱۱/۳۹ رقم؛ ۲۳۹۸۵، حسب ترتیب الفتح الرباني ج۲۴،ص۲۴،۲۵] **تمہارے اور رومیوں کے بیچ صلح ہوگی، وہ تمہاری طرف اسّی جھنڈوں تلے بڑھیں گے، ہر جھنڈے کے ماتحت بارہ ہزار سپاہی ہوں گے، اس وقت مسلمانوں کا پڑاؤ غوطہ نامی سرزمین پر ہوگا جو دمشق میں واقع ہے۔**

فتحِ قسطنطینیہ (استنبول)

۳) اقدامی قتال

ملکِ شام کی فتح کے بعد حضرت مہدی رضی اللہ عنہ عیسائیوں کے مرکز اور اکثریتی علاقہ روم (Rome)، اٹلی (Italy) وغیرہ بلکہ موجودہ سیاسی تقسیم کے مطابق کی فتح کے لیے روانہ ہوں گے۔

علامہ ابن جریر طبریؒ اپنی مایۂ ناز تفسیر میں آیتِ کریمہ: ﴿وَمَن أظْلَمُ ممن مَنَعَ مَساجِدَ اللّٰهِ أنْ یُذکَرَ فیها اسمُه وسَعٰی في خَرابِها أُولٰئِك ما كانَ لهم أن یَدْخُلوها الّا خائفِینo لَهم في الدُنیا خِزيٌ﴾ **الخ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:**

وأولی التاویلات التي ذكرتها بتأویل الآیة قول من قال: عَنَی اللّٰهُ عزّ وجلّ بقوله (وَمَن أظْلَمُ ممن مَنَعَ مَساجِدَ اللّٰهِ أنْ یُذكَرَ فیها اسمُه) النصاری، وذلك أنهم هم الذین سعوا في خراب بیت المقدس، وأعانوا بُخْتَنَصَّر علی ذلك ومنعوا مؤمني بني إسرائیل من الصلاة فیه بعد منصرف بختنصر عنهم إلی بلاده. **''یعنی آیتِ کریمہ میں مراد وہ رومی نصاریٰ (Roman**

á • Catholics ہیں جنہوں نے بیت المقدس کو ویران کرنے میں بختِ نصر کی مدد کی، اور پھر بختِ نصر کے لوٹ جانے کے بعد بھی بنی اسرائیل کے ایمان والوں کو بیت المقدس میں نماز پڑھنے سے روکا''۔ اور ''لهم في الدُنيا خِزي'' کی تفسیر کرتے ہوئے حدیث پاک نقل کرتے ہیں کہ: حدثنا موسى قال: حدثنا عمرو قال: حدثنا أسباط عن السُّدِّي قوله (لهم في الدُنيا خِزيٌ) أمّا خِزيهم في الدنيا فإنهم إذا قام المهدي وفتحت القسطنطينية قتلهم فذلك الخزي الخ ''یعنی اس سے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا قسطنطینیہ (استنبول) کو فتح کرنا اور رومیوں کو قتل کرنا مراد ہے''۔

[تفسير الطبري ۳۹۸/۱۔۳۹۹]

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ یوروپ (Europe) وغیرہ کو فتح کرنے کے بعد قسطنطینیہ (Istanbul) کی طرف متوجہ ہوں گے، اندازہ یہ ہے کہ قسطنطینیہ پر عیسائیوں کا غاصبانہ قبضہ ہوگا۔ قسطنطینیہ ایک جزیرہ نما شہر ہے، احادیث سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے تشریف لے جانے کے وقت قسطنطینیہ کے چاروں طرف فصیلیں (شہر کی دیواریں) ہوں گی۔

فتحِ قسطنطینیہ کے سلسلہ میں مسلم شریف کی روایت

فتح قسطنطینیہ کے سلسلہ میں صحیح مسلم شریف کتاب الفتن میں جو حدیث مبارک وارد ہے وہ حسبِ ذیل ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أنَّ النبي صلى الله عليه وسلم قال: ''سمعتم بمدينةٍ جانبٌ منها في البَرِّ وجانبٌ منها في البحْر؟ قالوا: نعم يا رسولَ اللّٰه، قال: لا تقوم الساعةُ

حتی یغزُوَها سبعون ألفًا مِنْ بني إسحاق، فإذا جاء وها نزلوا، فلمْ یقاتِلوا بسِلاحٍ ولمْ یرموا بسهْمٍ، قالوا: لا إلٰه إلّا اللّٰه واللّٰهُ أكْبر، فیسقُطُ أحدُ جانبیها؛ قالَ ثوْرٌ: لا أعلمهٗ إلّا قال: الذي في البحر، ثُمّ یقولون الثانیةَ: لا إلٰه إلّا اللّٰه واللّٰهُ أكْبر، فیسقُطُ جانبُها الآخر، ثُمَّ یقولون الثالثة: لا إلٰه إلّا اللّٰه و اللّٰهُ أكْبر، فیُفرّج لهم، فیدخلوها فیغنَموا، فبینماهم یقتسمون المغانمَ إذْ جاء هم الصریخُ فقالَ: إنَّ الدجّالَ قدْ خرج، فیتركون كُلَّ شيءٍ ویرجعون". [مسلم ٣٩٦/٢ رقم ٢٩٢٠] **یعنی:** رسول اللہ ﷺ نے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ: "کیا تم اس شہر کے متعلق کچھ جانتے ہو جس کی ایک جانب خشکی میں اور دوسری جانب سمندر میں ہے"؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ: "جی ہاں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ بنو اسحاق یا بنو اسماعیل کے ستّر ہزار مسلمان اس پر چڑھائی نہ کریں۔ پس جب یہ مسلمان اس شہر کے پاس پہنچیں گے اور وہاں پڑاؤ ڈالیں گے تو نہ ہتھیار سے قتال کریں گے اور نہ تیر چلائیں گے۔ بس یہ مسلمان لا إله إلّا اللّٰه و اللّٰه أكبر کا نعرہ لگائیں گے، اس نعرہ کی برکت سے شہر کی ایک فصیل زمین پر گر پڑے گی"۔ ثور بن یزیدؒ راوی کہتے ہیں کہ: "میری یادداشت کے مطابق یہ سمندر والی سمت کے متعلق ہے"۔ "پھر مسلمان دوبارہ لا إلٰه إلّا اللّٰه و اللّٰه أكبر کا نعرہ بلند کریں گے، تو دوسری فصیل بھی گر جائے گی، پھر تیسری مرتبہ لا إلٰه إلّا اللّٰه و اللّٰه أكبر کا نعرہ بلند کریں گے تو مسلمانوں کے لیے راستہ کھل جائے گا اور وہ شہر میں فاتح بن کر داخل ہوں گے۔ فتح کے بعد وہ مالِ غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے، تو شیطان آواز لگائے گا کہ دجال ظاہر ہو چکا ہے۔ اس خبر کو سن کر مسلمان سب چھوڑ چھاڑ

کر (بغرضِ حفاظت) اپنے گھر لوٹیں گے۔

روایت کی تحقیق

فائدہ: اس روایت میں وارد لفظ "سَبعون ألفًا من بني إسحاق" کے بارے میں بعض محدثین کی رائے یہ ہے کہ دراصل یہاں "بني إسماعيل" مراد ہیں، تاہم مسلم شریف کے دستیاب تمام نسخوں میں "من بني إسحاق" ہی وارد ہے۔

علامہ نوویؒ لکھتے ہیں: قال القاضي: كذا هو في جميع أُصولِ صحيحِ مسلم "من بني إسحاق" قال: قال بعضهم: المعروفُ المحفوظُ "من بني إسماعيل" وهو الذي يدل عليه الحديثُ وسياقُه، لأنه إنما أراد العربَ، و هذه المدينة هي القسطنطينية. [نووي على هامش مسلم ۲/۳۹۶] یعنی "من بني إسحاق" کا لفظ ہی مسلم کے تمام نسخوں میں وارد ہے، البتہ مشہور و مستند بات یہ ہے کہ مراد "بني إسماعيل" ہوں؛ چونکہ اسی معنی پر حدیث کی دلالت بھی ہے اور سیاقِ حدیث کا منشا بھی یہی ہے چونکہ ان سے مراد عرب ہیں اور مدينة سے مراد قسطنطنیہ ہے۔

اس سلسلہ میں یہ تاویل بھی پیش کی جاسکتی ہے کہ بنی اسمٰعیل کے لیے بنی اسحٰق کا لفظ لانے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام بنی اسماعیل کے چچا ہیں، اور "عمُّ الرجل صِنْو أبيه" کے مطابق چچا کی طرف نسبت درست ہے۔

اور اگر حدیث کو اس کے ظاہری معنی پر ہی رکھیں تو بنی اسحاق سے مراد وہ افراد ہوں گے جو اس زمانہ میں مسلمان ہوکر لشکرِ مہدی میں شامل ہوگئے، جیسا کہ سابقہ روایتوں سے معلوم ہوچکا۔

دجال کی تحقیق کے لیے جانے والا دستہ

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال کے خروج کی افواہ کی تحقیق بڑے پیمانہ پر کی جائے گی، حتیٰ کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ایک جماعت کو اس کام کے لیے مقرر فرمائیں گے، چناں چہ حدیث میں ہے:فيبعثونَ عشرَةَ فوارسَ طليعة. قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم: "إنّي لأعرفُ أسمائهم وأسماءَ اٰبائهم وألوانَ خيولهم، هم خيرُ فوارس على ظهر الأرض يومئذٍ، أو(قال)مِنْ خير فوارس على ظهر الأرض يومئذٍ". [مسلم ۳۹۲/۲ رقم ۲۸۹۹] حضرت مہدی رضی اللہ عنہ دس سواروں کا ایک دستہ اس خبر کی تحقیق کے لیے آگے بھیجیں گے"۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں اس دستہ کے سواروں کے نام، ان کے آباء کے نام، ان کے گھوڑوں کے رنگ تک جانتا ہوں۔ وہ اس وقت روئے زمین کے اوپر سب سے بہتر لوگ ہوں گے۔

تحقیق کرنے پر پتہ چلے گا کہ یہ خبر صحیح نہیں تھی، لیکن جب حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ ملکِ شام پہنچیں گے تو دجال حقیقت میں نکل چکا ہوگا، چناں چہ اسی حدیث میں ہے "فإذا جاءوا الشامَ خرج". [مسلم ۳۹۲/۲ رقم ۲۸۹۹]

نوٹ: ان ہی فتوحات کے دوران حضرتِ مہدی رضی اللہ عنہ کنيسة الذهب (vatican city) تشریف لے جائیں گے۔

اٹلی کے كنيسة الذهب میں محفوظ عظیم خزانے

یہاں وہ عظیم خزانے محفوظ ہیں جو قیصرِ روم نے بنی اسرائیل سے بیت المقدس (Jerusalem) فتح کرکے حاصل کیے تھے، جسے اپنے دور میں قیصر روم ایک لاکھ

ستر ہزار گاڑیوں پر لاد کر لے گیا تھا۔

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ **ان ہی خزانوں کو ایک لاکھ ستر ہزار کشتیوں پر لاد کر بیت المقدس** (Jerusalem) **لائیں گے، اور اسی جگہ اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائیں گے۔** اس سلسلہ کی مفصل روایت تفسیر قرطبی کے حوالہ سے یہاں پر نقل کر دینا مناسب **معلوم ہوتا ہے، چناں چہ وہ روایت حسبِ ذیل ہے:**

قال حذيفة رضي الله عنه: قلت: يا رسول الله ﷺ! لقد كان بيتُ المَقْدِس عند الله عظيمًا جسيمَ الخطر عظيمَ القدر، فقال رسول الله ﷺ: هو من أجَلّ البيوت ابتناه اللّٰه لسليمانَ بنِ داوٗد عليهما السلام من ذهبٍ وفضةٍ ودُرٍّ وياقوت وزَمَرّد، وذلك أنّ سليمان بن داوٗد لَمّا بناه سخّر اللّٰه تعالیٰ له الجنّ، فأتوه بالذهب والفضة من المعادن، وأتوه بالجواهر والياقوت والزمرد، وسخر اللّٰه تعالیٰ له الجن حتى بنوه من هذه الأصناف. قال حذيفة: فقلت: يا رسول الله ﷺ! وكيف أخِذتْ هذه الأشياء من بيت المقدس؟ فقال رسول الله ﷺ: "إِنَّ بني إسرائيل لمّا عصوا الله وقتلوا الأنبياء سلّط الله عليهم بُختَنصر وهو من المجوس وكان ملكه سبعمائة سنة، وهو قوله: (فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيكُم عِبَادًا لَنَا أُولِي بَأسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَفْعُولًا) فدخلوا بيت المقدس وقتلوا الرجال وسبوا النساء والأطفال وأخذوا الأموال وجميع ما كان في بيت المقدس من هذه الأصناف، فاحتملوها على سبعين ألفًا ومائة ألفِ عجلة حتى أودعوها أرض بابل، فأقاموا يستخدمون بني إِسرائيل ويستملكونهم

بـالخزي والعقاب والنكال مائة عام، ثمّ إنّ اللّٰه-عزّ وجلّ- رحمهم فأوحى إلى ملكٍ من ملوك فارس أن يَسير إلى المجوس في أرض بابل، وأن يستنقذَ مَن في أيديهم من بني إِسرائيل؛ فسار إليهم ذلك الملِك حتى دخل أرض بابل فاستنقذ مَن بقي مِن بني إسرائيل من أيدي المجوس واستنقذ ذلك الحلي الذى كان من بيت المقدس وردّه اللّٰه إليه كما كان أول مرةٍ فقال لهم: يا بني إسرائيل إِنْ عُدتم إلى المعاصي عدنا إليكم بالسبي والقتل، وهو قوله: (عَسٰى رَبُّكُمْ أنْ يَرْحَمَكُمْ وَاِنْ عُدْتُمْ عُدْنَا) فلمّا رجعتْ بنو إسرائيل إلى بيت المقدس عادوا إلى المعاصي فسلّط اللّٰه عليهم مَلِك الروم قيصر، وهو قوله: (فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَاعَلَوا تَتْبِيرًا) فغزاهم في البر والبحر فسباهم وقتلهم وأخذ أموالهم ونساء هم، وأخذ حلي جميع بيت المقدس واحتمله على سبعين ألفًا ومائة ألفِ عجلة حتى أودعوه في كنيسة الذهب، فهو فيها الآن حتى يأخذه المهدي فيردّه إلى بيت المقدس، وهو ألفُ سفينة و سبعمائة سفينة يُرسى بها على يافا حتى تنقل إلى بيت المقدس وبها يجمع اللّٰه الأولين والآخرين...“.[تفسیرِ قرطبی ١٠/٢٢٢، و التذكرة للقرطبي ٦٥٣]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ بیت المقدس اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی عظیم القدر مسجد ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دنیا کے سب گھروں میں ایک ممتاز عظمت والا گھر ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے لیے سونے چاندی اور جواہرات، یاقوت وزمرد سے بنایا تھا، اور یہ اس

طرح کہ جب سلیمان علیہ السلام نے اس کی تعمیر شروع کی تو حق تعالیٰ نے جنات کو ان کے تابع کر دیا، جنات نے یہ تمام جواہرات اور سونے چاندی جمع کر کے ان سے مسجد بنائی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ پھر بیت المقدس سے یہ سونا چاندی اور جواہرات کہاں اور کس طرح گئے؟ تو رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل نے اللہ تعالی کی نافرمانی کی اور گناہوں اور بداعمالیوں میں مبتلا ہو گئے، انبیا علیہم السلام کو قتل کیا تو اللہ تعالی نے ان پر بختِ نصر بادشاہ کو مسلط کر دیا جو مجوسی تھا، اس نے سات سو برس بیت المقدس پر حکومت کی- اور قرآن کریم میں آیت فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيكُم عِبَادًا لَنَا أُولِى بَأسٍ شَدِيدٍ سے یہی واقعہ مراد ہے- بخت نصر کا لشکر بیت المقدس میں داخل ہوا، مردوں کو قتل کیا، عورتوں اور بچوں کو قید کیا اور بیت المقدس کے تمام اموال اور سونے چاندی، جواہرات کو ایک لاکھ ستر ہزار گاڑیوں میں بھر کر لے گیا اور اپنے ملک بابل میں رکھ لیا، اور سو برس تک ان بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا کر طرح طرح کی با مشقت خدمت ذلت کے ساتھ ان سے لیتا رہا۔

پھر اللہ تعالی نے فارس کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کو اس کے مقابلہ کے لیے کھڑا کر دیا جس نے بابل کو فتح کیا اور باقی ماندہ بنی اسرائیل کو بختِ نصر کی قید سے آزاد کرایا، اور جتنے اموال وہ بیت المقدس سے لایا تھا وہ سب بیت المقدس میں پہنچا دیا، اور پھر بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اگر تم پھر نافرمانی اور گناہوں کی طرف لوٹ جاؤ گے تو ہم بھی پھر قتل اور قید کا عذاب تم پر لوٹا دیں گے، آیت قرآن عَسٰى رَبُّكُمْ أَنْ يَرْحَمَكُمْ وَإِنْ عُدْتُمْ عُدْنَا سے یہی مراد ہے۔

پھر جب بنی اسرائیل بیت المقدس میں لوٹ آئے (اور سب اموال وسامان

بھی قبضہ میں آ گیا) تو پھر معاصی اور بدعملیوں کی طرف لوٹ گئے، اس وقت اللہ تعالی نے ان پر شاہ روم قیصر کو مسلط کر دیا، آیت فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُم سے یہی مراد ہے۔شاہ روم نے ان لوگوں سے خشکی اور سمندری دونوں راستوں پر جنگ کی اور بہت سے لوگوں کو قتل اور قید کیا، اور پھر تمام ان اموالِ بیت المقدس کو ایک لاکھ ستر ہزار گاڑیوں پر لاد کر لے گیا اور اپنے کنیسۃ الذهب میں رکھ دیا، یہ سب اموال ابھی تک وہیں ہیں اور وہیں رہیں گے یہاں تک کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ پھر ان کو بیت المقدس میں ایک لاکھ ستر ہزار کشتیوں میں واپس لائیں گے، اور اسی جگہ اللہ تعالی تمام اولین وآخرین کو جمع کر دیں گے۔

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور وفاتِ مہدی رضی اللہ عنہ

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور وفاتِ مہدی رضی اللہ عنہ

اور اُس وقت کے مختصر حالات

علاماتِ قیامت میں سے انتہائی اہمیت کی حامل ایک نشانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی ہے۔ یہ ایک ایسا طویل اور اہم باب ہے کہ جہاں محدثینؒ نے اپنی کتابوں میں اس کے مستقل ابواب قائم کیے ہیں وہیں دیگر اہلِ علم اور مستشرقین نے بھی اس مضمون پر اپنا قلم اٹھایا ہے۔

بہر حال یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عین نزول کے وقت کے چند اہم واقعات بڑے اختصار کے ساتھ ترتیب سے نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے، تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہونے والے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے روشن کارنامے اور آپ کے مقام و مرتبہ کی صحیح تصویر اور اس کا نقشہ معتمد روایات و مستند تاریخی نقول کی روشنی میں ہمارے سامنے آسکے۔

دجال شام اور عراق کے درمیان سے ظاہر ہوگا

دجال پہلی بار شام (Syria) اور عراق (Iraq) کے درمیان ظاہر ہوگا؛ لیکن اس وقت اس کا خروج لوگوں میں زیادہ مشہور نہیں ہوگا۔ پھر دوبارہ وہ اصبہان (Esfahan) کے ایک مقام یہودیہ سے نمودار ہوگا، اور یہاں پہنچ کر اس کی شہرت و

جمعیت میں اضافہ ہو جائے گا، وہ چاروں طرف فتنہ برپا کردے گا۔

ظہورِ دجال کی روایتیں

دجال کے ظاہر ہونے کی جگہ کے بارے میں احادیث میں مختلف مقامات کا ذکر ملتا ہے، چناں چہ شام وعراق کی وسطی گھاٹی، خراسان، خوز وکرمان اور اصبہان کا تذکرہ آتا ہے۔

صحیح مسلم کی روایت میں شام وعراق کی وسطی گھاٹی کا ذکر ہے: عن نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ مرفوعًا: إنّه [الدجالَ] خارجٌ خَلّةً بين الشام والعراق. [مسلم ٤٠١/٢ رقم ٢٩٣٧] یعنی دجال شام وعراق کی وسطی گھاٹی سے نمودار ہوگا۔

الفتح الربانی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں خراسان کا ذکر ہے: عن أبي بكر رضی اللہ عنہ قال: حدثنا رسول الله ﷺ أنّ الدجالَ يخرجُ من أرضٍ بالمشرق يقال لها خراسان. [مسند أحمد ١٢/١٩٠/١، الفتح الرباني ٧٢/٢٤] إسناده صحيحٌ یعنی دجال مشرق میں خراسان سے ظاہر ہوگا۔

الفتح الربانی ہی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں اصبہان کا تذکرہ آیا ہے: عن أنس بن مالك رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: يخرج الدجالُ مِنْ يهوديّة أصبهان. [الفتح الرباني ٧٣/٢٤] یعنی دجال أصبهان کے مقام یھودیہ سے ظاہر ہوگا۔

الفتح الربانی ہی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول روایت میں خوز اور کرمان کا ذکر یوں ملتا ہے: وعن أبي هريرة رضی اللہ عنہ قال: سمعتُ رسول الله ﷺ يقول: لَينزلَنّ الدجالُ خوزَ و كِرمانَ. [الفتح الرباني ٧٣/٢٤] (ابن إسحاق مدلسٌ) یعنی

دجال خوز اور کرمان میں اترے گا۔

مذکورہ بالا روایات میں سے پہلی تینوں روایتیں صحیح ہیں؛ البتہ چوتھی روایت میں راوی ابن إسحق کے ’’مدلس‘‘ ہونے کے سبب ضعف پایا جاتا ہے۔

روایتوں کے درمیان تطبیق

اور اُس دور میں مسلمانوں کی مختلف پناہ گاہوں کا تذکرہ

اب اختلاف کا حل اس طرح ممکن ہے کہ دجال کا خروجِ اولیں عراق وشام کی وسطی گھاٹی سے ہوگا؛ لیکن اس وقت وہ شہرت نہیں پائے گا؛ چونکہ اس کے اعوان وانصار کی بڑی جماعت قریۂ یہودیہ میں اس کی منتظر ہوگی، پھر وہ خراسان میں واقع مقام اصبھان کی ایک بستی یھودیه جا کر اپنے حامیوں کے ہمراہ ساری دنیا کا دورہ کرے گا، اوراسی مقصد سے وہ خوز وکرمان میں پڑاؤ ڈالے گا، چناں چہ حدیث میں لَیَنْزِلَنَّ الدجالُ خوزَ و کِرمان کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس کے ٹھہرنے کی جگہ ہوگی، اوراس بار اس کا خروج اوراس کا شر سارے عالم میں مشہور ہوجائے گا۔

اب دجال پوری دنیا کا طوفانی دورہ کرے گا، صرف چالیس دن دنیا میں رہے گا، ایک دن ایک سال کے برابر، دوسرا دن ایک مہینہ کے برابر اور تیسرا ایک ہفتہ کے برابر ہوگا، بقیہ ایام معمول کے مطابق ہوں گے۔

دجال کے اکثر متبعین یہود (Jews) ہوں گے

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ دمشق پہنچ کر زور وشور سے جنگ کی تیاریاں شروع کر

دیں گے، لیکن صورتِ حال پوری دجال کے موافق ہوگی، چونکہ اس کے پاس زبردست مادّی قوت ہوگی، حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اور آپ کے چاہنے والے دمشق میں رہ کر جنگ کی تیاریوں میں مشغول ہوں گے، عام طور پر آپ اور آپ کے ساتھی جامع اموی میں نماز ادا کریں گے۔

اُس پُرفتن دور میں مومنین اردن (Jorden) اور بیت المقدس (یروشلم) میں جمع ہوجائیں گے۔ پہلے مسلمان اردن کی ایک وادی "أفیق" میں سمٹ جائیں گے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: فيَنْحاز (المسلمون) إلى عقبة أفيق.

[مصنف ابن أبي شيبة ١٣٧/١٥]

بعض روایتوں سے تو یہاں تک پتہ چلتا ہے کہ اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے اس زمانہ کے سبھی لوگ تقریباً اُردن کی اس وادی میں موجود ہوں گے۔ وكلُّ واحدٍ يؤمنُ بالله واليوم الآخر ببطن الأردن.

[كنز العمال ٣١٥/١٤ رقم ٣٨٧٩١ والمستدرك للحاكم ٥٣٧/٤ رقم ٨٥٠٧]

مسلمان اخیر میں بیت المقدس (Jerusalem) کے ایک پہاڑ "جبل الدُّخان" پر جمع ہوں گے۔

دوسری طرف دجال دنیا بھر میں ہنگامہ آرائی کرکے دمشق پہنچے گا، اور اس پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ ڈال کر مسلمانوں کی ایک جماعت کا محاصرہ کرلے گا۔

فيفرّ الناس إلى جبل الدخان بالشام، فيأتيهم فيُحاصرهم، فَيَشْتَدُّ حصارهم، ويجهدهم جهدًا شديدًا. [التذكرة للقرطبي ٧٥٤ وأحمد ٣١٧/٣-٣١٨]

یعنی لوگ ملکِ شام میں جبلِ دخان کی جانب بھاگ نکلیں گے، تب دجال وہاں آکر

ان کو گھیر لے گا، اور انہیں سخت مشقت میں ڈال دے گا۔

اس محاصرہ کی وجہ سے مسلمان سخت مشقت اور فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جائیں گے؛ حتی کہ بعض لوگ اپنی کمان کی تانت جلا کر کھانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ جب دجال کا یہ محاصرہ بہت طویل ہو جائے گا تو مسلمانوں کے امیر (حضرت مہدی رضی اللہ عنہ) ان سے کہیں گے کہ اب اس سرکش سے جنگ کرنے میں پس و پیش میں کیوں مبتلا ہو؟ غرض وہ ان کو فتح یا شہادت پر آمادہ کریں گے۔ لوگ صبح میں فجر کی نماز کے بعد اس سے فیصلہ کن جنگ کا پختہ عزم کرلیں گے۔

یہ رات سخت تاریک ہوگی، لوگ جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہوں گے، اُس صبح تاریکی میں مسلمان فجر کی نماز کی تیاری کر رہے ہوں گے، حضرت مہدی رضی اللہ عنہ فجر کی نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھ چکے ہوں گے، اور نماز کی اقامت بھی کہی جا چکی ہوگی اچانک کسی کی آواز آئے گی کہ ''تمہارا فریادرس آ پہنچا''، لوگ یہاں وہاں نظر دوڑائیں گے تو ان کی نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پڑے گی، جو دو زرد چادروں میں ملبوس دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دمشق کی جامع مسجد کے سفید منارے پر نازل ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیڑھی منگوا کر منارہ سے اتریں گے۔ فبينما هو كذلك إذْ بعث اللّٰهُ المسيح ابنَ مريم، فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق بين مهرودتَين واضعًا يديه على أجنحة ملكين. [مسند أحمد ۱۷٦۲۹/۱۷۳/۲۹] یعنی مسلمان اسی حالت میں ہوں گے کہ اچانک اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو دو زرد چادروں میں ملبوس مشرقی دمشق کے سفید منارے پر اتاریں گے، وہ دو فرشتوں کے پروں (کندھوں) پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کون سے مینارہ پر ہوگا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کس مینارہ پر ہوگا؟ اس بارے میں دو طرح کی باتیں ہیں، کچھ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جامعِ اموی کا مینارہ ہے، لیکن دوسری روایات - جو زیادہ قوی اور صحیح ہیں ان - سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جامعِ اموی کے علاوہ کوئی اور مینارہ ہے، کہتے ہیں کہ دمشق میں مقامِ غوطہ پر ان دنوں موجود سفید مینارہ مراد ہے جو صدیوں سے ہے، اور مقامی لوگوں میں بھی یہی بات زباں زد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اسی پر اتریں گے، واللہ اعلم۔

تفصیل کے لیے حضرت مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی مدظلہ کا سفرنامہ مطبوعہ بنام ''انبیا کی سرزمین میں چند روز'' ملاحظہ ہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول صالح قوم پر ہوگا

جس جماعت پر آپ کا نزول ہوگا وہ اس زمانہ کے صالح ترین زن و مرد کی جماعت ہوگی۔ (ایک روایت میں ان کی تعداد آٹھ سو مرد اور چار سو عورتیں بتلائی گئی ہے)۔عن أبي هريرة رضي الله عنه أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ينزل عيسى ابن مريم على ثمان مائة رجلٍ وأربع مائة امرأةٍ خيار مَنْ على الأرض يومئذٍ و كصلحاء من مضىٰ. [كتاب التذكرة ٧٦٢ و كنز العمال رقم ٣٨٨٦٣] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ایسے آٹھ سو مرد اور چار سو عورتوں کے بیچ نازل ہوں گے جو اس وقت روئے زمین کے بہترین لوگ ہوں گے، اور پچھلے دور کے صالحین کے ہم مرتبہ ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہلی نماز حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں پڑھنا

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کے لیے بلائیں گے اور جائے نماز چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے کہ تم ہی نماز پڑھاؤ، کیوں کہ اس کی اقامت تمہارے لیے کہی جا چکی ہے، غرض آپ علیہ السلام امامت سے انکار فرما دیں گے اور کہیں گے ''یہ اس امت کا اعزاز ہے کہ اس کے بعض لوگ بعض کے امیر ہیں''۔

عن أبي أُمامة رضي الله عنه مرفوعًا: ...فرجع ذلك الإمامُ ينكصُ، يمشي القَهْقرىٰ ليتقدّمَ عيسىٰ يصلي بالناس، فيضعُ عيسىٰ يدَهٗ بين كتفيه ثمّ يقول له: تقدَّمْ فصلِّ فإنّها لك أُقيمت. [ابن ماجة رقم ٤٠٧٧]

چناں چہ اس وقت کی نماز حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہی پڑھائیں گے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی یہ نماز ان کی اقتدا میں ادا کریں گے۔

اس مقام پر یہ بھی یاد رہے کہ امامتِ صلوۃ کے بارے میں مذکورہ روایت کے برعکس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عیسیٰ علیہ السلام کی امامت کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: سمعتُ رسولَ الله ﷺ يقول: ينزل عيسى ابن مريم فيؤمُّهم. [سعاية ١٨٤/٢ عن ابن حبان: ٦٨١٢] اسی طرح فينزلُ عيسىٰ علیہ السلام فأمَّهم. [مسلم ٣٩٢/٢ رقم ٢٨٩٧] یعنی عیسیٰ بن مریم علیہما السلام لوگوں کی امامت فرمائیں گے۔

روایتوں کے تعارض میں علامہ کشمیریؒ کی رائے

ان روایتوں کا تعارض دور کرتے ہوئے علامہ کشمیریؒ فرماتے ہیں: ''پہلی نماز

حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھیں گے، چوں کہ اس کی اقامت ان ہی کے لیے کہی گئی تھی“۔[فیض الباري ٤٦/٤-٤٧]

اس کی تائید درجِ ذیل عبارات سے ہوتی ہے۔

عارضۃ الاحوذی میں ہے:”قدْ رُوي أنَّهٗ يصلّي وراء إمام المسلمين خضوعًا لدِيْنِ محمَّدٍ ﷺ وشريعتِه واتباعًا وإسخانًا لأعيُنِ النصارى وإقامة الحُجَّة عليهم“.[٧٨/٩] کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے دین وشریعت کے سامنے انکساری اور تابع داری کے لیے مسلمانوں کے امام کے پیچھے نماز ادا کریں گے اور یہ بھی وجہ ہے کہ نصاریٰ خود اس بات کا مشاہدہ کرلیں اور ان پر حجت قائم ہوجائے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:”وفي صلاة عيسٰى خَلْفَ رجلٍ مِنْ هذه الأُمَّة مع كونه في آخر الزمان وقُربِ قيام الساعة دلالةٌ للصحيح مِنَ الأقوال أنَّ الأرضَ لاتخلو عن قائمٍ للّٰه بحُجَّةٍ“. [فتح الباري ٦١١/٦] کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس امت کے ایک شخص کے پیچھے نماز ادا کرنے میں اس بات کی صریح دلیل ہے کہ یہ سرزمین اللہ تعالیٰ کے احکام کے قائم کرنے والوں سے ہرگز خالی نہیں ہوگی؛ باوجودیکہ یہ واقعہ اس آخری دور کا ہے جو قیامت سے بالکل قریب ہے۔

لیکن اس پہلی نماز کے بعد پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود امامت کرنے لگیں گے اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ان کی اقتدا کریں گے۔

چناں چہ یہی مضمون حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے: عن كعب رضي الله عنه مرفوعًا... قال: فينظرون فإذا بعيسى ابن مريم، قال: وتقام الصلوة فيرجع إمامُ المسلمين المهدي، فيقول عيسىٰ: تقدّمْ فلك أُقيمت

الصلوة، فيُصلي بهم ذلك الرجلُ تلك الصلوةَ، قال: ثم يكون عيسىٰ إمامًا بعده. [الفتن ۳۹۳ رقم ۱۳۳٦] **یعنی لوگ دیکھ رہے ہوں گے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام اتر رہے ہیں، عین اس وقت جماعت کھڑی ہو رہی ہوگی اور مسلمانوں کے امام حضرت مہدی رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے لگیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ آپ آگے بڑھ کر نماز پڑھائیے، آپ ہی کے لیے تکبیر کہی جا چکی، تو وہ شخص (یعنی حضرت مہدی رضی اللہ عنہ) وہ نماز پڑھائیں گے، اس کے بعد پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی امام رہیں گے۔**

ملا علی قاریؒ اپنی کتاب شرح الفقه الأكبر **میں لکھتے ہیں:** "الأصح أنَّ عيسىٰ علیہ السلام يصلي بالناس، ويقتدي به المهدي". [۱۳۷] **یعنی صحیح بات یہی ہے کہ (پہلی نماز کے بعد) حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام ہوں گے اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ان کی اقتدا کریں گے۔**

بہر حال! فجر کی نماز کے بعد تفصیلی گفتگو اور مشورے ہوں گے، پھر دجال اور اس کے متبعین کے ساتھ جنگ کا سلسلہ شروع ہوگا۔

دجال کے احوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھنے کے وقت

دجال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو حیران ہو کر بھاگ کھڑا ہوگا، تقریباً ستّر ہزار یہودی اس کے ساتھ ہوں گے، دجال دمشق سے نکل کر اسرائیل (Israiel) کی طرف بھاگے گا۔ أفيق کی گھاٹی سے گزرے گا اور شہر لُدّ پہنچے گا؛ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی فوج اس کا تعاقب کر رہی ہوگی، دجال جب لُدّ میں گھسنا چاہے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے قریب پہنچ جائیں گے۔ دجال کی حالت

یہ ہوگی کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کچھ نہ کریں تو بھی وہ نمک کی طرح گھل کر ختم ہو جائے گا؛ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ہتھیار سے اس کو ختم کریں گے۔ دجال کے ہمنوا یہودیوں کا بھی قتل ہوگا۔

فبينما هم يعدون للقتال، يسوون الصفوف، إذ أقيمت الصلاة، فنزل عيسىٰ ابن مريم ﷺ فأمهم، فإذا رآه عدوّ اللّٰه ذاب كما يذوب الملح في الماء، فلو تركه لانذاب حتى يهلك؛ ولكن يقتله اللّٰه بيده فيريهم دمه في حربته. [وفي شرحه] قوله: "فلو تركه لانذاب حتى يهلك الخ" يعني أنه كان من الممكن أن يهلك الدجال من غير أن يقتله عيسىٰ ابن مريم عليه السلام لكونه ينذاب أمامه كما ينذاب الملح في الماء؛ ولكن أراد اللّٰه أن يقتله بيد عيسىٰ عليه السلام. قوله: "فيريهم دمه في حربته" يعني أن عيسىٰ عليه السلام يُري دم الدجال في حربته. الخ [تكملة فتح الملهم ٦/٢٩٨]

ساری دنیا میں اسلام قائم ہوگا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ دجال کے بعد دنیا کے باقی ماندہ علاقوں کی فتح کی طرف متوجہ ہوں گے اور ساری دنیا میں اسلام کو قائم فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ اسلام کو ہر اعتبار سے غالب فرمائیں گے، اور نبیٔ کریم ﷺ کی وہ پیشین گوئی پوری ہوگی جس کی طرف مندرجۂ ذیل حدیث میں اشارہ ہے:

عن المقداد رضي الله عنه أنّهٗ سمع رسول اللّٰه ﷺ يقول: لا يبقى على ظهر الأرض بيتُ مدر ولا وبرٍ إلّا أدخله اللّٰهُ كلمةَ الإسلام بِعِزّ عزيزٍ أوذلِّ ذليلٍ،

إمّا يعزّهم الله فيجعلهم من أهله أو يُذِلّهم فيدينون لها. [أحمد ۲۳٦/۳۹ رقم ۲۳۸۱٤] حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ روئے زمین پر کوئی پکا اور کچا مکان باقی نہ رہے گا؛ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس میں اسلام کا کلمہ داخل کرے گا کسی کو عزت دے کر کسی کو ذلت دے کر۔ بہرحال اللہ کو جنہیں عزت دینا ہوگا انہیں خود بہ خود مسلمان ہونے کی توفیق دے گا اور جنہیں ذلیل کرے گا وہ بھی بالآخر دین کو اختیار کرلیں گے۔

خلاصہ یہ کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ظہور کے بعد سات سال تک عیسائیوں کے ساتھ مختلف جنگوں میں مشغول ہوں گے، اور آٹھواں سال دجال کے ساتھ مقابلہ آرائی میں، اور نواں سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں گذرے گا۔ اس وقت پورے عالم میں ایمان ہی ایمان کی بہار ہوگی، مادی فراوانی کی بھی کثرت ہوگی، قتلِ دجال کے بعد حضرت مہدی رضی اللہ عنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں مختلف علاقوں کا دورہ فرمائیں گے اور جن لوگوں کو دجال کی وجہ سے اذیتیں پہنچی تھیں ان کو اجر کی بشارت اور تسلی بھی دیں گے، اور داد و دہش کے ذریعہ ان کا دل بھر دیں گے۔

وفاتِ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اور عمر شریف

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی وفات کے سلسلہ میں غالب بات تو یہی ہے کہ آپ کسی جنگ میں شہید نہیں ہوں گے؛ البتہ آپ رضی اللہ عنہ کے ظہور کے نویں سال یعنی (ایک قول کے مطابق) کل انچاس برس کی عمر میں آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگی؛ لیکن یہ وفات کس شہر میں ہوگی؟ اور آپ کہاں دفن ہوں گے؟ اس کا تذکرہ نہیں ملتا۔ سنن ابوداؤد میں صرف

اتنا ہے کہ: ’’ثُمَّ یتوفّٰی و یُصلّي علیه المسلمون‘‘. [أبو داؤد ٢ / ٥٨٩ رقم ٤٢٨٦]
یعنی آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگا اور مسلمان آپ کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔

اس روایت کے رجال کے بارے میں عون المعبود میں ہے کہ: ’’و رجالُه رجال الصحیحین لا مطْعَنَ فیهم ولا مغْمَز‘‘. [٢٥٥/١١] یعنی اس روایت کے رجال صحیحین ہی کے ہیں، ان میں جرح وطعن کی کوئی گنجائش نہیں۔

چناں چہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ العرف الشذي میں فرماتے ہیں: ویُبعَث المهدي لإصلاح المسلمین؛ فبعدَ نزول عیسٰی علیه السلام یرتحل المهدي من الدنیا إلی العقبیٰ. [العرف الشذي علی هامش الترمذي ٤٧/٢ حسب النسخة الهندیة] یعنی حضرت مہدی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی اصلاح کی غرض سے مبعوث ہوں گے، چناں چہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد آپ رضی اللہ عنہ دنیا سے عقبیٰ کی طرف رحلت کر جائیں گے۔ اور ظاہر یہی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے جنازے کی نماز حضرت عیسیٰ علیہ السلام پڑھائیں گے۔

یہ بات تو مسلّم ہے کہ ظہور کے بعد حضرت مہدی رضی اللہ عنہ دنیا میں تقریباً نو سال رہیں گے، البتہ ظہور کے وقت آپ کی عمر چالیس سال کی ہوگی؛ یہ بات مختلف کتابوں میں لکھی تو ہے؛ لیکن ہمیں کوئی صحیح روایت میں نہیں مل سکی، البتہ بعض ضعیف روایات میں تعیین ملتی ہے۔

أخرج أبو نُعیم، عن أبي أُمامة رضی اللہ عنہ مرفوعًا: ...فقال له رجلٌ: یا رسول اللّٰه! مَن إمامُ الناس یومئذٍ؟ قال صلی اللہ علیہ وسلم: المهدي مِن ولدي ابنُ أربعین سنةً الخ. [الحاوي ٦٦/٢] حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے (اخیر زمانہ کے متعلق) دریافت کیا کہ اس وقت لوگوں کا امام کون ہوگا؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری اولاد میں سے مہدی نامی شخص ہوگا جو (اس وقت) چالیس سال کا ہوگا۔

مختصر حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حکومت کا مکمل انتظام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سنبھالیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس برس دنیا میں قیام فرمائیں گے، آپ شادی بھی فرمائیں گے اور اولاد بھی ہوگی، آپ ہی کے زمانہ میں یاجوج اور ماجوج کا واقعہ بھی پیش آئے گا، بالآخر مُقعَد نامی ایک شخص کو اپنا جانشین بنا کر دنیا سے تشریف لے جائیں گے یعنی دنیا میں آنے کے بعد اب آپ کی وفات ہوگی۔ روضۂ اقدس میں آپ ﷺ کے قریب تدفین عمل میں آئے گی، پھر قیامت کی آخری علامتوں کا ظہور ہوگا۔

قال كعب الأحبار رضي الله عنه: إن عيسىٰ عليه السلام يمكثُ في الأرض أربعين سنةً، ...وإنّ عيسىٰ عليه السلام يتزوج بامرأة من آل فُلانٍ، ويرزَق منها ولدين فيسمّى أحدُهما محمد والآخرُ موسىٰ، ويكون الناس معه على خيرٍ وفي خير زمانٍ، وذلك أربعين سنةً، ثم يقبض الله روح عيسىٰ ويذوق الموتَ ويُدفن إلى جانب النبي ﷺ في الحجرة، ويموت خيار الأمّة ويبقى شرارُها فى قلّةٍ من المؤمنين. [التذكرة للقرطبي ٧٦٣]

یعنی: حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں چالیس سال رہیں گے، وہ کسی قبیلہ کی عورت سے نکاح کریں گے، اس عورت سے ان کے دو بیٹے بھی ہوں گے جن کا نام محمد اور موسیٰ ہوگا، آپ علیہ السلام کے ہمراہ لوگ بھلائی میں اور

بھلے زمانہ میں رہیں گے، یہ چالیس سالہ مدت ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح قبض فرمالیں گے، اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی موت آجائے گی، اور وہ حجرۂ مبارکہ میں نبیٔ کریم ﷺ کے پہلو میں مدفون ہوں گے، امت کے صالحین بھی اس دنیا سے رخصت ہوجائیں گے اور بدکردار لوگ باقی رہ جائیں گے۔

اسی سلسلہ میں توریت کی ایک آیت حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: عن یوسفَ بن عبد اللّٰه بن سلام عن أبیه رضی اللہ عنہ قال: نجدُ في التوراة أنّ عیسی ابن مریم یُدفن مع محمَّد ﷺ. [الفتن ۳۹۵ رقم ۱۳۳۸]

کہ ہم نے توریت میں لکھا ہوا دیکھا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نبیٔ کریم ﷺ کے پہلو میں مدفون ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا چالیس سالہ دنیوی قیام احادیث کی روشنی میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا میں چالیس سال تک زندہ رہنے کے متعلق مسندِ احمد اور مصنفِ عبدالرزاق میں بھی روایات وارد ہیں، عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول اللّٰه ﷺ: ...فینزل عیسیٰ فیقتله ثمّ یمکُثُ عیسیٰ في الأرض أربعین سنة إمامًا عدْلًا و حکمًا مقْسِطاً.

[مسند أحمد: رقم ۲۴۴۶۷، ومصنف ابن أبي شیبة ۱۳۴/۱۵ رقم ۱۹۳۲۰]

دجال کے ظاہر ہونے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے، وہ دجال کو قتل کریں گے پھر روئے زمین پر چالیس سال تک عادل امام اور منصف حَکَم بن کر رہیں گے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ينزل عيسى ابن مريم ويقتل الدجال ويمكث أربعين عامًا يعمل فيهم بكتاب الله تعالى وسُنتي، ويموت، ويستخلفون بأمر عيسىٰ رجلًا مِن بني تميم يقال له المقعد، فإذامات المقعد لم يأت على الناس ثلاثُ سنين حتى يُرفع القراٰن من صدور الرجال ومصاحفهم. [الحاوي ۸۲/۲]

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے اتر کر دجال کو قتل کریں گے، اور چالیس سال تک لوگوں میں کتاب اور میری سنت کو نافذ کریں گے، اس کے بعد ان کی وفات ہوگی۔ لوگ بنی تمیم کے مقعد نامی ایک شخص کو ان کا قائم مقام بنا دیں گے، تین سال کے قلیل عرصہ میں ہی لوگوں کے سینوں اور مصاحف سے قرآن کریم اٹھالیا جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے قرآن وحدیث کا علم

سورۂ آلِ عمران کی آیت "ويعلّمه الكتاب والحكمة" کی تفسیر میں بعض حضرات مفسرین کی رائے یہ ہے کہ اس سے قرآن وحدیث کا علم مراد ہے، یعنی قرآن و حدیث کا علم اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیں گے، چونکہ آپ کو دنیا میں دوبارہ تشریف لانے کے بعد قرآن وحدیث کے احکام کے متعلق عمل بھی کرنا ہے اور اس کے مطابق فیصلے بھی کرنا ہے۔ [جلالین، ص: ۵۱]

نوٹ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ان کی مکمل حیات، دنیا میں ان کا دوبارہ نزول، دجال کا قتل، اس کے لیے ہماری دوسری کتاب "نزولِ عیسیٰ" کا مطالعہ کریں۔

بالآخر جب اللہ تعالیٰ کو قیامت قائم کرنی ہوگی تو ایک خوش گوار ہوا چلے گی جو تمام مومنین کی روحیں قبض کر لے گی، اور دنیا میں کوئی ادنیٰ ایمان والا باقی نہ رہے گا اور پھر پس ماندہ بدترین لوگوں پر قیامت واقع ہوگی اور صور پھونک دیا جائے گا۔

عن عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:...ثم يبعث اللّٰهُ ريحًا كريح المسك مسُّها مسُّ الحرير، فلا تترك نفسًا في قلبه مثقال حبّةٍ من الإيمان إلّا قبضته، ثم يبقى شرارُ الناس، عليهم تقوم الساعة. [مسلم: رقم ١٩٢٤]

یعنی اللہ تعالیٰ مشک جیسی خوشبودار ریشم جیسی نازک وملائم ہوا چلا کر تمام مسلمانوں کی روح قبض کرلیں گے، پھر بدترین لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے اہم ترین کارنامے

(۱) آپ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسا کہ وہ پہلے ظلم وجور سے بھری تھی۔ گویا آپ کے عمل وحکومت میں ظلم نہیں ہوگا۔

(۲) آپ کا عدل وانصاف بلاتخصیص سب کے لیے عام ہوگا۔

(۳) آپ خلافت راشدہ کے نورانی طرز کی مثالی حکومت قائم فرمائیں گے۔

(۴) آپ کے دور میں تمام روئے زمین پر اسلام کو غلبہ ہوگا اور اسلام کو استقرار ہوگا۔

(۵) آپ امت کے قلوب کا تزکیہ فرمائیں گے۔

(۶) تعلیم کو عام کریں گے۔

(۷) لوگوں کو شرک وبدعات سے پاک کریں گے۔

حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں: ”فيزكّيهم (أي المهديُ) و يُعلِّمهم ويطهّرهم عن دَنَس البدعات و يكملهم“. [الكوكب الدري ٥٧/٢] کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ لوگوں کا تزکیہ فرمائیں گے، انہیں علم سے بہرہ ور کریں گے، انہیں بدعات کی گندگی سے پاک کریں گے اور انہیں کامل و مکمل کریں گے۔

(٨) آپ کے ظہور کے ساتویں سال دجال کا خروج ہوگا اور آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں اس سے قتال کریں گے۔

(٩) آپ کے زمانے میں مال کھلیان میں پڑے اناج کے ڈھیر کی طرح (بکثرت) ہوگا؛ یعنی برکت بہت ہوگی۔ ”والمالُ كُدوسٌ“ [الفتن ٢٥٣ رقم ٩٩٢]

(١٠) آپ کے زمانے میں مویشی کی کثرت ہوگی۔

(١١) آپ کے زمانے میں آسمان موسلا دھار بارش برسائے گا۔

(١٢) آپ کے زمانے میں زمین سے بہت ہی پیداوار ہوگی۔ (یہ چاروں چیزیں باری تعالیٰ کی آپ کے زمانے والوں پر خصوصی عنایت ہوگی)۔

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ”يخرج في آخر أُمّتي المهديُّ، يَسْقيه الله الغيثَ، وتُخرِج الأرضُ نباتَها، ويُعْطي المال صَحاحًا، وتكثرُ الماشيةُ، وتعظُمُ الأُمةُ، يعيشُ سبعًا أو ثمانيًا يعني حِجَجًا“.

[المستدرك للحاكم ٦٠١/٤ رقم ٨٦٧٣]

ترجمہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے اخیر زمانہ میں مہدی رونما ہوں گے، اللہ تعالیٰ انہیں سیراب فرمائیں گے، زمین نباتات اُگائے گی، وہ برابر مال تقسیم کریں گے، مویشیوں کی کثرت ہوگی، اور امت (اس وقت) عزت کے مقام پر

ہوگی۔ وہ سات یا آٹھ سال رہیں گے۔

(۱۳) اس قدر خوش حالی ہوگی کہ زندوں کو تمنا ہوگی کہ کاش پہلے کے لوگ جو تنگ حالی میں مرگئے وہ بھی زندہ ہوتے اور اس خوش حالی کے منظر کو دیکھتے۔

حدیث شریف میں وارد ہے: ”لا تـدَعُ السماء من قطرها شيئاً إلّا صبّته مِدراراً، ولا تدَعُ الأرض من ماء ها شيئاً إلا أخرجته، حتى تتمنّى الأحياءُ الأموات“. [مصنف عبد الرزاق ۳۷۲/۱۱ رقم ۲۰۷۷۰] یعنی آسمان اپنا ایک ایک قطرہ پانی برسا دے گا، اور زمین اپنا سارا پانی اُگل دے گی، یہاں تک کہ (آسودگی کے سبب) زندہ لوگ مُردوں کے زندہ ہونے کی آرزو کریں گے۔

(۱۴) آپ لوگوں کے قلوب کو (اپنی سخاوت کے ذریعہ) غنٰی سے بھر دیں گے۔ ”و يملأ قلوب أُمّة محمدٍ ﷺ غِنًى“. [كنز العمال ۲٦۲/۱٤]

(۱۵) آپ بے حساب مال تقسیم فرمائیں گے۔

(۱٦) کعبہ کے دروازے کے آگے ایک خزانہ جس کو ”رتاج الكعبة“ کہتے ہیں اسے نکال کر مسلمانوں میں تقسیم فرماویں گے۔

رتاج الكعبة کیا ہے؟

رتاج الكعبة کے سلسلہ میں ایک روایت منتخب كنز العمال میں موجود ہے، اس روایت کے بارے میں مفتی نظام الدین شامزئی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ وہ صحیح ہے۔ [عقیدۂ ظہورِ مہدی ۷۰]

حدثنا ابن وهبٍ، عن إسحاقَ بن يحيٰى بن طلحةَ التميمي، عن

طـاؤس قـال: ودّع عمر بن الخطاب رضي الله عنه البيـتَ ثُـمّ قال: واللّٰهِ ما أراني أدَعُ خـزائـنَ البيـت وما فيه من السِّلاحِ والمال أمْ اَقْسمه في سبيل اللّٰه ؟ فقال له عـلـيٌّ بن أبي طالبٍ رضي الله عنه: امـض يـا أميـر الـمـؤمـنين! فلستَ بصاحبه، إنما صاحبه مِنّا شابٌّ من قريشٍ يقسمه في سبيل اللّٰه في آخر الزمان.

[الفِتَن لنُعَيم بن حماد ٢٨٤،رقم:١٠٦٢]

طاؤس سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ کو الوداع کیا پھر کہا کہ بخدا! مجھے نہیں معلوم کہ میں بیت اللہ کے خزانے، اس کے ہتھیار اور مال کو یوں ہی چھوڑ دوں یا اللہ کے راستہ میں تقسیم کردوں؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے عرض کیا کہ: اے امیر المومنین! آپ اس کے ذمہ دار نہیں، اس کے ذمہ دار تو ہم میں سے ایک قریشی نوجوان ہوں گے؛ جو آخری زمانے میں وہ مال اللہ کی راہ میں تقسیم فرمائیں گے۔

(۱۷) آپ بغیر گنے ہوئے دونوں ہاتھ بھر بھر کر لوگوں کو مال دیں گے۔

(۱۸) امتِ مسلمہ کو عظمت کا عالی مقام حاصل ہوگا۔

(۱۹) آپ کے زمانے میں خوش حالی بھی خوب ہوگی اور آپ کی سخاوت بھی مثالی ہوگی جو ایک روایت میں اِس طرح مذکور ہے:

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی عمومی سخاوت

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: "أبْشروا بالمهدي رجل مِـنْ قـريـش مِنْ عِتْرتي، يخرُجُ في اختلافٍ من الناس وزلزالٍ، فيملأ الأرضَ

قسطًا وعدلًا كما مُلِئتْ ظلمًا وجَوْرًا، ويرْضى عنه ساكن السماء وساكنُ الأرض، ويقسم المال صَحاحًا بالسّوِيَّة، ويملأ قلوب أُمّة محمدٍ غِنًى، ويسعهم عدلُه حتى أنّهٗ يأمُر منادِيًا فيُنادي: مَنْ لهٗ حاجة إليّ، فما يأتيه أحدٌ إلّا رجلٌ واحدٌ، يأتيه فيسْأله فيقول: اِئتِ السادنَ حتى يُعطيَك، فيأتيه فيقول: أنا رسول المهدي إليك لِتُعطِيَني مالًا، فيقول: اُحثُ، فيحثي ولا يستطيع أنْ يحمِلَهٗ، فيُلقي حتى يكونَ قدْرَ ما يستطيعُ أنْ يحمِلهٗ، فيخرج به فينـدَمُ فيقول: أنا كنتُ أجشعَ أُمّةِ محمد نفْسًا، كُلُّهم دُعيَ إلى هذا المال فتركه غيري، فيرد عليه، فيقول: إنّا لا نَقْبل شيئًا أعطيناه، فَيَلْبَثُ في ذلك سِتًّا أو سبعًا أو ثمانيًا أو تسعَ سنين، ولا خير في الحياة بعده". [كنزالعمال ٢٦١/١٤]

یعنی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ ''تم خوش ہوجاؤ مہدی (کی بشارت) سے جو کہ میرے خاندان سے ہوگا، جس کا ظہور لوگوں کے اختلاف اور زلزلوں کے درمیان ہوگا، وہ زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وزیادتی سے بھری ہوئی تھی، آسمان وزمین کا ہر رہنے والا اس سے خوش ہوجائے گا، وہ انصاف سے مال کو ٹھیک ٹھیک تقسیم کرے گا اور امتِ محمدیہ کے دلوں کو غنی کردے گا، اور اس کا عدل ان تمام پر پھیل جائیگا، یہاں تک کہ وہ اپنے منادی کو حکم دے گا کہ وہ آواز لگائے کہ کیا کسی کو مجھ سے کوئی ضرورت وحاجت ہے؟ تب ان کے پاس صرف ایک ہی آدمی آکر کچھ مانگے گا، وہ کہے گا کہ ''خزانچی کے پاس جا، وہ تجھے دے دے گا''۔ تو وہ شخص خزانچی کے پاس جائے گا اور کہے گا کہ مجھے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ نے اس غرض سے بھیجا ہے کہ تم مجھے کچھ مال دے دو، خزانچی کہے گا

کہ تم خود نکال لو، وہ شخص اتنا اٹھالے گا کہ اٹھ نہ سکے گا، پھر اس کو کم کرتا رہے گا یہاں تک کہ وہ اس قدر ہو جائے گا کہ اس کو اٹھا سکے، پھر وہ مال لے جا کر شرمندہ ہو جائے گا اور کہے گا کہ میں امتِ محمدیہ کا انتہائی حریص شخص ہوں، کہ پوری امت کو اس مال کی طرف بلایا گیا اور میرے سوا سب نے چھوڑ دیا، تب وہ اس مال کو واپس کرنا چاہے گا، تو خزانچی کہے گا کہ ہم دی ہوئی چیزیں واپس نہیں لیتے۔ پھر مہدی رضی اللہ عنہ چھ، سات، آٹھ یا نو سال رہیں گے، اور اس مدت کے بعد لوگوں کے لیے زندہ رہنے میں بھلائی نہ رہے گی۔

دورِ مہدی کا مثالی معاشرہ اور اتحاد

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے دورِ مسعود میں اللہ تعالیٰ کا امتِ محمدیہ پر بہت بڑا افضل یہ ہوگا کہ سب حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کو بالاتفاق اپنا قائد و پیشوا تسلیم کرلیں گے اور کسی کو اختلاف نہ ہوگا اور باہم اتحاد والفت کی ایک عجیب مثال قائم ہوگی۔

عن دينار بن دينار قال: يظهر المهدي وقد تفرّق الفَيءُ، فيواسي بين الناس فيما وصل إليه لا يُوثِرُ فيه أحدًا على أحد، ويعمل بالحق حتى يموتَ ثم تصير الدنيا بعده هرجا. [الفتن ٢٥٤ رقم ٩٩٥] **یعنی حضرت مہدی** رضی اللہ عنہ اس حال میں ظاہر ہوں گے کہ لوگوں کا شیرازہ بکھر چکا ہوگا، وہ لوگوں کی غم خواری کریں گے، کسی کو کسی پر ترجیح نہیں دیں گے، موت تک درست معاملہ فرماتے رہیں گے، پھر ساری دنیا فتنہ وفساد سے بھر جائے گی۔

کچھ اہم واقعات

احادیثِ شریفہ میں بعض بہت ہی اہم واقعات کا تذکرہ ہے، یہ واقعات قیامت کے قریب آخری دور میں پیش آئیں گے، مگر ان احادیث میں صراحت نہیں ہے کہ یہ واقعات کب پیش آئیں گے؛ البتہ واقعات پر غور کرنے نیز حضرات محدثینؒ نے جس انداز سے اس کو ذکر کیا ہے ان سے اور ساتھ ہی حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق اسلافِ کرامؒ سے جو مضامین منقول ہیں ان کا مطالعہ کرنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سارے واقعات حضرت مہدی رضی اللہ عنہ سے قریب تر زمانہ میں پیش آئیں گے۔ وہ واقعات حسب ذیل ہیں:

(١) عراق (Iraq)، مصر (Egypt) اور شام (Greater Syria) پر رومیوں اور عجمیوں کی طرف سے ناکہ بندی

عن أبي نضرة قال: كنا عند جابر بن عبد الله رضي الله عنه فقال: يوشك أهل العراق أن لا يجيءَ إليهم قفيزٌ ولا درهمٌ، قلنا: من أين ذاك؟ قال مِن قِبَل العجم، يمنعون ذاك. ثم قال: يوشك أهل الشام أن لا يجيء إليهم دينار ولا مدى، قلنا: من أين ذاك؟ قال: مِن قِبَل الروم، ثم سكت هنيَّةً، ثم قال: قال رسول الله ﷺ: يكون في آخر أُمّتي خليفةٌ يَحثي المالَ حثياً لا يعدّهُ عدًّا، قال: قلتُ لأبي نضرة وأبي العلاء: أترَيانِ أنه عمر بن عبدالعزيز فقالا: لا".

[مسلم ٢/٣٩٥ رقم ٢٩١٣]

ابونضرہؒ فرماتے ہیں کہ: ہم جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، انہوں نے کہا کہ: عنقریب اہلِ عراق کی یہ حالت ہوجائے گی کہ ان کے پاس ایک قفیز غلہ اور ایک درہم بھی نہ آ سکے گا، ہم نے کہا کہ: یہ پابندی کہاں سے عائد ہوگی؟ انہوں نے فرمایا: عجمیوں کی طرف سے، کچھ دیر بعد فرمایا کہ: عنقریب اہلِ شام کی یہ حالت ہوجائے گی کہ ان کے پاس ایک دینار اور ایک مُد بھی نہ پہنچ سکے گا، ہم نے کہا کہ: یہ پابندی کہاں سے عائد ہوگی؟ انہوں نے فرمایا: رومیوں کی طرف سے، پھر کچھ دیر خاموش رہے، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میری امت کے آخری دور میں ایک خلیفہ ہوگا جو لپ بھر بھر کر مال تقسیم کرے گا اور شمار نہیں کرے گا۔ راوی فرماتے ہیں کہ: میں نے ابونضرہ اور ابوالعلاء سے دریافت کیا کہ: کیا آپ کے خیال میں وہ عمر بن عبدالعزیز ہیں؟ تو انہوں نے کہا: نہیں۔

علامہ تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے اپنے تکملہ میں قرطبی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ علما کی ایک جماعت کا رجحان یہی ہے کہ اس کے مصداق حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہیں: وذهب جمعٌ من العلماء إلى أن المراد منه خليفة اللّٰه المهدي الذي يخرج في آخر الزمان. [تكملة فتح الملهم ٣٢٩/٦]

(۲) شام پر عیسائیوں (Christians) کی یلغار

بعض کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ شام پر جو عیسائیوں کی حکومت ہوگی وہ خیبر (Khaybar) تک پھیلی ہوئی ہوگی۔

(۳) عربوں کی اس زمانے میں قلت

عربوں کی اس زمانے میں قلت ہوگی، وہ بیت المقدس (یروشلم) کے قریب جمع ہوں گے:

یا رسول اللّٰہ ﷺ! فأین العرب یومئذٍ؟ قال: هم یومئذٍ قلیلٌ وجُلُّهُمْ ببیت المقدس. [ابن ماجة ۳۰۸ رقم ٤٠٧٧] یعنی کسی نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ: یارسول اللہ اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ: وہ قلیل تعداد میں بیت المقدس کے پاس جمع ہوں گے۔

(۴) مدینۂ منورہ کو بے رغبتی سے چھوڑنا

لوگ مدینۂ منورہ کو بے رغبتی سے چھوڑیں گے؛ سن لیا کہ فلاں جگہ پر باغ اور زراعت کی فراوانی اور ارزانی ہے تو لوگ مدینہ چھوڑ کر وہاں چلے جائیں گے؛ حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہوگا؛ لیکن جو لوگ مدینہ کو چھوڑ کر جائیں گے اللہ تعالیٰ ان سے بہتر لوگوں کو وہاں آباد فرمادیں گے۔

عن جابر بن عبد اللّٰہ رضی اللہ عنہ مرفوعًا: لا یخرج رجلٌ من المدینة رغبةً عنها إلّا أبدلَها اللّٰهُ خیرًا منه، ولیسْمعَنَّ ناسٌ برخصٍ من أسعارٍ وریفٍ فیتبعونه، والمدینة خیرٌ لهم لو کانوا یعلمون. [المستدرك للحاکم ٥٠١/٤ رقم ٨٤٠]

یعنی جو لوگ مدینۂ منورہ کو بے رغبتی سے چھوڑ کر جائیں گے اللہ تعالیٰ ان سے بہتر لوگوں کو وہاں آباد فرمادیں گے، لوگ جس جگہ قیمتوں میں کمی اور کھانے پینے کی فراوانی کے بارے میں سن لیں گے تو اس جگہ کے لیے چل پڑیں گے؛ حالانکہ مدینۂ

منورہ ان کے لیے بہتر ہے، کاش کہ انہیں معلوم ہوتا۔

(۵) سونے کے پہاڑ کا ظہور

امام مسلمؒ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ: عن أُبي بن كعب رضی اللہ عنہ قال: إنّي سمعتُ رسولَ اللّٰه ﷺ يقول: "يوشكُ الفُراتُ أنْ يحسرَ عن جبلٍ منْ ذهبٍ، فإذا سمع به الناسُ ساروا إليه، فيقولُ مَنْ عنده: لَئِنْ تركنا الناسَ يأخذون منه ليذهَبنّ به كله، قال: فيقتتلون عليه فيُقتل مِنْ كُلّ مائةٍ تسعةٌ وتسعون". [مسلم ۳۹۱/۲ رقم ۲۸۹۵] یعنی: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "عنقریب دریائے فرات سے ایک سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا، جب لوگ اس کے بارے میں سنیں گے تو اس کو حاصل کرنے کے لیے نکل پڑیں گے، یہ دیکھ کر اس علاقے کے باشندے کہیں گے کہ اگر ہم نے یوں ہی چھوڑ دیا تو یہ لوگ سارا سونا لے جائیں گے؛ (اس علاقے کے لوگوں کے منع کرنے پر ان کے درمیان) ایسی بھاری جنگ ہوگی کہ ان (جنگ کرنے والوں) میں سے ننانوے فیصد قتل ہو جائیں گے"۔

اسی کے قریب قریب ابن ماجہ میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے: عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: "يقتتل عند كنزكم ثلاثةٌ، كلّهم ابن خليفةٍ؛ ثُمّ لا يصير إلى واحدٍ منهم، ثُمّ تطلُع الرايات السُود مِنْ قِبَل المشرق، فيقتلونكم قتلًا لمْ يقتله قوم، ثُمَّ ذكرَ شيئًا لا أحفظه، فقال: فإذا رأيتموه فبايعوه ولو حبوًا على الثلجِ فإنّه خليفةُ اللّٰه المهدي". [ابن ماجة باب

خـروج الـمهـدي ص ۳۱۰] ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''تمہارے خزانے کے پاس تین شخص جنگ کریں گے اور ان تینوں میں سے ہر ایک خلیفہ کا لڑکا ہوگا، لیکن یہ خزانہ ان میں سے کسی کو بھی نہ مل سکے گا، پھر مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے نمودار ہوں گے، اور یہ تمہارے ساتھ ایسی خطرناک جنگ کریں گے کہ اس سے پہلے کوئی قوم تم سے اس شدت سے نہیں لڑی ہوگی''۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: پھر آپ ﷺ نے کوئی بات کہی جو مجھے یاد نہ رہی پھر فرمایا: ''جب تم ان کو دیکھو تو فوراً بیعت کر لینا، چاہے برف پر گھسٹ کر آنا پڑے؛ کیوں کہ وہ یقیناً اللہ کے خلیفہ مہدی ہوں گے''۔

فتح الباری میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فرمایا کہ: ''اگر مذکورہ حدیث میں خزانے سے وہ خزانہ مراد ہے جو سونے کے پہاڑ والی روایت میں ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ واقعات ظہورِ مہدی رضی اللہ عنہ کی وقت رونما ہوں گے''۔[فتح الباري ۱۳ / ۸۱]

(۶) مسلمان اور نصاریٰ کا اتحاد

سنن ابوداود شریف کی ایک حدیث کا مضمون یہ بھی ہے کہ: "ستُصـالحون الـرومَ صلْحًا آمِنًا، فتغزون أنْتم وهُمْ عدُوًّا مِنْ ورائكم، فتنصرون وتغنمون وتسلمون ثُمّ ترجعون حتى تنزلوا بِمَرْجٍ ذي تلولٍ، فيرفعُ رجلٌ مِنْ أهل النصرانيّة الصليبَ فيقول: غلب الصليبُ، فيغضَب رجلٌ من المسلمين، فيدُقّهُ، فعند ذلك تَغْدرُ الرومُ وتجْمعُ للملحمة". [أبوداود ۲/ ۵۹۰ رقم ۴۲۹۲]

یعنی مسلمان رومیوں سے پختہ صلح کریں گے۔ اور دونوں مل کر اپنے دشمن سے جنگ کریں گے، کامیابی اور مالِ غنیمت بھی حاصل ہوگا، مسلمانوں اور رومیوں کا

مشترکہ لشکر ٹیلے اور سبزہ والی زمین پر پڑاؤ ڈالے گا، ایک نصرانی صلیب (Cross) اٹھا کر کہے گا کہ صلیب کا بول بالا ہوا، پس اس بات پر ایک مسلمان غضب ناک ہوگا اور صلیب کو توڑ ڈالے گا، پس اس وقت رومی غداری کریں گے اور بڑی جنگ کے لیے جمع ہو جائیں گے۔ یہ روایت اجمالاً صحیح مسلم میں بھی موجود ہے۔

(۷) ایامِ حج میں خون ریز جنگ

ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ارضِ مقدس (منٰی) پر ایام حج میں خون ریز جنگ ہوگی، یہاں تک کہ جمرۂ عقبہ خون آلود ہو جائے گا۔

عـن عـمـرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده قال: قال رسول الله ﷺ: في ذي القعدة تحازب القبائل، وعامئذٍ يُنْتَهَبُ الحاجّ فتكون ملحمةٌ بمنى، فيـكثـر فيهـا الـقتـلىٰ، وتسـفك فيهـا الدماء حتى تسيلَ دماؤهم على عقبة الجمرة.الخ [الفتن۲٦۷ رقم: ۹۹٤]

ذی قعدہ کے مہینہ میں قبائل کی گروہ بندی ہو جائے گی، اسی سال حجاج میں لوٹ مار کی وارداتیں ہوں گی، منٰی میں ایسی زبردست جنگ چھڑ جائے گی کہ مرنے والوں کی تعداد بے شمار ہوگی، خون اتنی کثرت سے بہے گا کہ جمرۂ عقبہ تک پہنچ جائے گا۔

خروجِ مہدی رضی اللہ عنہ کی چند عام اور مشہور علامات اور ان کی تحقیق

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں مستند و غیر مستند دونوں قسم کی علامات کتابوں میں ملتی ہیں، ان میں سے چند علامات تو اس قدر عام ہیں کہ ایک ادنی انسان بھی اس علامت سے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی تعیین کرسکتا ہے۔ ہم یہاں صرف دو علامتوں کو ذکر کر رہے ہیں۔

(۱) سورج کے ساتھ کسی نشانی کا طلوع

أخبرَنا عبد الرزّاقِ، عن معمرٍ، عن ابن طاؤس، عن علي بن عبد اللّٰه بن عبّاسٍ قال: لا يخرجُ المهديُّ حتى تطلُعَ مع الشمسِ آيةٌ. [مصنف عبدالرزاق ۳۷۳/۱۱ رقم ۲۰۷۷۵] یعنی: مہدی رضی اللہ عنہ اس وقت تک ظاہر نہیں ہوں گے جب تک سورج کے ساتھ کوئی نشانی طلوع نہ ہوجائے۔

اس روایت کو حضرت مفتی نظام الدین شامزئیؒ نے قابلِ اعتبار بتلایا ہے۔[عقیدۂ ظہور مہدی ۵۳]

الفتن لنُعيم بن حماد میں بھی ایسی ہی ایک روایت ملتی ہے جو سند کے اعتبار سے حسن ہے: حدّثنا ابن المبارك وابن ثور وعبد الرزاق، عن مَعْمرٍ، عنْ طاؤس، عن عليّ بن عبد اللّٰه بن عباس قال: لا يخرجُ المهدي حتى تطلُعَ

الشمسُ آيةً. [٢٦٠/ رقم الحديث ٩٥٩] **یعنی: مہدی** رضی اللہ عنہ **اس وقت تک رونما نہیں ہوں گے جب تک آفتاب بطورِ نشانی طلوع نہ ہو جائے۔**

(۲) خراسان اور سیاہ جھنڈے

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ **کے ظہور کے وقت کے واقعات میں خراسان سے سیاہ جھنڈوں کے نمودار ہونے کے متعلق بھی بہت سی روایتیں وارد ہوئی ہیں۔ ان میں سے صرف چند روایتوں کو ان کے مختصر اصولی کلام کے ساتھ یہاں نقل کر دیتے ہیں۔**

(١) عن عليّ بن أبي طالب رضي الله عنه: قال: إذا خرج خيلُ السفياني إلى الكوفة بَعَثَ في طلبِ أهلِ خُراسان، ويخرج أهلُ خراسان في طلب المهدي، فيلتقي هو والهاشمي براياتٍ سُوْدٍ، على مُقَدّمته شُعيب بن صالح، فيلتقي هو وأصحابُ السفياني ببابِ أصطخر، فتكون بينهم مَلْحَمةٌ عظيمة، فتظْهر الراياتُ السُود وتهرُب خيل السفياني، فعند ذلك يتمنّى الناسُ المهدي ويطلُبونه. [كنز العمال ١٤/٥٨٨ و الفتن لنُعيم ٢١٨ رقم ٨٦٨]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ **سے مروی ہے کہ جب سفیانی کا لشکر نکل کر کوفہ آئے گا تب وہ اہلِ خراسان کی طلب میں لشکر بھیجے گا۔ اور اہلِ خراسان حضرت مہدی** رضی اللہ عنہ **کی طرف جائیں گے، تو وہ کالے جھنڈوں کے ساتھ ملیں گے۔ اس لشکر کے آگے والے حصہ میں شعیب بن صالح ہوگا، تب وہاں پر ہاشمی اور سفیانی کے لشکروں میں جنگ ہوگی، ہاشمی کا لشکر غالب آجائے گا اور سفیانی کا لشکر بھاگ جائے گا۔ اس وقت لوگ حضرت مہدی** رضی اللہ عنہ **کی تمنا کریں گے اور ان کو تلاش کریں گے۔**

یہ روایت گرچہ موقوف ہے تاہم حکم کے اعتبار سے مرفوع ہی ہے؛ چونکہ یہی الفاظ بہت سی مرفوع روایات میں بھی وارد ہیں اور نیز محدثین واصولیین کے ہاں یہ قاعدہ بھی مشہور ہے کہ صحابی کا وہ قول جو قیاس سے بالا ہو، وہ خبرِ مرفوع کے حکم میں ہے۔

(۲)عن أُمّ سلمةؓ: إذا رأيتم الرايات السُود قدْ جاء ت مِنْ قِبَلِ خُراسان فأْتوها، فإنَّ فيها خليفةَ اللّٰه المهدي. [منتخب كنز العمال ۲۹/٦] **یعنی:** جب تم خراسان کی طرف سے کالے جھنڈوں کو نمودار ہوتا دیکھ لو تو اس کی طرف چلے جاؤ؛ اس لیے کہ اس میں اللہ کے خلیفہ مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

یہ روایت بھی قابلِ اعتبار ہے۔[عقیدۂ ظہورِ مہدی ۶۵]

(۳)حدَّثَنا محمد بن يحيٰى وأحمد بن يوسف، قالا: حدثنا عبدالرزاق، عن سفيان الثوري، عن خالد الحذاء، عن أبي قلابة،عن أبي أسماء الرحبي، عن ثوبان رضي الله عنه قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: "يقتتلُ عند كَنزكم ثلاثةٌ، كلهم ابنُ خليفة، ثمّ لا يصير إلى واحدٍ منهم، ثمّ تطلع الراياتُ السود مِنْ قِبَل المشرق، فيقتلونكم قتلًا لَمْ يقتله قومٌ، ثمّ ذَكَرَ شيئًا لا أحفَظه، فقال: فإِذا رأيتموه فبايعوه ولو حبْوًا على الثلج، فإنه خليفة اللّٰه المهدي".

[سنن ابن ماجة ۳۱۰]

یعنی: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے خزانہ کے پاس تین شخص لڑیں گے، ان میں سے ہر ایک خلیفہ کا لڑکا (شہزادہ) ہوگا، لیکن وہ خزانہ ان تینوں میں سے کسی کا بھی نہیں ہوگا۔ پھر مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے، وہ تم سے ایسی لڑائی لڑیں گے کہ اس سے پہلے کسی قوم نے تم سے ایسی لڑائی

نہیں لڑی ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے کچھ کہا جو مجھ (راوی) کو یاد نہ رہ سکا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم انہیں دیکھو تو ان سے بیعت ہو جاؤ اگرچہ تمہیں برف پر گھسٹ کر ہی اُن کے پاس کیوں نہ آنا پڑے، اس لیے کہ وہ اللہ کے خلیفہ مہدی رضی اللہ عنہ ہیں۔

یہ روایت بھی قابلِ حجت ہے، سنن ابن ماجہ کی ہے؛ لیکن ابنِ ماجہ کی ضعاف اور موضوعات میں سے نہیں۔ نیز سنن ابی داود کی کتاب المہدی میں اور مستدرک للحاکم میں اس کی متابع روایات بھی ہیں، اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مرویات سے بھی اس روایت کی تائید ہوتی ہے۔ مفصل کلام کے لیے مفتی نظام الدین شامزئیؒ کی ''عقیدۂ ظہورِ مہدی'' [ص ۳۷۔۳۸] ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں: کہ اس روایت کو ابوالحسن بن سفیانؒ نے اپنی مُسند میں، اور ابونُعیم نے کتاب المہدی میں ابراہیم بن سُوید شامیؒ کے طریق سے ذکر کیا ہے، اور سند کے اعتبار سے یہ روایت صحیح بھی ہے، نیز اس کے تمام رجال بھی ثقہ ہیں۔ [ترجمان السنۃ ۳۹۰/۴]

(٤) عن ثوبان رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا رأيتم الرايات السُودَ قدْ جاءت مِنْ قِبَل خراسان فأتوها، فإنَّ فيها خليفة الله المهدي.

[رواه احمد ١٧٧/٥ رقم ٢٢٧٤٦]

یعنی: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم خراسان کی جانب سے سیاہ جھنڈے نمودار ہوتے دیکھو تو تم ان کے پاس چلے جانا کیوں کہ ان میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

اس سلسلہ میں ابوداود شریف کی ایک روایت ہے، جس میں خراسان کے ایک

بادشاہ کا حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے آنا اس طرح وارد ہے:

(٥) عن هلال بن عمرو قال: سمعتُ عليًّا رضي الله عنه يقول: قال النبي صلى الله عليه وسلم: "يخرجُ رجلٌ من وراء النهر يقال له الحارث بن حراث، على مقدّمته رجلٌ يقال له مَنصورٌ يؤطي أو يمَكّن لآل محمدٍ كما مكّنت قريش لرسول الله صلى الله عليه وسلم، وجب على كُلّ مؤمنٍ نصرُهٗ أو قال إجابتُهٗ" [أبو داؤد ٥٨٩/٢ رقم ٤٢٩٠]

یعنی: حضرت ہلال بن عمروؒ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "ماوراءالنہر سے ایک شخص نکلے گا جسے الحارث بن حراث کہا جائے گا، اس کے مقدمہ پر ایک شخص ہوگا جسے منصور کہا جائے گا، وہ آلِ محمد کو ویسے ہی تسلط یا پناہ دے گا جیسے قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دی تھی۔ ہر مومن پر اس کی مدد کرنا واجب ہے یا فرمایا کہ ہر مومن پر اس کا حکم قبول کرنا واجب ہے"۔

اس سلسلہ میں شاہ رفیع الدین صاحب اپنی کتاب "علاماتِ قیامت" ص:۱۱ پر فرماتے ہیں کہ:

"جب یہ خبر یعنی حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کی اسلامی دنیا میں پھیلے گی تو خراسان سے ایک شخص کہ جس کے لشکر کا مقدّمۃ الجیش منصور نامی شخص کے زیرِ کمان ہوگا ایک بہت بڑی فوج لے کر آپ کی مدد کے لیے روانہ ہوگا جو راستہ میں بہت سے عیسائی اور بددینوں کا صفایا کردے گا"۔

فائدہ: مذکورہ بالا روایات کی سندوں میں کچھ نہ کچھ کلام تو ضرور موجود ہے؛ البتہ متعدد طرق کی وجہ سے کسی درجہ قوت تو بہرحال پیدا ہو جاتی ہے۔

چند مشہور باتوں کا علمی احتساب اور ان کی تردید

(۱) ظہورِ مہدی رضی اللہ عنہ سے قبل رمضان المبارک میں سورج اور چاند گہن

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کے متعلق جو افواہیں پھیلی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس وقت آپ کا ظہور ہونے والا ہوگا، اس سے قبل گذشتہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکے گا، اور ایسا عجیب معاملہ آسمان و زمین کی پیدائش کے بعد کبھی نہیں ہوا ہوگا۔ خود حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

اس واقعہ کی علامت یہ ہے کہ اس سے قبل گذشتہ ماہِ رمضان میں چاند و سورج کو گرہن لگ چکے گا۔ [علاماتِ قیامت ۱۰]

یہ بات جو مشہور ہوئی ہے اس کی بنیاد ایک روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: حدَّثنا أبو سعيدِ الأصطخري، حدَّثنا محمد بن عبد اللّٰه بن نوفل، حدَّثنا عبيد بن يعيش، حدَّثنا يونس بن بُكير، عن عمرو بن شمر، عن جابر، عن محمد بن علي قال: إنَّ لِمهدِيِّنا آيتينِ لمْ تكونا مُنْذ خلق السمٰوات والأرض؛ ينكسف القمرُ لأوّل ليلةٍ من رمَضانَ وتنكسف الشمْسُ في النصف منه، ولمْ تكونا مُنْذ خلق اللّٰه السمٰوات والأرض. [سنن الدارقطنی، بابُ صفة صلوة الخسوف والكسوف وهيئتهما ۲/۴۵ رقم ۱۷۷۷،أو ۱/۱۸۸] کہ بے شک ہمارے مہدی کی دو نشانیاں ایسی ہیں جو آسمان و زمین کی تخلیق کے وقت سے اب تک

پیش نہیں آئیں، (اول یہ کہ) رمضان کی پہلی شب میں چاند گہن ہوگا، (دوسری یہ کہ) اسی رمضان کے نصف میں سورج کا گہن ہوگا، اور یہ دونوں نشانیاں آسمان وزمین کی آفرینش سے اس وقت تک ظہور پذیر نہیں ہوئیں۔

اس روایت کے سلسلہ میں سب سے پہلے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرنی ہے کہ یہ روایت قطعی طور پر حدیث شریف نہیں ہے، بلکہ محمد بن علیؒ کا قول ہے۔ جب تک کوئی واضح دلیل نہ ہو اس کو رسول اللہ ﷺ کا ارشاد قرار دینا یہ بہت بڑا افترا ہے، بلکہ بموجبِ **حدیث** "مَنْ كذب عليَّ متعمِّدًا فلْيَتبوّأ مقعدهٗ من النار" [رواه أبوهريرة رضي الله عنه، ذكره مسلم في مقدمة صحيحه ص۷] اپنا ٹھکانہ بدستِ خود جہنم میں بنالینا ہے۔

نیز یہ محمد بن علیؒ کا قول سند کے اعتبار سے مندرجۂ ذیل وجوہات کی بناء پر انتہائی ساقط اور مردود ہے:

(۱) اس روایت میں ایک راوی "عمرو بن شمر" ہیں جس کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اور علامہ شمس الدین ذہبیؒ نے کذاب، رافضی، صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینے والا، متروک الحدیث جیسے سخت کلمات لکھے ہیں۔ اس کی ایک بہت بری عادت یہ تھی کہ ثقہ راویوں کی جانب موضوع روایت منسوب کر کے نقل کیا کرتا تھا؛ اس لیے ان حضرات نے اس کی روایت قبول نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

[لسان الميزان ٤٢٢/٤ دار الفكر، ميزان الإعتدال ٢٦٢/٢]

عمرو بن شمر کا حال یہ تھا کہ وہ بہت سی موضوع روایات جابر جعفی سے نقل کرتا تھا۔

(۲) اس روایت کا دوسرا راوی "جابر جُعفی" ہے اور وہ حد درجہ متکلم فیہ

ہے، وہ کذاب، غالی شیعہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دیتا تھا، امام مسلمؒ نے اپنے مقدمۂ مسلم کے صفحہ پندرہ پر چھ طریق میں کل چار اکابر کی بیان کردہ جرح نقل کی ہے جن میں إیمان بالرجعة سرِ فہرست ہے، یعنی وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دوبارہ اس دنیا میں آنے کا عقیدہ رکھتا تھا۔

خود امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ: ''مجھے جس قدر جھوٹے لوگ ملے ہیں، جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا میں نے کسی کو نہیں دیکھا''۔ اس کا مفصل حال تهذيب التهذيب [۱/ ۳۵۲] پر ہے۔

(۳) اس روایت کے تیسرے راوی "محمد بن علی" ہیں۔ اور اس نام کے بہت سے راوی ہیں، اس لیے یہاں کون سے محمد بن علی مراد ہیں اس کی کوئی تصریح نہیں، اس لیے یہ راوی بھی مجہول ہو گئے۔ نیز محمد بن علی سے حضرت باقرؒ کو مراد لینا (جیسے کہ بعضوں کی رائے ہے) بلا دلیل ہے۔

مذکورہ بالا وجوہ کی بِنا پر یہ روایت ساقط الاعتبار ہو جاتی ہے، اس لیے ظہورِ مہدی جیسے اہم مسئلہ کے لیے اس کو بطورِ دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس سے یہ علامت ثابت ہو سکتی ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے وقت میں اس قسم کے کوئی گہن ہوں گے۔

مذکورہ بالا روایت کے قریب قریب ایک روایت شیخ یوسف المقدسیؒ کی کتاب "عقد الدرر في أخبار المُنتظَر"، اور شیعوں کی کتاب "بشارة الأنام بظهورِ المهدي عليه السلام للكاظمي"، میں بھی ہے۔ البتہ اس روایت میں ہے کہ: ''سورج گہن نصف رمضان میں اور چاند گہن آخر رمضان میں ہوگا اور یہ دونوں نشانیاں حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر اتارے جانے کے بعد سے آج تک ظہور پذیر نہیں ہوئیں۔

فنی حیثیت سے اس روایت میں تقریباً وہی کلام ہے جو سننِ دار قطنی کی مذکورہ بالا روایت میں ہے، اس لیے یہ روایت بھی نا قابلِ احتجاج ہے۔

[مأخوذ از: ردّ قادیانیت کے زرّیں اصول: مولانا چنیوٹی، وفقہی جواہر: مفتی عمر فاروق لوہاروی ۳]

نیز درایت کے اعتبار سے بھی دیکھا جائے تو ۱۸۰۱ء سے ۱۹۰۰ء تک (ایک صدی) کے عرصہ میں سورج اور چاند کا رمضان المبارک میں مشترکہ گہن پانچ مرتبہ ہوا ہے۔

نیز اسی سلسلہ میں ایک بات یہ بھی قابلِ اعتنا ہے کہ ۱۸۵۱ء سے ۱۸۹۵ء تک صرف پینتالیس سالہ قلیل عرصہ میں رمضان المبارک ہی میں تین مرتبہ گہن کا واقعہ پیش آیا ہے؛ تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس سے قبل تو کتنی ہی مرتبہ اس قسم کے واقعات ہوئے ہوں گے۔

اس لیے روایت میں جو یہ بات ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا، کبھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا ہوگا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ معلوم ہوا کہ درایتاً بھی یہ روایت قابلِ قبول نہیں۔ (مزید تفصیل کے لیے حوالۂ بالا ملاحظہ کیا جائے)۔

گہنوں والے واقعات کی کچھ تفصیل

گہنوں والے واقعات کی تفصیل اس طرح ہے:

(۱) ۱۱۷ھ مطابق ۷۳۶ء رمضان کی تیرہ اور اٹھائیس تاریخ کو گہن لگا اور اُس وقت ظریف نامی بادشاہ موجود تھا، یہ صاحبِ شریعت نبی ہونے کا مدعی تھا۔ یہ جب ۱۲۶ھ کو مرا تو اس کا بیٹا صالح نامی بادشاہ ہوا۔

نیز ۳۴۶ھ مطابق ۹۵۹ء رمضان کی انہی تاریخوں میں گہن لگا اور اُس وقت

ابو منصور عیسیٰ مدعیٔ نبوت موجود تھا۔

(۲) ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء کے گہنوں کے حساب سے پہلا گہن ۱۶۱ھ مطابق ۷۷۹ء رمضان کی انہی تاریخوں میں لگا۔ اس وقت صالح نامی مدعیٔ نبوت موجود تھا اور اس صالح کے زمانہ میں مرزا قادیانی کی طرح دو مرتبہ رمضان کی انہی تاریخوں میں گہن لگا؛ یعنی ۱۲۷ھ، پھر ۱۶۲ھ میں بھی لگا، پھر ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء کو لگا؛ لیکن اس کا ظہور ہندستان میں نہ ہوا؛ بلکہ امریکہ میں ہوا اور اُس وقت مسٹر ڈوئی وہاں مسیحِ موعود ہونے کا جھوٹا مدعی موجود تھا۔

(۳) ایک گہن ۱۶۲ھ مطابق ۷۸۰ء میں لگا جس میں صالح مدعی تھا۔ اور دوسرا گہن ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۵ء میں لگا جس میں مرزا قادیانی جھوٹا مدعیٔ نبوت تھا۔

(ردِّ قادیانیت کے زریں اصول اشاعتِ اول ص:۲۷۹)

(ب) کیا حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کے وقت آسمان سے کوئی ندا آئے گی؟

بہت سی وہ اردو اور عربی کتابیں جو مستقلاً حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے عنوان پر لکھی گئی ہیں، نیز جن کتابوں میں مہدی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہے، ان میں آپ کے ظہور کی ایک نشانی یہ بھی مذکور ہے کہ جب حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہوگا تب آسمان سے ایک آواز آئے گی "هذا خليفة الله المهدي فأطيعوه" کہ یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں لہٰذا ان کی اتباع کرو۔ یہ بات عوام میں بھی زبان زد ہو چکی ہے، لہٰذا اس کی حیثیت کا معلوم ہونا نہایت ضروری ہے۔

اس سلسلہ میں مختلف کتبِ احادیث میں جو روایات وارد ہوئی ہیں ان میں سے کچھ حسبِ ذیل ہیں:

حدّثنا إبراهيم بن محمد بن عرق الحمصي، حدّثناعبد الوهاب بن ضحّاك، حدّثنا إسمٰعيل بن عياش، عن صفوان بن عمرو، عن عبد الرحمٰن بن جُبير بن نُفَير، عن كثير بن مُرّة، عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنّه قال: يخرج المهدي وعلى رأسه مَلَكٌ يُنادي:"إنَّ هذا المهدي فاتبعوه".

[مسند الشاميين ٧١/٢ رقم الحديث٩٣٧]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اس حال میں ظاہر ہوں گے کہ ان کے سر پر ایک فرشتہ ہوگا، جو یہ صدا دے گا کہ "یہ مہدی ہے، ان کی اتباع کرو"۔

اسی طرح امام ابن عدیؒ نے بھی اپنی کتاب "الكامل في ضعفاء الرجال" **میں متن وسند کے کچھ اختلاف کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے، وہ یہ ہے:** حدثنا محمد بن عبيد الله بن فُضيل، حدثناعبد الوهاب بن ضحّاك، حدّثنا إسماعيل بن عياش، عن صفوان بن عمرو، عن عبد الرحمٰن بن جُبير بن نُفَير، عن كثير بن مُرّة، عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ..."يخرج المهدي وعلى رأسه غمامةٌ، فيها مُنادٍ ينادي: ألا إنَّ هذا المهدي فاتبعوه". [الكامل ٥١٥/٦-٥١٦] **کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اس حال میں ظاہر ہوں گے کہ ان کے سر پر بادل کا ایک ٹکڑا ہوگا جس میں ایک فرشتہ ہوگا، جو یہ صدا دے گا**

کہ ''یہ مہدی ہیں، اِن کی اتباع کرو''۔

ان دونوں روایتوں کا مدار عبد الوهاب بن ضحّاك (بن أبان السُلمي العُرضي) پر ہے؛ ائمۂ جرح وتعدیل نے ان پر بہت سخت کلام کیا ہے۔ چناں چہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نقل فرماتے ہیں: قال البخاري: عندهٗ عجائبُ. وقال أبو داود: كان يضع الحديث، قد رأيته. وقال النسائي: ليس بثقةٍ، متروكٌ. وقال العُقيلي والدار قطني والبيهقي: متروكٌ. وقال صالح بن محمد الحافظ: منكر الحديث، عامَّةُ حديثِه كذبٌ. [تهذيب التهذيب ۵۲۷/۳-۵۲۸] یعنی امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ عبد الوہاب بن ضحاک اپنے پاس انوکھی (جھوٹی) روایتیں رکھتا ہے۔ امام ابو داودؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ وہ حدیثیں گھڑتا ہے۔ امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ نہیں ہے، نیز متروک بھی ہے۔ عقیلیؒ، دار قطنیؒ اور بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ وہ متروک ہے۔ صالح بن محمد حافظ فرماتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث ہے اور اس کی اکثر احادیث جھوٹی ہیں۔ تقریباً یہی ریمارک میزان الإعتدال ۱۶۰/۲-۱۶۱ پر بھی ہے۔

نیز اس مضمون کی کئی روایتیں ''الفتن''میں نُعیم بن حمادؒ نے نقل کی ہیں، لیکن وہ آثارِ صحابہ وتابعین ہیں، صرف ایک ہی روایت مرفوع آئی ہے، اور تمام روایتوں پر فنّی اعتبار سے کلام کیا گیا ہے، نیز اس کی ہم معنی روایت كنز العمال [۵۸۴/۱۴] اور مصنف ابن ابي شيبه [۵۳۱/۷] میں بھی آئی ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ سند کے اعتبار سے یہ روایت کسی صورت میں ظہورِ مہدی جیسے اہم واقعہ کی اہم ترین علامت کے لیے مستدل نہیں بن سکتی۔

(ج) حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ اور غیر مستند باتیں

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ذکرِ خیر میں آپ کے سامنے بہت سی باتیں آئیں، کوشش یہ رہی کہ جتنی باتیں ذکر کی جائیں وہ صحیح احادیث کی روشنی میں ہوں، البتہ کچھ باتیں وہ ہیں جن کی قوی سند والی کوئی روایت مجھے نہ مل سکی، یا کچھ باتیں ایسی ہیں جو بعض لوگوں کی تحریروں میں تو موجود ہیں، لیکن مجھ کو ان باتوں کے مستند حوالے نہ مل سکے؛ اس لیے اِن باتوں کو الگ سے اس جگہ ذکر کر دیتا ہوں۔

(۱) حضرت مہدی رضی اللہ عنہ چکما دے کر (مکۂ مکرمہ سے) مدینۂ منورہ بھاگ جائیں گے۔

(۲) عن علي رضي الله عنه قال: يُبعثُ جيشٌ إلى المدينة فيأخذون مَنْ قدروا عليه مِنْ آل محمد صلى الله عليه وسلم ويقتل من بني هاشم رجالًا ونساء، فعند ذلك يهرب المهدي والمبيض من المدينة إلى مكة. الخ. [كنز العمال ۱۴/۵۸۹]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مدینۂ منورہ کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا، وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے والوں میں سے جسے پائے گا اسے پکڑ لے گا، اور بنی ہاشم کے بہت سے مرد وعورت کو قتل کر ڈالے گا۔ اس وقت مہدی اور مبیض مدینۂ منورہ سے مکۂ مکرمہ کی طرف بھاگ نکلیں گے ...

نوٹ: حدیث شریف میں جو مبیض کا لفظ آیا ہے اس کی تحقیق کے سلسلہ میں بندہ نے محقق عالمِ دین شیخ طلحہ منیار صاحب کو خط لکھا اس کا جواب حسبِ ذیل ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم

إلى فضيلة الشيخ المفتي محمود حفظه الله تعالىٰ

السلام علیکم ورحمة اللّٰہ وبرکاته

آپ نے المبیض کے متعلق دریافت فرمایا ہے، میرا اندازہ یہ ہے کہ لفظ (مبیض) کوئی نام نہیں ہے؛ بلکہ ایک تاریخی لقب ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ بنوالعباس نے اپنے دورِ خلافت میں اپنا شعار سواد (سیاہی) اختیار کیا تھا، ان کے جھنڈے وغیرہ سیاہ ہوتے تھے۔ اس اختیار کی وجہ علامہ ابن خلدون ''مقدمہ'' میں یہ بتاتے ہیں کہ یہ آلِ ہاشم کے شہیدوں پر اظہارِ غم اور بنوامیہ کی مذمت کے لیے تھا۔

قلقشندی ''صبح الأعشیٰ'' میں ایک دوسری وجہ بتاتے ہیں کہ یہ اس لیے تھا کہ آپ ﷺ کا پرچم غزوۂ حنین میں سیاہ تھا۔

الغرض! جو بھی وجہ ہو؛ لیکن یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ عباسیین نے اپنا شعارِ خاص سواد بنایا تھا اس وجہ سے تاریخ میں اُن پر (المسوّدة) کا اطلاق ہوا۔

ابن خلدون فرماتے ہیں کہ پھر جب خلافتِ عباسیہ کا دورِ ضعیف شروع ہوا اور ان کے خلاف مختلف سمتوں سے آوازیں اُٹھیں تو اِن مخالفین نے اپنا مخصوص شعار (بیاض) اختیار کیا؛ اس لیے اُن پر (المبيِّضة) کا اطلاق ہوا۔

اِن مخالفین کو تاریخ میں (الداعي) یا (المبيض) سے موسوم کیا جاتا ہے، اِن دعاۃِ مخالفین میں اکثر طالبیین (آلِ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) اور بقیۂ فرق شیعہ تھے، اس طرح سے (المبيِّض) سے آلِ بیت کا کوئی شخص جو موجودہ حکومت کا مخالف ہو مراد لیا گیا۔

غالبًا مذکورہ روایت میں بھی یہی معنی مراد ہوگا؛ کیوں کہ اس شخص کے اوصاف

میں اس کا (ہاشمی) ہونا مذکور ہے۔

الفتن کی روایت نمبر ۹۱۶ میں ایک ہاشمی کے بارے میں یہ آیا ہے کہ وہ مہدی علیہ السلام کا باپ شریک بھائی یا چچازاد بھائی ہے، معلوم نہیں یہی مبیض ہے یا اور کوئی؟ اسی طرح روایت نمبر ۹۱۷ میں اس کا مہدی علیہ السلام کے ساتھ خروج مذکور ہے۔

هذا ما جال بالخاطر والعلم عند الله تعالىٰ

وكتبه: محمد طلحة بلال

١٣/ شعبان ١٤٢٥ھ

(۳) حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اس حال میں نکلیں گے کہ ان کے سرِ مبارک پر ایک بادل سایہ کرے گا، اس میں سے ایک ہاتھ نکل کر حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرے گا۔

(۴) آسمان سے ندا آئے گی: ”ألا إنّ الحقَّ في آل محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم“ کہ سنو! حق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے والوں میں ہے۔

(۵) آپ رضی اللہ عنہ کا ظہور محرم میں عاشوراء کی رات کو عشا کے بعد ہوگا۔

(۶) حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ، تلوار اور جھنڈا ہوگا، ان پر لکھا ہوگا: البيعة لله۔

(۷) آپ رضی اللہ عنہ کے کاندھے میں نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی علامتِ مبارکہ ہوگی۔

(۸) آپ رضی اللہ عنہ کے لیے دریا اس طرح پھٹ جائیں گے جس طرح بنی اسرائیل کے لیے پھٹ گیا تھا۔

(۹) آپ رضی اللہ عنہ ایک سوکھی شاخ زمین میں لگائیں گے تو وہ اسی وقت برگ و بار آور ہو جائے گی۔

(۱۰) آپ کا علم لدنی ہوگا۔

(۱۱) آپ کے پاس ایک تابوت ہوگا جسے دیکھ کر اکثر یہود ایمان لے آئیں گے۔

(۱۲) آپ کی زبان میں لکنت ہوگی جس کی وجہ سے کلام کرنے میں تنگ ہوکر رانوں پر داہنا ہاتھ ماریں گے۔

اور بھی بہت سی باتیں ہم نے اِس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں پڑھیں؛ لیکن اس کی کوئی قوی سند نہ ملنے کی وجہ سے، اور طوالت کے اندیشہ سے ترک کرتے ہیں۔

ظاہر سی بات ہے کہ قوم کو چکما دے کر بھاگنے کی بات حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے شایانِ شان نہیں۔ اسی طرح نمبر ا سے ۱۲ تک کی تمام روایتیں یا تو ضعیف ہیں، یا مقطوع بلکہ بعض موضوع بھی ہیں، پھر ان پر اعتبار کیسے کیا جائے؟ مگر چوں کہ یہ باتیں لوگوں میں زبان زد ہوچکی ہیں، اس لیے بغرضِ تنبہ ان کا یہاں تذکرہ کیا گیا ہے۔

منجملہ ان کے ''انیس الارواح'' میں مذکور مندرجہ ذیل باتیں بھی ہیں:

انیس الارواح میں ''مجلس سوم'' میں ہے: فرمایا کہ آخری زمانہ میں شہر بہ سبب گناہوں کی شامت کے برباد ہوجائیں گے۔ چناں چہ میں نے خواجہ یوسف چشتیؒ کی زبانی سنا ہے کہ ''ایک دفعہ میں سمرقند کی طرف جارہا تھا، تو میں نے خواجہ یحییٰ سمرقندی کی زبانی سنا کہ ''امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿وإنْ من قريةٍ إلا نحنُ مُهلكوها قبل يوم القيٰمة أو معذبوها عذاباً شديداً كان ذلك في الكتٰب مسطوراً﴾ یعنی: (کوئی شہر ایسا نہیں جس پر قیامت

سے پہلے ہم مصیبت اور عذاب اور ہلاکت نازل نہ کریں اور وہ شہر ویران نہ ہو)''۔
اور پھر فرمایا کہ ''چونکہ آخری زمانہ میں گناہ کثرت سے ہوں گے، ''مکہ'' کو حبشی لوگ ویران کریں گے اور ''مدینۂ منورہ'' قحط سے برباد ہو جائے گا، اور بھوک کے مارے خلقت ماری جائے گی۔ اور ''بصرہ''، ''عراق'' اور ''مشہد'' شراب خوروں کی شامتِ اعمال کے سبب خراب ہوں گے، اور اس سال مصیبتیں بہت نازل ہوں گی اور عورتوں کی بداعمالی سے بھی خراب ہوں گے، اور ''ملکِ شام'' بادشاہ کے ظلم سے برباد ہوگا، اور مکڑی آسمان سے اترے گی، اور ''روم'' کثرتِ لواطت کے سبب خراب ہوگا، اور آسمان سے ہوا چلے گی جس سے تمام آدمی سو جاویں گے اور ہلاک ہو جاویں گے۔ اور ''خراسان'' اور ''بلخ'' تاجروں کی خیانت کے باعث ویران ہوں گے، اور مسلمان اس کی شامت سے مردار ہو جائیں گے''۔

اس کے بعد فرمایا کہ ''میں نے خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے کہ ''خوارزم'' اور چند شہر جو اس کے گردونواح میں واقع ہیں وہ راگ ورنگ اور منکرات کے باعث خراب ہوں گے، اور ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور خود بھی ہلاک ہو جائیں گے، لیکن ''سیوستان'' سخت مصیبتوں تاریکیوں اور زلزلوں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا، اور وہ لوگ جس زمین میں رہتے ہوں گے نیست ونابود ہو جائے گی؛ لیکن ''مصر'' اور دوسرے شہروں کی خرابی کی وجہ یہ ہوگی کہ آخری زمانے میں عورتوں کو قتل کریں گے اور کہیں گے یہ فاطمہ ہے -خاک ان کے منہ میں- پس حق تعالیٰ ان کو زمین میں غرق کرے گا۔ اور ''سندھ'' اور ''ہندستان'' بھی ویران ہو جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ ''زنا اور شراب خوری کے سبب ویران ہوں گے''۔ پھر فرمایا کہ ''مشرق یا مغرب میں

جو شہر ہے سب کے فسادوں کی بَلا ''ہند'' میں پڑے گی''۔

پھر فرمایا کہ ''جب شہر اس طرح پر خراب ہوں گے تو مہدی ظاہر ہوگا اور مشرق سے مغرب تک اس کے عدل کی دھوم مچ جائے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نیچے اتریں گے، اور ان دونوں کو مسلمانی از حد عزیز ہوگی۔ اور اس وقت دن بہت چھوٹے ہوں گے، چناں چہ ایک دن میں ایک نماز ادا ہوگی''۔

پھر فرمایا کہ ''میں نے خواجہ حاجی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے کہ اس عہد میں سال مہینوں کی طرح اور مہینے ہفتوں کی طرح ہوں گے، اور ایک دن ایک وقت میں گذر جائے گا۔ خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ اے درویش! آدمی کو چاہیے کہ ان ہی سالوں اور مہینوں کو وہ سال اور مہینے خیال کرنا چاہیے؛ کیوں کہ یہی دن شرع کے دن ہیں''۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد کتیا کے بچے پیدا ہوں گے نہ کہ آدمی کے۔ اب خود لوگ قیاس کریں؛ کیوں کہ زمانۂ دراز گذر چکا ہے۔

[اردو ترجمۂ کتاب أنیس الأرواح ۱۲۔۱۳]

نوٹ: اس طرح کی باتیں اس ترتیب کے ساتھ بہت تلاش وجستجو کے باوجود ہمیں کسی صحیح حدیث میں نہیں مل سکیں، لہٰذا اس قسم کی باتوں کے پھیلانے سے بچنا ضروری ہے۔

کشف والہام اور اس کی شرعی حیثیت

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق مختلف مکاشفے منقول ہیں، اور اس موضوع کی بعض کتابوں میں ان مکاشفات کو بڑی اہمیت وخصوصیت کے ساتھ ذکر بھی کیا گیا ہے،

بعض لوگ تو ایسے کشف والہام کے نقل کرنے میں بڑی بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں، اور پھر یہ عوام میں شہرت پا جاتے ہیں اور دھیرے دھیرے لوگ ایسے مکاشفات کو مستند عقیدہ سمجھ لیتے ہیں اور یہیں سے دھوکہ بازوں کے لیے ایک راستہ کھل جاتا ہے۔

ماضی قریب میں بھی چند مکاشفات، پیشین گوئیاں اور اقوال کچھ لوگوں کے مشہور ہوئے ہیں، ان کی نسبت ان بزرگانِ دین کی طرف صحیح ہے یا نہیں اس بحث سے الگ رہتے ہوئے یہاں محض کشف والہام کی حقیقت اور اس کا حکم بتلانا مقصود ہے۔

کشف کے لغوی معنی کھول دینے کے ہیں، اصطلاح میں کشف ایسے علم کو کہا جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی پر کھول دے؛ خواہ وہ نبی ہو یا ولی، صالح ہو یا فاسق و فاجر، مسلم ہو یا غیر مسلم، انسان ہو یا حیوان۔ گویا کشف کا اطلاق بالکل عام ہے، لیکن ہمارے عرف میں کشف بھی الہام کی طرح ہی اولیا وصالحین کے ساتھ خاص ہے۔

کشف والہام گرچہ مفہوم کے اعتبار سے متفاوت اور مصداق کے لحاظ سے یکساں ہیں، لیکن شرعی حیثیت سے دونوں ظنی ہیں، ان پر ایمان لانا نہ واجب ہے نہ مطلوب۔ کشف والہام نہ تو ارکانِ اسلام میں سے ہیں اور نہ اصولِ دین اور حجتِ شرعیہ میں سے، ان سے صرف ایک خام اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو خارج میں رونما ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی؛ بالکل خوابوں کی تعبیر کی طرح۔

''کشف'' فتاوی کے حوالہ سے

حضرت مولانا خیر محمد جالندھری صاحبؒ نے تقریباً یہی باتیں ''خیر الفتاویٰ'' [۱/۶۷-۶۸] میں ایک استفتا کے جواب میں لکھی ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ: ''کشف کے معنی ہے کسی بات یا واقعہ کا کھل جانا، الہام کے معنی ہے دل میں کسی بات کا القا ہو جانا، اور بشارت کے معنی خوش خبری کے ہیں جیسے کوئی اچھا خواب دیکھنا''۔

نیز آگے لکھتے ہیں کہ: ''آپ ﷺ کے بعد کشف و الہام اور بشارت ممکن ہے، مگر وہ شرعاً حجت نہیں اور نہ اس کے قطعی و یقینی ہونے کا دعوی کیا جا سکتا ہے، نہ کسی کو اس کے ماننے کی دعوت دی جا سکتی ہے''۔

اور آگے ایک دوسرے سوال کے جواب میں آپؒ رقم طراز ہیں کہ: غیرِ نبی کو کشف یا الہام ہو سکتا ہے مگر وہ حجت نہیں، نہ اس کے ذریعہ کوئی حکم ثابت ہو سکتا ہے؛ بلکہ اس کو شریعت کی کسوٹی پر جانچ کر دیکھا جائے گا، اگر صحیح ہو تو قبول کیا جائے گا، ورنہ رد کیا جائے گا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ وہ سنتِ نبوی ﷺ کا متبع اور شریعت کا پابند ہو، اگر کوئی شخص سنتِ نبوی ﷺ کے خلاف چلتا ہو تو اس کا کشف و الہام کا دعوی شیطانی مکر ہے۔[آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱/۳۴۔۳۵]

کشف و الہام دین و مذہب میں کوئی حجتِ شرعیہ نہیں، مطلب یہ ہے کہ نفسِ کشف کا ثبوت تو نصوصِ صحیحہ سے ہے، مگر غیرِ انبیا کے کشوف میں تعیینِ زمان و مکان وغیرہ میں غلطی کا احتمال ہے۔ فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مکاشفات کی تین قسمیں ہیں: ایک تحت التکوین، اس میں کافر و مسلم برابر ہیں:

ایک لوحِ محفوظ سے، وہ خالص مسلمین کے لیے ہے، مگر اس کے لیے

﴿یمحو اللّٰہ ما یشاء و یثبت و عندہٗ أُمّ الکتاب﴾

اور ایک خالص علم اللہ سے، یہ مخصوص انبیا علیہم السلام کے لیے ہے۔ پہلے دو میں کشفی غلطی کا احتمال ہے، مگر ثالث میں امکان نہیں، کیوں کہ پہلے دو میں زمان ومکان کی تعیین تخمین سے ہوسکتی ہے، مگر علمِ الٰہی میں ماضی وحال اور استقبال برابر ہیں، اس لیے انبیا علیہم السلام کے علوم غلطی سے پاک ہیں۔[ارواحِ ثلاثہ۲۹۵]

ظہورِ مہدی رضی اللہ عنہ کے سال کے سلسلہ میں پہلے بھی بعض اہلِ کشف کو مکاشفہ ہوا تھا، جو وقت آنے پر غلط ثابت ہوا۔ چناں چہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ اپنے ایک مکتوب (موصولہ ۱۲/شوال ۱۲۹۴ھ) میں تحریر فرماتے ہیں: بعض اہلِ کشف کا گمان ہے کہ اگلی صدی کے شروع میں ظہورِ مہدی اور آثارِ قیامت موعودہ ظاہر ہوں گے، اور بعضوں نے یوں کہا ہے کہ وہ زمانہ ابھی دور ہے، واللہ اعلم۔ اگلی بات کہنا فضول ہے۔ جو خدا چاہے، سو ہو۔[مکتوبات وبیاضِ یعقوبی ۱۱۱]

حضرت موصوف رحمہ اللہ اپنے ایک اور مکتوب (موصولہ ۲۴/ذوالحجہ ۱۲۹۹ھ) میں خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

ملاقات امام مہدی کی کیا عجب ہے نصیب ہو، کیوں کہ علامات اس کی بہت ظاہر ہیں، اور مکشوف اولیا کے مطابق کیا عجب ہے کہ اس صدی کے پہلے یا دوسرے سال میں ظہور ہو جاوے۔ واللہ اعلم۔[ایضاً ۱۲۹]

حضرت فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کا فرمان

سیدی وسندی حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ نے ایک مرتبہ ایک واقعہ بیان فرمایا تھا کہ پچیس برس پہلے مجھ سے ایک صاحب نے بتلایا کہ امام مہدی پیدا

ہوئے اتنے عرصہ سے ہیں مجھ کو حضرت میکائیل علیہ السلام نے بتلایا، اب تک تو آئے نہیں انہوں نے ہاتھ سے ایک ذراع کا اشارہ کر کے بتلایا تھا کہ ایک ذراع کے برابر ہیں۔
[ملفوظاتِ فقیہ الامت ۹/۵۵]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سال کی تعیین کے ساتھ حضرت مہدی کے ظہور کا کشف جن کو ہوا تھا وہ غلط اور محض نفس کا دھوکہ تھا، آج ۱۴۳۰ھ چل رہا ہے، لیکن اب تک ظہورِ مہدی نہ ہونا خود اس کی بڑی شہادت ہے۔

اولیا کے کشف کا اعتبار ہے؛ لیکن!!!

تیسرے یہ کہ اولیاء اللہ کے کشوف کا اعتبار اسی وقت ہوسکتا ہے، جب کہ وہ قرآن، حدیث، اجماعِ امت اور قیاسِ صحیح کے مخالف نہ ہوں۔ اور یہ مسئلہ تمام سلف وخلف میں متفق علیہ ہے، جیسا کہ حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ اللہ نے ''اِرشاد الطالبین'' میں ذکر فرمایا ہے۔ ظہورِ مہدی کے لیے سال کا تعین نصوصِ صحیحہ کے معارض ہے، عام نصوص کا تقاضا یہ ہے کہ ظہورِ مہدی میں اللہ تعالیٰ شانہ ہی کی طرف سے اخفا رکھا گیا ہے، ایک وقت آئے گا کہ لوگوں پر اچانک یہ راز ظاہر ہوگا؛ بلکہ اس معاملہ میں اس قدر اخفاء رکھا گیا ہے، کہ خود حضرتِ مہدی بھی ظہور سے پہلے پہلے تک اپنے مقام سے ناآشنا ہوں گے۔ [مأخوذ از فقہی جواہر ۳/۸۴۔۸۵]

وحی اور الہام کی تعریف

وحی اور الہام کے فرق کو اس طرح سمجھنا چاہیے کہ: وحی تو صرف اس علم کو کہا جاتا ہے جس کا القا نبی کے قلب پر ہو، خواہ وہ کسی بھی طرح سے ہو۔ محدثین نے وحی کی کئی

قسمیں بتلائی ہیں۔ بہر حال وحی کا علم قطعی ہوتا ہے اور اس کا ماننا ضروری ہوا کرتا ہے۔

الہام اس علم کو کہا جاتا ہے جو کسی مبارک و سلیم الفطرت قلب میں بغیر اکتساب و استدلال کے القا کیا جائے۔ اب اگر یہ القا کسی نبی کے قلب پر ہو تو یہ بھی وحی ہی کہلائے گا اور یہ قطعی ہی ہوگا، اور اگر نبی کے علاوہ کسی اور پر القا ہو تو اسی کو عرف میں الہام کہا جاتا ہے اور اس کا علم ظنی ہوا کرتا ہے۔

وحی اور الہام میں ایک فرق یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ انبیا کی وحی و الہام امر و نہی پر مشتمل ہوتی ہے، اسی لیے انبیا پر اس کی تبلیغ واجب ہوتی ہے، جب کہ اولیا و صالحین کے الہام مبشرات یا تفہیمات پر مشتمل ہوتے ہیں، اور ان پر اپنے الہام کی تبلیغ واجب نہیں ہوتی ہے، بلکہ اخفا ہی اولیٰ ہوتا ہے، جب تک کہ کوئی شرعی یا دینی ضرورت پیشِ نظر نہ ہو۔

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے اصحاب

وہ سعادت مند مسلمان جن کو حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی معیت میں عالَمی ایمانی جدوجہد کا موقعہ نصیب ہوگا، ان حضرات کے متعلق بھی روایات میں بہت سی علامتیں اور بشارتیں آئی ہیں۔

(۱) آپ رضی اللہ عنہ کے اصحاب محبوب عنداللہ ہوں گے، اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرماویں گے۔

(۲) ان کے دل باہم جوڑ دیے گئے ہوں گے۔

(۳) وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے خائف نہیں ہوں گے۔

(۴) ابتدائی زمانہ میں ظاہری شوکت و قوت کے اعتبار سے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ

کے رفقا کمزور ہوں گے۔

(۵) جو ۳۱۳ حضرات اول مرحلہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے وہ خیر القرون کے بعد سب سے اونچے درجہ کے ایمان والے ہوں گے۔

(۶) حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے اصحاب بعد میں چل کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں یہود سے آخری معرکہ میں شریک ہوں گے۔

(۷) آپ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کا ایک دستہ دجال سے مقابلہ کرے گا۔

(۸) کعبہ شریف ان کی پناہ گاہ ہوگی۔

(۹) نہ وہ کسی سے متوحش ہوں گے اور نہ کسی کو دیکھ کر خوش ہوں گے۔ یعنی وہ اپنی دھن میں لگے ہوں گے؛ مقصد (اعلائے کلمۃ اللہ) کا حصول مطمحِ نظر ہوگا، نیز ان کا باہمی ربط وضبط سب سے یکساں ہوگا۔

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے اوصاف کے سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ملاحظہ ہو:

حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، حدثنا الحسن بن علي بن عفان العامري، حدثنا عمرو بن محمد العنقري، حدثنا يونس بن أبي إسحاق، أخبرني عمار الذهبي، عن أبي الطفيل، عن محمد بن الحنفية قال: كنا عندَ علي رضي الله عنه فسأله رجلٌ عن المهدي، فقال علي رضي الله عنه: هيهات، ثم عقد بيده سبعًا فقال: ذاك يخرجُ في آخر الزمان، إذا قال الرجلُ "اللّٰه اللّٰه" قُتل، فيجمع اللّٰه تعالى قومًا قزعا كقزع السحاب يؤلِّف اللّٰه بين قلوبهم، لا يستوحشون إلىٰ أحدٍ ولايفرحون بأحدٍ يدخلُ فيهم، على عِدَّةِ أصحابِ بدرٍ، لم يسبقهم

الأولون ولا يدركهم الآخرون، وعلى عِدَّةِ أصحابِ طالوت الذين جاوزوا معه النهر. هذا حديثٌ صحيحٌ على شرط الشيخين، ولم يُخرجاه.

[المستدرك للحاكم ٤/٥٥٤]

یعنی: حضرت محمد بن حنفیہؒ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو ان سے ایک شخص نے مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سنو! پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے سات کا عُقدہ باندھا، پھر فرمایا کہ وہ آخری زمانہ میں ایسے حالات میں نکلیں گے کہ اگر کوئی "اللّٰہ اللّٰہ" کہے گا تو قتل کر دیا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کو جمع کریں گے جو بادلوں کے مانند باہم ملے ملے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو باہم جوڑ دیں گے، وہ کسی سے وحشت زدہ نہیں ہوں گے، نہ کسی ایسے شخص سے خوشی محسوس کریں گے جو اُن کا شریکِ کار بن جائے، اصحابِ بدر کی تعداد کے بقدر ہوں گے، درجات میں (خیر القرون کے ماسوا) نہ اگلے لوگ ان سے بڑھے ہوئے ہوں گے اور نہ پچھلے لوگوں کی اُن تک رسائی ہوگی، اور طالوت کے ان ساتھیوں کی تعداد کے بقدر ہوں گے جنہوں نے ان کے ساتھ نہر پار کی تھی۔

آپ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کا احادیث میں خصوصی تذکرہ

(۱) حضرت مہدی رضی اللہ عنہ جس لشکر کو لے کر مدینۂ منورہ سے ملکِ شام روانہ ہوں گے اس لشکر کے شرکاء اس وقت دنیا کے سب سے افضل مسلمان ہوں گے۔ مسلم شریف میں ہے: فيخرُجُ إليهم جيشٌ من المدينة مِنْ خيار أهل الأرض يومئذٍ الخ. [مسلم، كتاب الفتن ٢/٣٩١ رقم ٢٨٩٧]

(۲) جو حضرات ملکِ شام میں جامِ شہادت نوش کریں گے وہ دورِ رسالت کے شہدا کے بعد سب سے افضل شہید ہوں گے۔ مسلم شریف کی اسی روایت میں آگے ہے: أفضلُ الشهداء عند اللّٰه. [مسلم: كتاب الفتن ۳۹۲/۲]

(۳) شام کے معرکوں میں مسلمانوں کی قلت اور نصرانیوں کی کثرت کی وجہ سے جو مسلمان بھاگ جاویں گے (یعنی لشکر کا ایک تہائی) اللہ تعالی ان کو کبھی معاف نہیں کریں گے۔

(۴) فتحِ قسطنطینیہ (استنبول) کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کا جو لشکر ہوگا اس کے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان کا امیر بہت ہی خوب امیر ہوگا (یعنی حضرت مہدی رضی اللہ عنہ)؛ اور وہ لشکر بہت ہی مبارک لشکر ہوگا۔

(۵) فتحِ قسطنطینیہ کے بعد دجال کی افواہ پھیلے گی تو حضرت مہدی رضی اللہ عنہ دمشق کی طرف دجال کی تحقیق کے لیے دس سواروں کا دستہ روانہ فرماویں گے، وہ اس وقت روئے زمین پر سب سے افضل لوگ ہوں گے۔

ایک اہم سوال کا جواب

کیا حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے دور میں موجودہ سائنسی ایجادات ہوں گی؟ یا وہ دورِ قدیم کے طرز پر ہوگا؟

بہت سے مسلمانوں کو یہ الجھن ہوتی ہے کہ آیا حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے دور میں زمانہ دوبارہ اپنی قدیم روِش پر آجاوے گا، یا یہ تمام سائنسی ایجادات آپ رضی اللہ عنہ کے ظہور کے وقت موجود ہوں گی؟

چناں چہ اس سلسلہ میں فقیہ العصر مفتی یوسف صاحب لدھیانویؒ کے قلم سے ایک اہم سوال اور اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: روزنامہ جنگ میں آپ کا مضمون ''علاماتِ قیامت'' پڑھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ہر مسئلے کا حل اطمینان بخش طور پر اور حدیث وقرآن کے حوالے سے دیا کرتے ہیں، یہ مضمون بھی آپ کی علمیت اور تحقیق کا مظہر ہے؛ لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی: پورا مضمون پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کفار اور عیسائیوں سے جو معرکے ہوں گے ان میں گھوڑوں، تلواروں، تیر کمان وغیرہ کا استعمال ہوگا۔ فوجیں قدیم زمانہ کی طرح میدان جنگ میں آمنے سامنے ہو کر لڑیں گے۔

آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ قسطنطینیہ (Istanbul) سے نو گھوڑے سواروں کو دجال کا پتہ معلوم کرنے کے لیے شام بھیجیں گے، گویا اس زمانہ میں ہوائی جہاز دست یاب نہ ہوں گے۔ پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو ایک نیزے سے ہلاک کریں گے، اور یاجوج ماجوج کی قوم بھی جب فساد برپا کرنے آئے گی تو اس کے پاس تیر کمان ہوں گے؛ یعنی وہ اسٹین گن، رائفل، پستول اور تباہ خیز بموں کا زمانہ نہ ہوگا۔ زمین پر انسان کے وجود میں آنے کے بعد سے سائنس برابر ترقی ہی کر رہا ہے اور قیامت کے آنے تک تو اس میں قیامت خیز ترقی ہو چکی ہوگی۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے چند خاص آدمیوں کے ہمراہ یاجوج ماجوج کی قوم سے بچنے کے لیے کوہِ طور کے قلعہ میں پناہ گزیں ہوں گے یعنی دنیا کے باقی اربوں انسانوں کو جو سب مسلمان ہو چکے ہوں گے

یاجوج ماجوج کے رحم وکرم پر چھوڑ جائیں گے، اتنے انسان تو ظاہر ہے اس قلعہ میں بھی نہیں سما سکتے۔ میں نے کسی کتاب میں کوئی دعا پڑھی تھی جو حضور ﷺ نے فتنہ دجال سے بچنے کے لیے مسلمانوں کو بتائی تھی مجھے یاد نہیں رہی، مندرجۂ بالا باتوں کی وضاحت کے علاوہ وہ دعا بھی تحریر فرمادیں تو عنایت ہوگی۔

جواب: انسانی تمدن کے ڈھانچے بدلتے رہتے ہیں؛ آج ذرائع مواصلات (Cummunication system) اور آلاتِ جنگ کی جو ترقی یافتہ شکل ہمارے سامنے ہے آج سے ڈیڑھ دوصدی پہلے اگر کوئی شخص اس کو بیان کرتا تو لوگوں کو اس پر ''جنون'' کا شبہ ہوتا، اب خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ سائنسی ترقی اسی رفتار سے آگے بڑھتی رہے گی یا خودکشی کر کے انسانی تمدن کو پھر تیر وکمان کی طرف لوٹا دے گی؟ ظاہر ہے کہ اگر یہ دوسری صورت پیش آئے جس کا خطرہ ہر وقت موجود ہے، اور جس سے سائنس دان خود بھی لرزہ براندام ہیں تو ان احادیثِ طیبہ میں کوئی اشکال باقی نہیں رہ جاتا جن میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔

فتنۂ دجال سے حفاظت کے لیے سورۂ کہف جمعہ کے دن پڑھنے کا حکم ہے۔ کم از کم اس کی پہلی اور پچھلی دس دس آیتیں تو ہر مسلمان کو پڑھتے رہنا چاہیے۔ اور ایک دعا حدیث شریف میں یہ تلقین کی گئی ہے۔

اللّٰهُمَّ إني أعوذُ بکَ من عذابِ جهنمَ، وأعوذ بک مِنْ عذابِ القبر، وأعوذ بک من فتنةِ المسیحِ الد جال. اللّٰهم إني أعوذ بک من فتنة المحیا والممات. اللّٰهم إني أعوذ بک من المَأْثَمِ والمَغْرَم.

[آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱/۲۶۸-۲۶۹]

نوٹ: بعض اہلِ قلم حضرات نے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے معرکوں کے متعلق وارد اِن قدیم سامانِ جنگ کی جدید تعبیرات بھی کی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جدید ایجادات کو بھی فتوحات میں استعمال فرمائیں گے؛ تاہم یہ محض اندازے ہی ہیں۔ واللّٰہُ أعلمُ بما هوَ کائنٌ البتة.

حضرت مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی دامت برکاتہم

(صدرِ دارالعلوم کراچی) کے انٹرویو کا اقتباس

سوال: رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مستقبل کے بارے میں بشارتیں اور ان کی تطبیق صورت حال کے بارے میں رہنمائی فرمائیں؟

جواب: اس سلسلہ میں جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگی خبریں دی ہیں ان کی رُو سے اگر دیکھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ پوری دنیا کی سیاست (Politics) اور جغرافیے (Geography) اور حالات میں جو تبدیلیاں بڑی تیزی سے رونما ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں یہ سب اُس دور کی طرف دنیا کو لے جا رہی ہیں جو حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور سے سامنے آنے والا ہے اور یہ سارا میدان اس کے لیے تیار ہو رہا ہے، اور روایت سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسلمانوں میں اختلاف عروج پر پہنچا ہوا ہوگا تو اختلاف کا خاتمہ وہی کریں گے اور دوبارہ خلافتِ اسلامیہ قائم ہوگی، جس کے سربراہ حضرت مہدی ہوں گے بظاہر وہ وقت اب زیادہ دور نظر نہیں آتا۔

سوال: حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور کے پہلو بہ پہلو دجال کا ظاہر ہونا بھی آتا ہے؟

جواب: وہ پوری امت کے لیے آزمائش کا وقت ہوگا، بس اتنی بات ہے کہ اسلام کی ذلت کا وقت نہیں ہوگا؛ اس لیے کہ مسلمان ایک امیر کے جھنڈے کے نیچے متحد ہوں گے اور حق ان کے سامنے کھلا ہوا ہوگا۔ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا قول حق ہوگا اور ان کے خلاف جو ہوگا وہ باطل ہوگا، اُس مشکل سے وہ دوچار نہیں ہوں گے جس مشکل میں اب ہم رہتے ہیں کہ کس بات کو ہم صحیح کہیں کس کو غلط کہیں: ٹھیک ہے، جانیں بہت جائیں گی، قربانیاں بہت دی جائیں گی، لیکن کش مکش نہیں ہوگی، ذلت نہیں ہوگی، مسلمان کی موت ہوگی تو عزت کی موت ہوگی۔ [البلاغ ج۶ر شمارہ ۱۱ جنوری ۲۰۰۴ء۔ پاکستان]

اس سلسلہ میں مفتی محمد رفیع صاحب کا ایک اور مضمون ''انبیا کی سرزمین میں چندروز'' جو ''البلاغ'' میں قسط وار شائع ہوا ہے، اس کی پانچویں قسط کا تذکرہ بھی یہاں ناگزیر ہے، چناں چہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

یہاں کی بعض علاماتِ قیامت:

اردن (Jordan) میں جن جن تاریخی مقامات پر جانا ہوا اکثر جگہ اسرائیل (Israiel) کے مقبوضات بھی ساتھ ہی نظر آئے، جو انہوں نے مسلمانوں سے چھینے ہیں، ظاہر ہے کہ یہ ہماری شامتِ اعمال کا نتیجہ ہے، دل جو شامتِ اعمال سے پہلے ہی زخمی ہے ان مناظر کو بچشمِ خود دیکھ دیکھ کر اور بھی چوٹ پر چوٹ کھاتا رہا، لیکن پوری دنیا جس تیزی سے بدل رہی ہے، اور جس طرح بدل رہی ہے، خصوصًا شرقِ اوسط (Middle East) میں تقریبًا ساٹھ سال سے جو انقلابات رونما ہو رہے ہیں، انہیں اگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ علامات کی روشنی میں دیکھا جائے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ دنیا اب بہت تیزی سے قیامت کی طرف رواں دواں ہے۔

اردن (Jordan) اور شام (Syria) کے اس سفر میں قدم قدم پر نظر آتا رہا کہ یہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور اور دجال سے اُن کی ہونے والی جنگ کا میدان تیار ہو رہا ہے، اور اسی جنگ کے دوران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے فوراً بعد ان کے ہاتھوں دجال کے قتل اور ساتھ ہی یہودیوں کے قتلِ عام کا جو واقعہ ہونے والا ہے اس کی تیاری میں خود یہودی - نادانستہ ہی سہی - پیش پیش ہیں۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے کافی پہلے "بخت نصر" بادشاہ نے جب یہودیوں پر ضربِ کاری لگائی تو یہ تتر بتر ہوکر پوری دنیا میں ذلت کے ساتھ بکھر گئے تھے، اب سے تقریباً ساٹھ سال پہلے تک ان کا یہی حال تھا، اب ہزاروں سال بعد ان کا پوری دنیا سے کھنچ کھنچ کر فلسطین (Palestine) میں آنا؛ دوسرے لفظوں میں اپنے مقتل میں آکر جمع ہو جانا، یہی ظاہر کرتا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے لشکر کا کام آسان کرنے میں لگے ہوئے ہیں؛ ورنہ بقول حضرت والد ماجد (مفتی محمد شفیع صاحب) رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو پوری دنیا میں کہاں کہاں تلاش کرتے پھرتے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہودی دجال کو اپنا پیشوا مانتے ہیں، اور عجیب بات یہ ہے کہ اُس کی آمد کے اُسی مقام پر منتظر ہیں جہاں پہنچ کر اُس کا قتل ہونا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگی خبر کے مطابق مقدر ہو چکا ہے۔

ہمارے ایک میزبان حسن یوسف جن کا ذکر پہلے بھی کئی بار آچکا ہے، یہ اصل فلسطین کے باشندے ہیں، وہاں سے ہجرت کرکے تقریباً ۲۵-۳۰ سال سے عمان (Amman) ہی میں مقیم ہیں، انھوں نے بتایا کہ اب سے کئی برس پہلے وہ تبلیغ کے سلسلہ میں فلسطین گئے تو وہاں کے ایک شہر "لُدّ" بھی جانا ہوا، جو بیت المقدس

(Jerusalem) کے قریب ہے، وہاں ایک بڑا گیٹ دیکھا جو ''بابِ لُد'' (لُد کا دروازہ) کہلاتا ہے، اُس پر اسرائیلی انتظامیہ نے لکھا ہوا ہے کہ: **ھنا یخرُجُ ملِکُ السلام** ''سلامتی کا بادشاہ (دجال) یہاں ظاہر ہوگا''

اب آں حضرت ﷺ کی ایک حدیث دیکھیے جس میں آپ ﷺ نے قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی تفصیلات ارشاد فرمائی ہیں، یہ حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح سندوں کے ساتھ آئی ہے اور اسے تین صحابۂ کرام اور ایک ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا وعنہم) نے روایت کیا ہے، اس میں آں حضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''فَيطْلُبه حتّٰى يُدْرِكه بِبابِ لُدٍّ، فَيقْتُله''. [صحيح مسلم، ابو داود، ترمذی، ابن ماجة و مسند أحمد] ترجمہ: پس عیسیٰ (علیہ السلام) دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ اُسے ''بابُ لُدّ'' (لُد کے دروازے) پر پکڑ لیں گے اور قتل کر دیں گے۔

ہمارے ایک اور میزبان جناب علی حسن احمد البیاری جو ''اربد'' (Irbid) کے معروف تاجر ہیں اور تبلیغی کام سے بھی وابستہ ہیں، ہمارا عمان (Amman) سے اربد (Irbid) کا سفر اُن ہی کی گاڑی میں ہوا تھا، ان کے والد بھی اصل فلسطین کے باشندے تھے، بلکہ خاص شہر ''لُد'' ہی کے رہنے والے تھے، ۱۹۴۸ء میں ہجرت کر کے یہاں آگئے تھے، یہیں ۱۹۵۱ء میں علی حسن احمد البیاری صاحب پیدا ہوئے، انہوں نے آج سیاحت سے واپسی پر اپنی عالیشان کوٹھی میں ضیافت کا اہتمام کیا تھا۔ اس پُر لطف مجلس میں انہوں نے اپنا یہ واقعہ سنایا کہ ۱۹۸۰ء میں یہ دس روز اپنے آبائی وطن ''لُدّ'' میں جا کر رہے، انہوں نے بتایا کہ وہاں ''بابِ لُدّ'' ہی کے مقام پر ایک کنواں ہے، یہودی شہری انتظامیہ نے وہاں سے ایک سڑک گذارنے کے لیے اس کنویں کو ختم کرنا

چاہا، مگر بلڈوزروں اور طرح طرح کی مشینوں سے بھی اس کنویں کو ختم نہ کیا جا سکا، مجبوراً سڑک وہاں سے ہٹا کر گذارنی پڑی، وہاں اب یہ لکھا ہوا تھا کہ "**هذا مكانٌ تاريخي**" (یعنی ایک تاریخی مقام ہے)۔ان ہی علی حسن بیّاری صاحب نے بتایا کہ ان کے ایک ماموں زاد بھائی بھی۔ جو "علامات قیامت" کی تحقیق وجستجو میں خاص دل چسپی رکھتے ہیں۔ "لُدّ" گئے تھے، وہاں انہوں نے ایک محل دیکھا جو اسرائیلی انتظامیہ نے اپنے "**ملک السلام**" (دجال) کے لیے بنایا ہے۔

مولانا رفیع الدین صاحبؒ کا قابلِ تقلید عمل

ہمارے دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے مہتمم حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ۔ جو نقشبندیہ خاندان کے اکابر میں سے تھے ہجرت فرما کر مکۂ مکرمہ آئے، وہیں اُن کی وفات بھی ہوئی اور وہیں قبر بھی ہے،۔ کو یہ حدیث معلوم تھی کہ نبیٔ کریم ﷺ نے شیبی کو بیت اللہ کی کنجیاں سپرد کی ہیں؛ مکہ میں چاہے سارے خاندان اجڑ جائیں شیبی کا خاندان قیامت تک باقی رہے گا۔

چناں چہ مولانا رفیع الدین صاحبؒ کو عجیب ترکیب سوجھی کہ جب یہ خاندان قیامت تک باقی رہے گا تو لامحالہ ظہورِ مہدی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی موجود رہے گا، جب حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہوگا اور وہ کعبۃ اللہ کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھ کر مسلمانوں کو بیعت کریں گے تب کعبۃ اللہ کی کنجیاں شیبی کے ہاتھ میں ہوں گی۔ چناں چہ اسی کے مطمحِ نظر انہوں نے ایک حمائل شریف اور ایک تلوار لی اور ایک خط حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے نام لکھا، اس خط کا مضمون یہ ہے: فقیر رفیع الدین دیوبندی مکۂ معظّمہ میں حاضر

ہے، اور آپ جہاد کی ترتیب کررہے ہیں، ایسے مجاہدین آپ کے ساتھ ہیں جن کو وہ اجر ملے گا جو غزوۂ بدر کے مجاہدین کو ملا تھا، سو رفیع الدین کی طرف سے یہ حمائل تو آپ کے لیے ہدیہ ہے، اور یہ تلوار کسی مجاہد کو دے دیجیے کہ وہ میری طرف سے جنگ میں شریک ہو جائے اور مجھے بھی وہ اجر مل جائے۔ اور یہ تینوں چیزیں شیخ خاندان والوں کے سپرد کیں اور ان سے کہا کہ تمہارا خاندان قیامت تک رہے گا، یہ مہدی رضی اللہ عنہ کے لیے امانت ہے، جب تمہارا انتقال ہو تو تم اپنے قائم مقام کو وصیت کر دینا، اور ان سے کہہ دینا کہ وہ اپنے قائم مقام کو وصیت کرے، اور ہر ایک یہ وصیت کرتا جائے یہاں تک کہ یہ امانت حضرت مہدی رضی اللہ عنہ تک پہنچ جائے۔ [خطباتِ حکیم الاسلام ۲/۹۸]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وصیت امتِ محمدیہ کے نام

عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعًا: ينزلُ عيسى ابن مريم فيَدُقُّ الصليبَ، ويقْتُل الخنزيرَ ويضع الجزية، ويُهلكُ اللّٰهُ عزّ وجَلَّ في زمانه الدجالَ، وتقوم الكلمةُ للّٰه رب العٰلمين. قال أبو هريرة رضي الله عنه: أفلا ترو ني شيخًا كبيرًا قد كادت أنْ تلتقيَ تَرْقُوَتاي من الكبر، إنّي لأرجو أنْ لا أموتَ حتى ألْقاه وأُحدّثَهُ عن رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم فيُصدّقني، فإنْ أنا مِتُّ قبلَ أنْ ألقاه ولَقِيتُموه بعدي فأقرأوا عليه مني السلام. [السنن للداني ۲۴۲ رقم ۶۹۱] **حضرت ابو ہریرہ** رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ: عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ کو منسوخ فرما دیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں دجال کو ہلاک فرمائیں گے۔ اللہ رب العالمین کے کلمہ کا بول بالا ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم مجھے نہیں دیکھتے ہو کہ میں بالکل بوڑھا ہو چکا ہوں، میری ہنسلیاں بڑھاپے کے سبب مل جانے کے قریب ہیں، میری یہ تمنا ہے کہ میری موت اُس وقت تک نہ آئے جب تک کہ میں اُن (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے مل نہ لوں، اور میں اُن کو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سناؤں اور وہ میری تصدیق کریں، اگر میں اُن (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی ملاقات سے پہلے مر جاؤں اور تمہاری اُن سے ملاقات ہو جائے تو اُن (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو میرا سلام عرض کرنا۔

دعائیہ

باری تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ وہ اپنے فضل وکرم سے اس تحریر کو قبول فرمائیں، اور اپنے اس نیک بندہ (حضرت مہدی رضی اللہ عنہ) کے صحیح تعارف کے عام ہونے کا ذریعہ بنائیں، اور اس نیک بندہ کے ظہور کو امتِ محمدیہ کے لیے عزت کا ذریعہ بنائیں، اور ہم سب کو اُن کی معیت میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے قبول فرمائیں۔

رَبَّنا تَقبَّلْ مِنّا إنّك أنتَ السميع العليم، وتُبْ علينا يا مولنا إنّك أنت التّوابُ الرحيم. و صلّى اللّٰه تعالى على خير خلقه سيِّدِنا محمدٍ وآله وصَحْبِه وعلى مَن تَبِعَهم بِإحسان إلى يومِ الدّين. (آمين) فقط.

بندہ محمود سلیمان حافظ جی (بارڈولی)

حال نزیل بمکۃ المکرّمۃ

اس مبارک جگہ کے جوار میں جہاں اُس نیک بندہ کے ظہور کی بشارت حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے۔

فتنوں کے دور میں ایک مؤمن کو کس طرح رہنا ہے؟

کسی نیک عمل کا موقع ملے تو اسے کر ہی لو

حدیثِ اول: عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: بادروا بالأعمال فتنـا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنا ويمسي كافرا ويمسي مؤمنا ويصبح كافرا يبيع دينه بعرض من الدنيا. (رواه مسلم) [مشكوة ٤٦٢/٢]

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان فتنوں سے پہلے پہل نیکیاں کرلو جو اندھیری رات کی طرح تاریک ہوں گے (کہ حق و باطل کا پتہ ہی نہ چلے گا) صبح کو ایک شخص مؤمن ہوگا تو شام کو کافر بن جائے گا اور شام کو مؤمن ہوگا تو صبح کو کافر بن جائے گا اپنے دین کو دنیا کے تھوڑے سے مال کے عوض بیچ ڈالے گا۔

(ترجمہ مأخوذ از ترجمان السنۃ ۲/۲۱۲)

''اعمالِ صالحہ میں جلدی کرو'' اِس ہدایت کا حاصل یہ ہے کہ اس تغیر پذیر دنیا کو کسی ایک رُخ پر قرار نہیں اور وقت حالات کا بہاؤ ایک ہی سمت نہیں رہتا، اگر اب ایسے حالات ہیں جو عقیدہ و عمل کا رُخ صحیح سمت دیکھنے میں معاون بنتے ہیں تو بعد میں ایسے حالات بھی پیدا ہو سکتے ہیں جو فکر و نظریات اور عقیدہ و عمل کا سفر ٹھیک رخ پر جاری رکھنے میں زبردست رکاوٹ پیدا کردیں اور ایسے حالات میں کم ہی انسان ہوتے ہیں جن کے ذہن و فکر اور دل و دماغ ان حالات کی تاثیر سے محفوظ رہ پائیں اور جن کے اعمالِ صالحہ میں رکاوٹ نہ پیدا ہوتی ہو پس جس شخص کو بھی موقع ملے اس کو اچھے کام اور

نیک عمل کرنے میں جلدی کرنی چاہیے اور جس قدر بھی اعمال کیے جا سکتے ہوں کر لیے جائیں؛ کیوں کہ کوئی نہیں جانتا کہ آنے والا وقت کیا فتنے لے کر آئے اور پھر اعمالِ صالحہ اختیار کرنے کا موقع بھی مل سکے یا نہیں۔

فتنے کس قدر سریع الأثر ہوں گے مثلاً: آدمی جب صبح کو اٹھے گا تو ایمان (یعنی اصل ایمان یا کمالِ ایمان) کے ساتھ متصف ہوگا لیکن شام ہوتے ہوتے کفر کے اندھیروں میں پہنچ جائے گا۔ (مظاہر حق ۲۳۶/۶) یعنی بڑی تیزی سے ایمان کے نکل جانے یا کمزور پڑ جانے کا ڈر رہے گا۔ (نہایۃ العالم اردو ص:۱۹۳ ملخصاً)

قرآن اور حدیث پر عمل کرو

حدیثِ دوم: عن حذيفة رضي الله عنه قال: كان الناس يسألون رسول الله ﷺ عن الخير وكنتُ أسأله عن الشر مخافة أن يدركني، قال: قلت: يارسول الله! إنا كنا في جاهلية وشر فجاء نا الله بهذا الخير فهل بعد هذا الخير من شر؟ قال: نعم، قلت: وهل بعد ذلك الشر من خير؟ قال: نعم، وفيه دغن. الخ

وفي رواية لمسلم قال: يكون بعدي أئمة لايهتدون بِهُداي ولايستنون بسنتي وسيقوم فيهم رجال قلوبهم قلوب الشياطين في جثمان إنس. الخ [مشكوة ٤٦٢/٢]

یعنی: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ تو (اکثر) رسولِ کریم ﷺ سے خیر و نیکی اور بھلائی کے بارے میں پوچھا کرتے تھے اور میں آپ ﷺ سے شر و برائی کے بارے میں دریافت کیا کرتا تھا اس خوف سے کہ کہیں میں کسی فتنے میں مبتلا نہ ہو جاؤں یا

ان کے برے اثرات واسباب مجھ تک نہ پہنچ جائیں،یعنی میرا معمول یہ تھا میں حضور ﷺ سے گناہ اور برائیوں کے بارے میں پوچھا کرتا تھا جو اس دنیا میں ظہور پذیر ہو سکتے ہیں اور جو نہ صرف اخروی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں (چناں چہ زمانہ کے اہلِ علم سے برائیوں کی واقفیت حاصل کر کے ان سے بچنے کی تدابیر اختیار کرنا ایک بہترین طریق ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ازالہ مرض کے سلسلے میں پرہیز کو ملحوظ رکھنا دوا استعمال کرنے سے زیادہ بہتر ہے نیز کلمۂ توحید میں بھی اسی اصول کی طرف اشارہ ہے کہ پہلے ماسوٰی اللہ کی نفی کی گئی ہے اس کے بعد الوہیت کو ثابت کیا گیا) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (اپنی مذکورہ عادت کے مطابق ایک دن) میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم لوگ اسلام سے قبل جاہلیت اور برائی میں مبتلا تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی بعثت کے صدقے میں ہمیں یہ ہدایت وبھلائی یعنی اسلام کی روشنی عطا فرمائی جس کی وجہ سے کفر وضلالت کے اندھیرے دور ہوگئے اور ہم گمراہیوں اور برائیوں کے جال سے باہر آگئے تو کیا اس ہدایت وبھلائی کے بعد کوئی اور برائی وبدی پیش آنے والی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں! اس بھلائی کے بعد بھی برائی پیش آنے والی ہے، میں نے عرض کیا تو کیا اس برائی کے بعد پھر ہدایت وبھلائی کا ظہور ہوگا کہ جس کی وجہ سے دین وشریعت کا پھر بول بالا ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! اس برائی کے بعد پھر بھلائی کا ظہور ہوگا؛ لیکن اس برائی کے بعد جو بھلائی آئے گی اس میں کدورت ہوگی، میں نے عرض کیا کہ اس بھلائی کی کدورت کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے کدورت کی جو بات کہی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میرے طریقے اور میری روش کے خلاف طریقہ وروش اختیار کریں گے، لوگوں کو میرے بتائے ہوئے راستے کے خلاف

راستے پر چلائیں گے اور میری سیرت اور میرے کردار کے خلاف سیرت وکردار اپنائیں گے، تم ان میں دین دار بھی دیکھو گے اور بے دین بھی، میں نے عرض کیا: کیا اس بھلائی کے بعد پھر کوئی برائی پیش آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہو کر مخلوق کو اپنی طرف بلائیں گے، جو شخص ان کے بلاوے کو قبول کر کے دوزخ کی طرف جانا چاہے گا اس کو وہ دوزخ میں ڈھکیل دیں گے یعنی جو شخص ان کے بہکاوے میں آ کر ان گمراہیوں میں مبتلا ہوگا جو دوزخ کے عذاب کا مستوجب بناتی ہیں تو وہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، میں نے عرض کیا کہ ان کے بارے میں وضاحت فرمایئے کہ وہ کون لوگ ہوں گے آیا وہ مسلمانوں ہی میں سے ہوں گے یا غیر مسلم ہوں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا وہ ہماری قوم یا ہمارے ابنائے جنس اور ہماری ملت کے لوگوں میں سے ہوں گے اور ہماری زبان میں گفتگو کریں گے یعنی وہ لوگ عربی زبان رکھنے والے ہوں گے یا یہ مراد ہے کہ ان کی گفتگو قرآن وحدیث کے حوالوں سے مزین اور پند ونصائح سے آراستہ ہوگی اور بہ ظاہر ان کی زبان پر دین ومذہب کی باتیں ہوں گی؛ مگر ان کے دل نیکی وبھلائی سے خالی ہوں گے، میں نے عرض کیا کہ تو پھر میرے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے یعنی اگر میں ان لوگوں کا زمانہ پاؤں تو اس وقت مجھے کیا کرنا چاہیے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: کتاب وسنت پر عمل کرنے والے مسلمانوں کی جماعت کو لازم جاننا اور ان کے امیر کی اطاعت کرنا یعنی اہل سنت وجماعت کے راستے کو اختیار کرنا اور اہل سنت وجماعت کا جو امام مقتدا ہو اس کی اطاعت ورعایت ملحوظ رکھنا، میں نے عرض کیا اور اگر مسلمانوں کی کوئی مسلمہ جماعت ہی نہ ہو اور نہ ان کا کوئی متفقہ امیر ومقتدا ہو؛ بلکہ مسلمان مختلف جماعتوں میں منقسم ہوں اور الگ الگ

مقتداؤں کے پیچھے چلتے ہوں تو اس صورت میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایسی صورت میں تمہیں ان سب فرقوں اور جماعتوں سے صرفِ نظر کر کے یکسوئی اختیار کر لینی چاہیے؛ اگر چہ اس یکسوئی کے لیے تمھیں کسی درخت کی جڑ میں پناہ کیوں نہ لینی پڑے (جنگلوں میں چھپنا کیوں نہ پڑے اور اس کی وجہ سے سخت سے سخت مصائب وشدائد برداشت کیوں نہ کرنا پڑے اور ان جنگلوں میں گھاس پھوس کھانے پر قناعت کرنے کی نوبت تک کیوں نہ آجائے؛ یہاں تک کہ اسی یکسوئی کی حالت میں موت تمہیں اپنی آغوش میں لے لے۔ (بخاری ومسلم)

قال في الفتح قوله: (و لو أن تعد) ......قال البيضاوي: المعنىٰ إذا لم يكن في الأرض خليفة فعليك بالعزلة والصبرِ على تحمّل شدة الزمان. وعضُّ أصل الشجرة كناية عن مكابدة المشفعة كقولهم: فلان يعض الحجارة من شدة المألم...... قال الطبري: ...... وفي الحديث: أنه متى لم يكن للناس إمام فافترق الناس أحزابا فلا يتبع أحدا في الفرقة ويعتزل الجميع إن استطاع ذلك خشية من الوقوع في الشر. [فتح الباري: ۱۰/ ۳۶، ۳۷]

اس حدیث میں فتنوں کے دور میں تین کام بیان کیے گئے ہیں:

(۱) فتنوں کے دور میں مسلمانوں کی متفقہ جماعت کے ساتھ رہے۔

(۲) فتنوں کے دور میں مسلمانوں کی متفقہ جماعت نہ ہو تو یکسوئی اختیار کرنا بہتر ہے۔

(۳) خاموشی؛ یہ بھی فتنوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔

(۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کہ قریب ہے کہ ایسا زمانہ آئے کہ ایک مسلمان کا اچھا مال بکریوں کا گلہ ہو جس کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش والی وادیوں کی تلاش کرے، اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لیے بھاگ جائے۔ (بخاری)

قرآن پاک میں قیامت کو قریب ہی بتلایا گیا ہے ﴿اقتربت الساعة﴾ [القمر: ۱] رسول اللہ ﷺ بھی قیامت اور اس سے پہلے ظاہر ہونے والے فتنوں کا اس طرح ذکر فرماتے تھے جیسے کہ یہ سب کچھ عن قریب ہی ہونے والا ہے؛ اولاً تو اس لیے کہ جو چیز آنے والی ہے اس کا آنا یقینی ہے اس کو قریب ہی سمجھنا چاہیے، دوسرے اِس میں یہ بھی حکمت تھی کہ کوئی شخص اس کو بہت دور سمجھ کر مطمئن نہ ہو بیٹھے اور اس کے لیے جو کچھ کرنا چاہیے (یعنی نیک اعمال) اس میں سستی نہ کرے۔ اس اصول و معمول کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں فتنے کے ایسے زمانے کے قریب ہونے کی آگاہی دی ہے جب بھری پڑی آبادیوں کا حال ایسا خراب ہو جائے گا کہ وہاں رہنے والے کے لیے دین پر قائم رہنا اور اللہ و رسول کے احکام کے مطابق زندگی گزارنا قریباً ناممکن ہو جائے گا...... ......آپ ﷺ نے فرمایا ایسے وقت میں وہ بندۂ مومن بڑی خیریت میں ہوگا جس کے پاس چند بکریوں کا گلہ ہو وہ ان کو لے کر پہاڑیوں کی چوٹیوں پر یا ایسی وادیوں میں چلا جائے جہاں بارشیں ہوتی ہوں بکریاں اللہ کے اگائے ہوئے سبزے سے اپنا پیٹ بھریں اور یہ بندہ ان بکریوں سے گذارہ کرے اور اس طرح آبادیوں کے فتنے سے محفوظ رہے۔ (معارف الحدیث ۸/۹۱)

اسی طرح کی ایک روایت ترمذی شریف میں ہے، اس کی تشریح کرتے ہوئے استاذ محترم شیخ الحدیث مفتی سعید صاحب پالنپوری مدظلہ فرماتے ہیں: یعنی بکریاں لے کر

بستی سے دور نکل گیا ہو، بکریوں کی زکوۃ ادا کرتا ہو اور پروردگار کی عبادت کرتا ہو، اس طرح فتنوں سے الگ تھلگ رہتا ہو وہ بہترین آدمی ہے۔ (تحفۃ الالمعی ۵/۵۴۷)

خلاصہ یہ ہے کہ ایسے حالات میں فتنوں کے امکانی مواقع سے دور رہے، حالات پر صرف تبصرہ کرتے نہ پھرے، بلکہ حالات آنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔

جن جگہوں پر فتنے پھیل رہے ہوں ایسی جگہ رہنے والے کے لئے ایمان بچانا مشکل ہو جاتا ہے؛ حالانکہ ایمان کو بچانے کا فکر ہر مؤمن کی بنیادی ذمہ داری ہے؛ اس لیے فتنوں کی جگہ سے دور چلا جائے تا کہ اس کے ایمان کی حفاظت ہو جائے، اسی طرح فتنوں کے وقت میں نیک اعمال میں کمی ہو جاتی ہے اور اعمال کی کمی ایک مؤمن کامل کیلئے خسارہ ہے، اس لئے اس خسارہ سے بچنے کے لئے فتنوں کی جگہ سے بھاگ جاوے تا کہ نیک اعمال میں کمی نہ ہو۔

نیز فتنوں کے دور میں مسلمانوں میں بھی عام طور پر دو گروہ، دو پارٹی ہو جاوے گی اور ہر پارٹی کی چاہت یہ ہوگی کہ آپ اس کی پارٹی کے ایک فرد بن جائے، اور یہ مشکل کام ہوتا ہے، اس لیے اس طرح کی گروہ بندی سے حفاظت کا بھی یہ راستہ ہے کہ کہیں دور چلے جاوے انجان، غیر متعارف جگہ جا کر زندگی بسر کرلے تو فتنوں سے حفاظت ہو جائے گی۔

جتنا ہو سکے اپنے آپ کو فتنوں سے دُور رکھو

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: سيكون فتنٌ، القاعدُ فيها خيرٌ من القائم، والقائم فيها خير من الماشي، والماشي فيها خير من

الساعي، من تشرف لها تستشرفه، فمن وجد ملجأ أومَعَاذاً فليعذ به. متفق عليه. [مشكوة ٢/ ٤٦٢]

یعنی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: عن قریب فتنے پیدا ہوں گے (یعنی جلد ہی ایک بڑا فتنہ سامنے آنے والا ہے یا یہ کہ پے در پے یا تھوڑے تھوڑے وقفے سے بہت زیادہ فتنوں کا ظہور ہونے والا ہے) ان فتنوں میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا سعی کرنے والے (یعنی کسی سواری کے ذریعے یا پاپیادہ دوڑنے والے اور جلدی چلنے والے) سے بہتر ہوگا اور جو شخص فتنوں کی طرف جھانکے گا فتنہ اس کو اپنی طرف کھینچ لے گا، پس جو شخص ان فتنوں سے نجات کی کوئی جگہ (یا اس سے بھاگنے کا کوئی راستہ) یا پناہ گاہ پائے، (اور یا کوئی ایسا آدمی اس کو مل جائے جس کے دامن میں وہ ان فتنوں سے پناہ لے سکتا ہو) تو اس شخص کو چاہیے کہ اس کے ذریعے پناہ حاصل کرے (یعنی اگر ان فتنوں سے بھاگنے کا کوئی راستہ مل سکتا ہو تو فتنوں کی جگہ سے نکل بھاگے یا کوئی ایسی جگہ اس کو معلوم ہو کہ جہاں چُھپ جانے کی وجہ سے ان فتنوں سے پناہ مل سکتی ہو تو وہاں جا کر چُھپ جائے یا اگر (صادقین، صالحین، متقین، اولیا) میں سے کوئی اپنے سایۂ عاطفت میں پناہ دینے والا مل سکتا ہو تو ان کے پاس جا کر پناہ گزیں ہو جائے)۔

(بخاری و مسلم) (مظاہر حق: ۶/ ۲۴۱)

''جو شخص بھی فتنوں کی طرف جھانکے گا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ان فتنوں کی طرف متوجہ ہوگا اور ان کے نزدیک جائے گا تو اس کی وہ توجہ اور نزدیکی اس کے ان فتنوں میں مبتلا ہو جانے کا باعث ہوگی؛ لہٰذا ان فتنوں کی برائیوں سے بچنے اور

ان کے حال سے خلاصی پانے کی صورت اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگی کہ ان فتنوں سے جتنا زیادہ دور رہنا ممکن ہو اتنا ہی زیادہ دور رہا جائے۔ (مظاہر حق ۲۴۲/۶، ۲۴۱ ملخصاً)

فتنوں کے دور میں اپنے دینی دنیوی کاموں سے لگاؤ رکھیں، دوسری چیزوں میں دلچسپی نہ رکھیں۔

فتنوں سے بچنے کی ایک صورت

عن أبي بكرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إنما ستكون فتنٌ، ألا ثم تكون فتنٌ، ألا ثم تكون فتنة، القاعد خير من الماشي فيها، والماشي فيها خير من الساعي إليها، ألا فإذا وقعَتْ فمن كان له إبل فليلحق بإبله، ومن كان له غنم فليلحق بغنمه، ومن كانت له أرض فليلحق بأرضه إلخ

[مشكوة ٤٦٣/٢]

یعنی: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آئندہ زمانے میں بڑے بڑے فتنے ہوں گے، یاد رکھو! پھر فتنے پیدا ہوں گے اور یاد رکھو! پھر فتنہ رونما ہوگا، اس میں بیٹھا ہوا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا، جب یہ فتنے ظاہر ہوں تو جس شخص کے پاس اونٹ ہو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے اونٹوں میں چلا جائے اور جس کے پاس بکریاں ہو وہ بکریوں میں چلا جائے اور جس کے پاس زمین کا ٹکڑا ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنی زمین میں چلا جائے۔ الخ (حاصل یہ ہے کہ جس جگہ وہ فتنہ ظاہر ہو وہاں نہ ٹھہرے بلکہ اس جگہ کو چھوڑ کر کہیں دور چلا جائے اور گوشۂ عافیت پکڑے یا اس فتنے سے نظر ہٹا کر دین پر کامل عمل کرنے کے ساتھ ساتھ

اپنے کاروبار میں مشغول ومنہمک ہوجائے۔

فتنوں کے دور میں اپنی اصلاح کی فکر اور خود کے دین وکردار کی حفاظت کرو

عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال: كيف بك إذا أبقيت في حثالة من الناس مَرِجَتْ عهودُهم وأماناتهم واختلفوا فكانوا هكذا: وشبك بين أصابعه. قال: فَبِمَ تأمرني؟ قال: عليك بما تعرف، ودع ماتنكر، وعليك بخاصة نفسك، وإياك وعوامهم.

وفي رواية: الزم بيتك، وأملك عليك لسانك، وخذ ماتعرف، ودع ما تنكر، وعليك بأمر خاصة نفسك، ودع أمر العامة. رواه الترمذي وصححه [مشكوة ٢/٤٦٤]

یعنی: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسولِ کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اس وقت تم کیا کروگے جب تم اپنے آپ کو ناکارہ لوگوں کے زمانے میں پاؤگے جن کے عہد وپیمان اور جن کی امانتیں خلط ملط ہوں گی اور جو آپس میں اختلاف رکھیں گے گویا وہ لوگ اِس طرح ہوجائیں گے: یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے کے اندر داخل کیا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے (یہ سن کر) عرض کیا: آپ مجھے ہدایت فرمایئے کہ اُس وقت میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اُس وقت تم پر لازم ہوگا کہ اُس چیز کو اختیار کرو اور اُس پر عمل کرو جس کو تم (دین ودیانت کی روشنی میں) حق جانو اور اس چیز سے اجتناب ونفرت کرو جس کو تم ناحق اور برا جانو،

نیز صرف اپنے کام اور اپنی بھلائی سے مطلب رکھو اور خود کو عوام الناس سے دور کرلو۔

اور ایک روایت میں یوں منقول ہے کہ اپنے گھر میں پڑے رہو (بلاضرورت باہر نکل کر ادھر ادھر نہ جاؤ) اپنی زبان کو قابو میں رکھو، جس چیز کو حق جانو اس کو اختیار کرو اور جس چیز کو (شریعت پر عمل کرنے کے ساتھ) برا جانو اس کو چھوڑ دو، صرف اپنے کام اور اپنی بھلائی سے مطلب رکھو اور عوام الناس کے معاملات سے کوئی تعلق نہ رکھو۔ (مظاہر حق ۶/ ۲۵۹)

نوعمر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فطری طور پر بڑے غیرت مند، پرہیزگار اور عبادت گذار تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ جب کبھی ایسا وقت آجائے کہ ایسے ہی ناکارہ اور بدکار اور باہم لڑنے بھڑنے والے لوگ باقی رہ جائیں تو تمہارا رویہ اس وقت کیا ہوگا؟ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سوال ان سے اس لیے کیا تھا کہ وہ اِس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت کے طالب ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت فرمائیں، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقۂ تعلیم تھا) چناں چہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ جب واسطہ ایسے ہی لوگوں سے ہو جو آدمیت کے جوہر سے محروم ہوں اور نیکی کو قبول کرنے کی ان میں صلاحیت ہی نہ رہی ہو تو اہلِ ایمان کو چاہیے کہ ایسے لوگوں سے صرفِ نظر کرکے بس اپنی فکر کریں۔

''اپنی بھلائی سے مطلب رکھو اور خود کو عوام الناس سے دور کرلو'' اس کا مطلب یہ ہے کہ پُرفتن دور میں سب سے زیادہ ضرورت خود اپنے نفس کی اصلاح اور اپنے دین وکردار کی حفاظت کی ہوتی ہے؛ لہذا اس وقت تم بھی اپنے دین اور اپنی اخروی بھلائی کے کاموں کی تکمیل وحفاظت میں مشغول رہنا اور دوسرے لوگوں کی طرف سے کسی فکر وخیال میں نہ پڑنا، یہ حکم ایسے ماحول میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے پر عمل

نہ کرنے کی ایک درجے میں اجازت کے طور پر ہے جب کہ شریر و بدکار لوگوں کی کثرت اور ان کا غلبہ ہو اور صالح و نیک لوگوں کی طاقت بہت کم ہو۔

''اپنی زبان کو قابو میں رکھو'' اس کا مطلب یہ ہے کہ جب پورے ماحول میں برائیوں کا دور دورہ ہو جاتا ہے اور شریر و بدکار لوگوں کے اثرات غالب ہوتے ہیں تو زبان سے اچھی بات نکالنا بھی ایک جرم بن جاتا ہے؛ لہذا تم اُس وقت لوگوں کے ماحول و معاملات کے بارے میں بالکل خاموشی اختیار کیے رکھنا، کسی کی برائی یا بھلائی میں اپنی زبان نہ کھولنا؛ تاکہ تمہاری بات کا برا ماننے والے لوگ تمہیں تکلیف و ایذا نہ پہنچائیں۔ (مظاہر حق ۶/۲۶۰)

بحمد اللہ تعالیٰ

حضرت رائے پوریؒ کا ایک عجیب ملفوظ

حضرت مولانا سلیم صاحب دھورات مدظلہ العالی نے ایک بیان میں فرمایا:

میرے بھائیو! یہ بہت نازک دور ہے، ہم فتنوں کے دور سے گزر رہے ہیں، حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ تشریف لائے تھے، حضرت جی کے برطانیہ کے آخری سفر کی بات ہے، میں نے خود اپنے کانوں سے یہ بات سنی ہے کہ: حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ نے ارشاد فرمایا تھا کہ: میں نے حضرت رائے پوریؒ سے سنا کہ: امت پر ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ وہ جگہیں جہاں امت فتنوں سے پناہ لینے جایا کرتی ہے وہ جگہیں فتنوں کے مراکز ہو جائیں گی۔ جب یہ بات سنی تھی تو میں تعجب میں پڑ گیا تھا؛ اس لیے کہ اُس وقت کے حالات تو بہت الگ تھے؛ مگر مان لیا تھا؛ اس لیے کہ بڑے آدمی کی بات ہے۔ اب دیکھیے! پہلے آدمی جب گھر میں پریشان ہوتا تھا تو مسجد میں آتا تھا، مسجد میں آ کر سکون پاتا تھا، اب مساجد میں اتنے جھگڑے ہوتے ہیں کہ لوگ نماز پڑھ کر جلدی چلے جانے میں اپنی سلامتی سمجھتے ہیں، ڈرتے ہیں کہ کہیں لڑائی نہ ہو جائے، کہیں جھگڑا نہ ہو جائے، یعنی جو جگہیں فتنوں سے بچنے کی تھیں وہ آج فتنوں کی جگہیں بن گئیں، لڑائی جھگڑے اور ایک دوسرے کی مخالفت؛ سب کچھ وہیں، بلکہ مَیں یوں کہوں تو غلط نہیں ہوگا کہ: یہ جو فتنوں سے بچنے کی جگہیں تھیں اب کچھ لوگ وہاں اسی غرض سے

آتے ہیں، باہر کوئی نہیں لڑتا، کسی کے انتقال پر سب جمع ہوتے ہیں وہاں کوئی لڑائی نہیں، شادی بیاہ میں جمع ہوتے ہیں وہاں کوئی لڑائی نہیں؛ لیکن مسجد میں لڑتے ہیں (۱)۔

حضرت فقیہ الامت رحؒ کا ملفوظ گرامی

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ فتنے کے حالات کے متعلق فرماتے تھے کہ: آنکھیں کھلی رکھو، کان کھلے رکھو یعنی جو ہو رہا ہے سنو، دیکھو؛ لیکن زبان بند رکھو، بولنا نہیں ہے، فتنے کے حالات پر تبصرہ بھی مت کرو۔

---

(۱) بندہ محمود اس پر عرض کرتا ہے کہ میرے حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے سامنے دینی اداروں میں فتنوں کی بات آتی تو اس پر حضرت عجیب علاج ارشاد فرماتے: [۱] غیر متعلق امور میں دخل نہ دو۔ [۲] مصالحت یعنی اپنا حق چھوڑنا مفاہمت یعنی غلط فہمی دور کرنے کا راستہ اپناؤ۔

فتنوں سے حفاظت کے اقدامات

حضور ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں

(۱) پہلا اقدام:

ان میں سے پہلی چیز ہے: التعوذ والدعا، یعنی اللہ کی پناہ اور دعاؤں کا اہتمام کرنا۔ ارشاد باری ہے: أُدعُونِي أَستَجِبُ لَكُمُ [المؤمن: ٦٠] مجھ سے دعا کیا کرو میں قبول کروں گا۔ دعا میں بھی اس بات کا خیال ہو کہ دعا ٹھیک ہو، آداب کی رعایت کرتے ہوئے صحیح ڈھنگ سے دعا کی جائے، اور ان ساری رکاوٹوں کو جو دعا کی مقبولیت میں مانع ہے دور کیا جاوے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تعوذوا بالله من الفتن، ما ظهر منها ومابطن [مشكوة،باب اثبات عذاب القبر ص:٢٥] یعنی اللہ سے ظاہری اور پوشیدہ فتنوں سے پناہ مانگا کرو۔ اور چوں کہ دعا مومن کا ہتھیار ہے، اور ہر باطل کے مقابلے کے لیے بہترین ہتھیار رُجوع الی اللہ ہے؛ اِس لیے دعا کا خوب اہتمام کیا جاوے، بہ طورِ خاص وہ دعا جو آپ ﷺ سے منقول ہے، وہ تو پابندی سے کی جاوے: اللهم إني أعوذبك من فتنة المحيا والممات: اے اللہ! میں آپ سے زندگی اور موت کے فتنے سے پناہ چاہتا ہوں۔ اور کبھی دعا فرماتے: اللهم إني أعوذبك من فتنة المسيح الدجال: اے اللہ! میں مسیح دجال کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں۔

(۲) دوسرا اقدام:

فتنوں سے محفوظ رہنے کا دوسرا اقدام جو نبی کریم ﷺ نے بتلایا وہ ہے مصاحبة أهل العلم والصالحين، علمائے ربانیین کی صحبت، اُن کے ساتھ مجالست،

صلحا کے ساتھ تعلق، اچھی سوسائٹی اور اچھے دوست؛ اس لیے کہ انسان جب اچھے ماحول کے ساتھ جڑا رہتا ہے تو فتنین بھیڑیے کو حملہ کرنے کا موقع نہیں ملتا، اور جہاں کہیں اسے شبہات کا سامنا ہوتا ہے تو کسی عالم ربانی کے پاس جا کر اپنا معاملہ صاف کروالیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ [الكهف: ٢٨] آپ اپنے آپ کو اُن لوگوں کے ساتھ جوڑے رکھیے جو صبح وشام اللہ کو یاد کرتے ہیں، اور ان کا مقصود صرف اللہ کی رضا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے يٰأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ اسی لیے رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لا تصاحب إلا مؤمنا [ترمذي، كتاب الزهد ٦٥/٢] مومن (سچے ایمان والے) کے ساتھ مصاحبت ہم نشینی اختیار کرو۔

(۳) تیسرا اقدام:

فتنوں سے بچاؤ کا تیسرا اقدام صحیح علم اور دین کی صحیح سمجھ کا حاصل ہو جانا ہے، اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فقيه واحد أشد على الشيطان من ألف عابد [ترمذی، ابواب العلم ٩٧/١] ایک فقیہ (صحیح علم اور دین کی صحیح سمجھ رکھنے والا) شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ صرف عبادت کرنے والا کبھی بھی شیطان کے جال میں آسکتا ہے، کبھی بدعات وخرافات اور گناہ میں ملوث ہوسکتا ہے؛ لیکن اللہ فقاہت نصیب فرمادے تو بندہ شیطان کے مکر وفریب سے بھی واقف ہوسکتا ہے۔

خاص ظہورِ مہدی رضی اللہ عنہ سے متعلق چند کتابوں کی فہرست

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف
۱	المهدي المنتظر	إبراهيم أبو شاوي
۲	الموسوعة في الفتن والملاحم وأشراط الساعة	الدكتور محمد أحمد المبيَّض
۳	المسيح الدجال منبع الكفر والضلال وينبوع الفتن والأوجال	ابن كثير
۴	خليفة الله المهدي	أبو معاوية محمد طيب الفاروقي
۵	مصباح الظلام في حياة سيدنا عيسىٰ علیہ السلام یعنی وقائعِ حیاتِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام	حافظ محمد اقبال رنگونی
۶	صحة العقيدة والنظر في أخبار المهدي المنتظر المسمّٰى حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا تعارف	حافظ محمد اقبال رنگونی
۷	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ونزول کا عقیدہ	مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ
۸	آخری زمانہ میں آنے والے مسیح کی شناخت؛ اہلِ انصاف کو غور وفکر کی دعوت	مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ
۹	مسیحِ موعود کی پہچان	حضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ
۱۰	قیامت سے پہلے کیا ہوگا؟	افادات: حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ، حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ، حضرت مولانا سید بدرِ عالم میرٹھی رحمہ اللہ

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق روایات کا ایک اجمالی خاکہ

نمبر شمار	اسمائے کتب	تعداد احادیث مرفوعہ	موقوفہ	تعیین ابواب	رقم الاحادیث	صفحہ	رواۃ صحابہ مع عدد روایات
۱	الصحيح للبخاري			باب نزول عيسىٰ بن مريم	۳۴۴۹	۴۹۰	أبوهريرة ١
۲	الصحيح لمسلم	۷	......	باب الخسف بالجيش وغيرها ممابعدها	۲۸۸۳،تا ۲۸۸۴، ۲۸۹۷ تا ۲۸۹۹ ۲۹۱۳	۳۸۸ تا ۳۹۵	جابر بن عبد الله٢، أبوسعيد الخدري١، ابن مسعود١، عائشة ٢، أبوهريرة١.
۳	سنن أبي داود	۱۳	......	كتاب المهدي	۴۲۷۹ تا ۴۲۹۱	۵۸۸	جابر بن سمرة٣، علي٣، عبد الله بن مسعود١، أم سلمة٥، أبوسعيد ١.
۴	سنن الترمذي	۳	......	أبواب الفتن، ما جاء في المهدي	۲۲۳۰ تا ۲۲۳۲	۴۷/۲	عبد الله بن مسعود٢، أبوسعيد ١.

۵	سنن ابن ماجة	۷	......	بـــاب خـروج المهدي	۴۰۸۲تا ۴۰۸۸	۲۹۹	عبد الله بن مسعود۱ ، أبـوسـعيد۱ ، ثوبان۱ ، عـلـي۱ ، أم سـلـمة۱ ، أنـــس بـن مـــالك۱ ، عبد الله بن حارث۱ ، أم سلمة ۱ .
۲	مشكوة المصابيح	۲	......	بـــاب أشـراط الساعة	......	۴۷۰	عبـد الـله بن مسعود، أبو سعيد الخدري، أم سلمة .
۷	مسندأحمد بترتيب الفتح الرباني	۱۴	......	فصل فيما ورد فـــي ظهـــور الـــمهـــدي وغيره	۱۳۹ تا ۱۵۴	......	عبد الله بن مسعود۲ ، علي۲ ،أبوسعيدالخدري ۳ ، ثوبان، أم سلمة۳ ، حفصة ۲ ، صفية ۱ .
۸	كنز العمال	۴۱	۴۷	خــــــروج الــمهــدي / المهدي عليه السلام	۳۸۶۵۱ تا ۳۸۷۱۰ اور ۳۹۶۵۳، ۳۹۶۸۴	ج۱۴/ ۲۶۱ تا ۲۷۵ اور ۵۸۴ تا ۵۹۸	عمار بن ياسر۱ ، عبد الله بـن مسـعود۹، عثمان ۱ ، أم ســلـــمة ۲ ، أبـوأمــامة ۱ ، علي ٤ ، عبد الرحمن بن قيس ۱ ، أبـو سعيد الخدري۷، جــابـر۱ ، حـذيـفة۳، أبـوهريرة٦، عبد الله بن عباس ٤ ، قرة المزني۱ .

۹	مصنف عبد الرزاق	۲	۶	باب المهدي	۴۰۷۶۹ تا ۴۰۷۷۰	ج۱۱/ ۳۷۱	أم سلمة۱، أبو سعيد الخدري ۱.
۱۰	صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبيان	۵	......	ذكر البيان بأن خروج المهدي الخ	۶۸۲۳ تا ۶۸۲۷	ج۱۵/ ۲۳۶	أبو سعيد الخدري۲، عبد الله بن مسعود۲، أبوهريرة ۱.
۱۱	مسند ابي داود الطيالسي بترتيب احمد بنا منحة المعبود	۱	......	باب ماجاء في بيعة المهدي	۲۷۷۲	ج۲/ ۲۱۵	أبو هريرة ۱.
۱۲	المستدرك للحاكم	۸	......	كتاب الفتن والملاحم	۸۵۳۱ ۸۶۶۹ تا ۸۶۷۵	ج۴/ ۵۴۷ ج۴/ ۶۰۰ تا ۶۰۱	ثوبان ۱، أبو سعيد ۵، أم سلمة۲.

۱۳	الجامع الصغير	۵	......	باب الميم	۹۲۴۱ تا ۹۲۴۵	۵۵۴	أم سلمة ١،عثمان١، علي١، أبو سعيد١، حذيفة ١.
۱۴	السنن الواردة في الفتن	۴۷	۴۱	باب ماجاء في المهدي	۵۴۶ تا ۵۹۵	۱۸۹ تا ۲۰۱	ابن مسعود ١١، ثوبان ١، أبوسعيد٤، علي ٣،أم سلمة٤، جابربن عبد الله١، أبو هريرة ١، أنس١، حفصة١ .
۱۵	النهاية في الفتن والملاحم. لابنكثير	۱۵	۱	فصل في ذكر المهدي الذي يكون في آخر الزمان	......	۲۳ تا ۲۸	عبد الله بن حارث١، ثوبان ١، أبو سعيد ٢، أنس بن مالك١، علي ٤، ابن مسعود٢، أبو هريرة٢، أم سلمة ٢.
۱۶	الفتن لأبي نعيم	۵۷	۱۹۴	بابٌ آخر من علامات المهدي **اور دیگر ابواب**	۸۸۷ تا ۱۱۴۸	۲۴۶ تا ۲۸۹	حفصة ١،أبو هريرة ٧، عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده ١، أبو سعيد ٢٤، علي٥، جابر١، أبوطفيل٣، ابن مسعود٢، عائشة ١، عبد الرحمن بن قيس ٤، ابن عمر١،

							ذي مجز ٢، أبو زاهرة ١، عمرو بن العاص ٢، عبد الرحمن بن الزبير ١، عبد الله بن عباس ١.
۱۷	مصنف ابن أبي شيبة	٦	۱۰	كتاب الفتن	۱۹۴۸۴ تا ۱۹۴۹۹		أبو سعيد ٣، علي ٢، ابن مسعود ١.
۱۸	التذكرة في أحوال الموتى	۱۷	۳	باب في الخليفة الكائن في آخر الزمان وغيرها		٦٩٠ تا ۷۰۷	جابر ١، أم سلمة٢، حذيفة٢، حفصة ١، عائشة ١، ثوبان ١، عبد الله بن حارث ١، علي ٢، أبو سعيد٤، ابن مسعود ١، أنس ١.

فہرستِ مراجع

نمبر شمار	اسمائے کتب
١	القرآن الكريم
٢	تفسير ابن كثير
٣	تفسير الطبري
٤	هداية القرآن
٥	الصحاح الستة
٦	مسند أحمد
٧	مسند بزار
٨	مصنف عبد الرزاق
٩	مصنف ابن أبي شيبة
١٠	سنن الدارقطنى
١١	مسند الشاميين
١٢	المستدرك للحاكم
١٣	السنن للداني
١٤	دلائل النبوة
١٥	فتح الباري

١٦	عمدة القاري
١٧	فيض الباري
١٨	الجامع الكبير
١٩	فيض القدير
٢٠	فتح الملهم
٢١	تكملة فتح الملهم
٢٢	إكمال إكمال المعلم
٢٣	مكمل الإكمال
٢٤	الكوكب الدري
٢٥	تحفة الأحوذي
٢٦	العرف الشذي
٢٧	عون المعبود
٢٨	بذل المجهود
٢٩	مصباح الزجاجة
٣٠	أشعة اللمعات
٣١	مرقاة المفاتيح
٣٢	كنز العمال
٣٣	منتخب كنز العمال

٣٤	العرف الوردي في أخبار المهدي
٣٥	عارضة الأحوذي
٣٦	البداية والنهاية
٣٧	السعاية
٣٨	المغني للذهبي
٣٩	الفتن لنُعيم ابن حماد
٤٠	تهذيب التهذيب
٤١	التذكرة للقرطبي
٤٢	التاريخ لابن عساكر
٤٣	الأحاديث الضعيفة للشوكاني
٤٤	سلسلة الأحاديث الضعيفة
٤٥	الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي
٤٦	نخبة اللآلي شرح بدء الأمالي
٤٧	المنار المنيف لابن قيم الجوزية
٤٨	ميزان الإعتدال
٤٩	النهاية في الفتن والملاحم (ابن كثير)
٥٠	لسان الميزان
٥١	شرح الفقه الأكبر

٥٢	مجمع بحار الأنوار
٥٣	الحاوي للفتاوِي
٥٤	الإشاعة لأشراط الساعة
٥٥	شرح عقيدة السفاريني
٥٦	كتاب الفتن وأشراط الساعة للعلامة الداني
٥٧	النبراس
٥٨	إزالة الخفاء
٥٩	تاريخ الخلفاء
٦٠	المهدي لعادل الذكي
٦١	ترجمان السنہ
٦٢	معارف الحدیث
٦٣	کفایۃ المفتی
٦٤	فتاوی محمودیہ
٦٥	فتاوی رحیمیہ
٦٦	خیر الفتاوی
٦٧	آپ کے مسائل اور ان کا حل
٦٨	فتاوی حقانیہ
٦٩	رحمۃ اللہ الواسعۃ

۷۰	عقیدۂ ظہورِ مہدی احادیث کی روشنی میں (مفتی نظام الدین شامزئیؒ)
۷۱	امام مہدی؛ شخصیت وحقیقت
۷۲	امام مہدی (مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ)
۷۳	تحفۂ خلافت (مولانا عبدالشکور لکھنویؒ)
۷۴	نزولِ عیسیٰ اور ظہورِ مہدی (مولانا ادریس صاحب کاندھلویؒ)
۷۵	عقائدِ اسلام (ابومحمد عبدالحق حقانیؒ)
۷۶	علاماتِ قیامت (شاہ رفیع الدین دہلویؒ)
۷۷	عقائدِ اسلام (مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)
۷۸	المهدي والمسيح (مفتی یوسف لدھیانویؒ)
۷۹	امام مہدی کا ظہور نہیں ہوا (مفتی سلمان منصور پوری)
۸۰	جواہر الفقہ
۸۱	ردِّ قادیانیت کے زریں اصول
۸۲	نوادر الفقہ
۸۳	جواہر الایمان
۸۴	فقہی جواہر
۸۵	ارواحِ ثلاثہ
۸۶	ملفوظاتِ فقیہ الامت
۸۷	خطباتِ حکیم الاسلام

مؤلف کی دیگر مساعیٔ جمیلہ

نمبر شمار	اسمائے کتب	لغت
١	عرفات کی دعائیں اور اعمال	گجراتی
٢	ظہورِ مہدی	اردو، گجراتی، ہندی، انگریزی
٣	ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے ضروری مسنون دعائیں	گجراتی
٤	خاص خاص فضیلتوں والی مسنون دعائیں	اردو، گجراتی، ہندی، انگریزی
٥	مختصر سیرتِ نبوی ﷺ پہلا حصہ (اسٹوڈنٹس کے لیے)	گجراتی
٦	ہندستان کی جنگ آزادی اور جمعیتِ علمائے ہند (زیرِ طبع)	گجراتی
٧	احمدیہ قادیانی جماعت کا تعارف	گجراتی
٨	ترتیبِ مبادیاتِ حدیث	اردو
٩	ماہِ رمضان کو وصول کرنے کا جامع مختصر نسخہ	گجراتی
١٠	عید الاضحیٰ مسائل و فضائل (پمفلٹ)	گجراتی
١١	مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت کا تعارف	گجراتی
١٢	مرزا غلام احمد قادیانی کے متضاد دعوے	گجراتی
١٣	قادیانی غیر مسلم (دیوبندی، بریلوی، غیر مقلد اور جماعتِ اسلامی کے علما کے فتاوی)	گجراتی

۱۴	ختمِ نبوت، قرآن وحدیث کی روشنی میں	گجراتی
۱۵	دیکھی ہوئی دنیا	اردو
۱۶	خطباتِ محمود (اول تا ششم)	اردو
۱۷	دینی بیانات	گجراتی

''نورانی مکاتب'' کے مقاصد

(۱) چھوٹے چھوٹے دیہات جہاں مسلمانوں کے چند ہی مکانات ہوں اور نماز تعلیم کا کوئی نظم نہ ہو، وہاں نماز اور تعلیم کا نظم کرنا۔

(۲) شہروں کی کالونیوں اور جھونپڑوں میں بسنے والے غریب مسلمانوں اور ان کی اولاد میں دینی تعلیم اور نماز کی فکر کرنا۔

(۳) مرتد یا مرتد جیسے دین سے دور مسلمانوں میں دین اور ایمان بچانے کی فکر کرنا۔

(۴) جہاں کہیں بھی مکتب مسجد یا عبادت خانہ نہیں ہے، وہاں اُس کے قیام کی فکر کرنا۔

(۵) پہلے سے جاری مکاتب میں تعلیم اور تربیت کی ترقی کے لیے کوشش کرنا۔

(٦) مکتب کے معلمین کی تربیت کے لیے قیام وطعام کا نظم کرنا۔

(۷) انوکھا، آسان عام فہم، قابلِ دید وقابلِ ترویج طریقۂ تعلیم وتربیت کو امت کی خدمت میں پیش کرنا۔

(۸) یتامیٰ، بیوگان کی خدمات اور غریب علما اور مسلمانوں کی طبی خدمات اور غریب لڑکے لڑکیوں کی شادی میں معاونت۔

(۹) شعبۂ نشر واشاعت کے ماتحت اردو، ہندی، گجراتی، انگریزی زبانوں میں چھوٹی بڑی کتابیں، رسائل اور پمفلٹ شائع کروانا۔

(۱۰) انٹرنیٹ اور سی ڈی کے ذریعے عالَم میں بسنے والے مسلمانوں کی دینی

خدمات انجام دینا۔

اِس وقت اکابر کے مشورہ سے پورے گجرات میں یہ خدمات کا سلسلہ جاری ہے، آپ بھی اِس مبارک سلسلے میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مزید تفاصیل ہماری ویب سائٹ (www.nooranimakatid.com) پر ملاحظہ فرمائیں۔

اہم اطلاع

(۱) اس کتاب کو اور مؤلف کی دیگر علمی قلمی کاوشوں کو انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

(۲) صاحبِ کتاب کے بیانات بزبان اردو انٹرنیٹ پر بھی سن سکتے ہیں۔

(۳) سورت شہر میں تقریباً ۸ سال سے جاری ہر پیر کو ہونے والی تفسیر کی مجلس بھی .c.d کی شکل میں محفوظ ہے نیز انٹرنیٹ سے بھی آپ حاصل کر سکتے ہیں۔

(۴) مؤلف کے ملک اور بیرونِ ملک کے تقریباً ۳۰۰ سے زائد بیانات .c.d کی شکل میں محفوظ ہے نیز انٹرنیٹ سے بھی آپ حاصل کر سکتے ہیں۔

(۵) ہر پیر کو بعد نمازِ عشاء سورت شہر میں ہونے والی تفسیر کی مجلس کو انٹرنیٹ پر Live سن سکتے ہیں۔

(۶) حسبِ بالا تمام دینی پروگرام Free ڈاؤن لوڈ بھی کر سکتے ہیں۔ اس ویب سائٹ کی ملاقات کریں۔ www.nooranimakatid.com